

83

# عظمتِ مصطفیٰ ﷺ



تالیف  
ملک شیر محمد خاں اعجازی

صفہ پبلی کیشنز  
اسماعیل سنٹر 109- چیٹر جی روڈ - اُردو بازار - لاہور فون: 7324210



# عظمتِ مُصطفیٰ ﷺ

ﷺ  
صلی اللہ علیہ وسلم

ملک شیر محمد خاں اعوان  
کالاباغ

## صُفْہ پبلی کیشنز

اسماعیل سنٹر 109- چیٹر جی روڈ - اردو بازار - لاہور فون: 7324210

98156

## بجملہ حقوق محفوظ ہیں

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا  
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ  
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

نام کتاب	عظمتِ مُصطَفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تالیف	ملک شیر محمد خاں اعوان رحمۃ اللہ علیہ
تعارف	مولانا عنایت اللہ چشتی (میانوالی)
نظر ثانی و نوائے خامہ	مولانا عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ
باہتمام	عمر حیات قادری
صفحات	۴۰۰
قیمت	135 روپے
ناشر	صُفۃ پبلی کیشنز۔ لاہور

پلنے کے پتے

○ صُفۃ پبلی کیشنز۔ اسماعیل سنٹر 109- چیٹھری روڈ۔ اُردو بازار ○ لاہور

فون :- 7246101 - 7324210 (042)

○ مکتبہ قادریہ . داتا دربار مارکیٹ . لاہور  
○ گلیکسی بک سنٹر۔ 491 طفیل روڈ صدر ○ لاہور کینٹ

# ترتیب

۱۵	پیش لفظ	محمد عبدالحکیم شرف قادری
۱۷	تعارف	مولانا عنایت اللہ چشتی
۲۱	مقدمہ	از مولف

صفحہ	تفصیل مضامین	ابواب
۲۳		باب اول: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
۶۹	سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت تاجر، بحیثیت مزرکی و مربی، بحیثیت داعی انقلاب بحیثیت متقن، قانون پر عمل پیرا شہری کی حیثیت سے، بحیثیت منصف، بحیثیت سپہ سالار، نظریہ جنگ میں انقلاب، آزادی رائے کے پہلے پیامبر کی حیثیت سے، علمبردار مساوات کی حیثیت سے، حکمران کی حیثیت سے، معلم کی حیثیت سے، غلاموں کے مولیٰ کی حیثیت سے، ایک منتظم اعلیٰ کی حیثیت سے، ایک معلم اخلاق کی حیثیت سے، معراج عظمت کی حیثیت سے، رحمت عالم کی حیثیت سے، ایک مبلغ کی حیثیت سے ایک سربراہ بیت کی حیثیت سے، امام اقتصادیات کی حیثیت سے	باب دوم: مکمل زندگی، مکمل نمونہ

صفحہ	تفصیل مضامین	ابواب
۱۰۱	<p>انسان کامل بحیثیت خاتم الانبیاء  دنیا کی حالت قبل از اسلام، سلسلہ نسب و پیدائش، حضور  صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارتیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  ولادت باسعادت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا انتقال  شق صدر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات قبل از بعثت  وہی کی ابتداء، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور، دعوت اسلام پہلے  ایمان لانے والے، کفار کی ایذا رسانی، ہجرت حبشہ، مکہ کے آخری  ایام، معراج، فرضیت نماز، قبائل کو دعوت اسلام، ہجرت مدینہ  قریش کا مشورہ، غار ثور، مدینہ میں استقبال، قبا و مسجد قبا، فتنہ  یہود، فریضہ جہاد، مدینہ کے ابتدائی ایام، غزوہ بدر، غزوہ بنی  قینقاع اور غزوہ بنی نضیر، غزوہ اُحد، غزوہ خندق یا احزاب  غزوہ بنی قریظہ، صلح حدیبیہ، بیت رضوان، فتح مکہ، غزوہ خیبر،  غزوہ عمرة القضا یا عمرة القضیہ یا عمرة الصلح، غزوہ حنین، غزوہ  تبوک یا جیش العسرت، بادشاہوں کو دعوت اسلام، حجۃ الوداع  وصال النبی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ، خوارق عادت  حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بساط عالم میں تصرف کرنا، اخبار غیب  فتح خیبر کے باب میں، عمرة القضا کے باب میں، فتح فارس  روم کے باب میں، غلبہ روم کے باب میں، مراجعت وطن  کی پیشین گوئی، مسلمانوں کے عروج کی پیشین گوئی، شہر مرتدین  کے موقع کے باب میں، یہود نمٹانے موت نہ کریں گے،  خلفائے راشدین کے باب میں، جمیع ادیان پر غلبہ اسلام کے</p>	<p>باب سوم:  جمال مصطفیٰ  صلی اللہ علیہ وسلم  (قرآن کے آیتوں میں)</p>

صفحہ	تفصیل مضامین	ابواب
	<p>باب میں، شہر اعدا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محفوظ ہونے کے باب میں، حفاظت قرآن کے باب میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ اور اس کا نتیجہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے کا ثبوت، اہل کتاب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی برحق ہونا جانتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اللہ تعالیٰ کی شہادت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح وحی ہونی جس طرح دوسرے انبیاء پر ہوتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دوسرے انبیاء کی تعلیم ایک تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند تھے، توریت میں حضور کا ذکر، اہل کتاب جو باتیں چھپاتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ظاہر فرما دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنا پڑھنا کسی انسان سے نہ سیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاعر نہ تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہن نہ تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں قریش کفار کے فضول عذر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دین حق لانے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم حنی پر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رسولوں کی تصدیق کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے اپنے بندوں پر حجت پورا کرنے کے لئے بھیجا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم راہ راست پر تھے اور لوگوں کو سیدھی راہ</p>	

کی طرف بلا تے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت  
خدا سے بیعت، بعثت نبوی کی حکمت، خصائص النبی،  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب ربانی، حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نور ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں، حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب رکن ایمان ہے۔ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی گستاخی کفر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و  
اتباع فرض ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچھیت حاکم و  
فرمانروا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے تمام معاملات  
اور فیصلوں میں قاضی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلم کتاب  
حکمت ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کے  
نبی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب دیا گیا، حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہونا حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات ہر مسلمان کے  
لئے اسوۂ حسنہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے  
مقام محمود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جانوں سے  
زیادہ عزیز ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی  
تعریف اور بے انتہا اجر، دعائے خلیل و نوید مسیح، مسلمانوں  
کی تکلیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر شاق گزرتی ہے، حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب اور حکمت نازل کی گئی، حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم مراد الہی کے مبین بیان کرنے والے  
ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عذاب الہی سے روک ہونا



حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں، تھکنے و  
تحریم را شیاء کو حلال و حرام کرنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے منصب میں داخل تھا، اہل کتاب کو حضور پر ایمان  
لانے کا حکم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت و  
استدلال، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے والوں  
کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر  
ایمان لانے والوں کے درجات اور ان کا صلہ، حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے وطن کی عظمت، اللہ تعالیٰ نے روز میثاق  
تمام پیغمبروں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد  
لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سبع مثانی عطا ہونے کا انعام  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مسلمانوں کا مائیں ہیں، حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواج سے کوئی نکاح نہیں کر سکتا  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج اور نرم دلی کی تعریف اللہ  
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ کھول دیا اور ہلکا کر دیا،  
اللہ نے حضور کا ذکر دنیا میں بلند کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی حکم  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لوگوں کے لئے قرب خدا ہے  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا گیا، حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کا خاص فضل، اللہ تعالیٰ نے حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھی نہیں چھوڑا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کا اخیر اول سے بہتر ہے، خدا چاہتا ہے رضا محمد،

صفحہ	تفصیل مضامین	ابواب
	اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیمی میں پناہ دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے غنی کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین سے خدا کی محبت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبلہ کے تابع نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سب امتوں سے افضل ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے لئے قلاخ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ ستودہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں سے بے غرض اور مستغنی رہنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اسمائے نبوی کا تذکرہ قرآن میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتِ الہیہ سے متصف ہونا،	
۱۸۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت، نور محمدی کی تعریف، حرفِ آخر، غیب کی تعریف، خاصہ نبوت، لفظ نبی کا مفہوم، قرآن میں علم، غیب الرسل کے شواہد، علم غیب عطائی، ایک اشکال اور اس کا حل، علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حدیث کی شرح، مسئلہ علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عارفانہ تشریح، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ دربارہ علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔	باب چہارم: نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باب پنجم: درنگاہِ او غیبِ کائنات
۲۱۷	واقعہ اسری، واقعہ معراج، قرآن حکیم اور واقعہ معراج، واقعہ اسری، واقعہ معراج اور اہل مکہ، معراج جسمانی و	باب ششم: معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

صفحہ	تفصیل مضامین	ابواب
	معراج روحانی، حرف آخر،	
۲۲۵		باب ہفتم معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۲۴۴		باب ہشتم ارشاداتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقی تعلیمات
۳۰۵		باب نہم اعترافِ عظمت صلی اللہ علیہ وسلم مصطفیٰ غیر مسلموں کو پرہیزگار بنانے کی تعلیم
۳۲۷	ارسال انبیاء کی حکمت، قرآن حکیم اور عقیدہ ختم نبوت، خاتم النبیین، شان نزول، سیاق و سباق، ایک ضمنی بحث، لیکن کی وضاحت، رسول اللہ، خاتم النبیین، لفظ خاتم لغت کی روشنی میں، ختم نبوت اور احادیث، عقل کی عدالت میں،	باب دہم ختم نبوت

صفحہ	تفصیل مضامین	ابواب
۲۴۵		باب یازدہم: صلی اللہ علیہ وسلم محبت مصطفیٰ (دین حق کی شرط اول ہے)
۲۶۵	صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اور قرآن حکیم، صحابہ رضی اللہ عنہم اور احادیث، مہاجرین اور قرآن، مہاجرین اولین، مقام مہاجرین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں،	باب دوازدہم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب مصطفیٰ

## ندرت عقیدت

میں ملتِ اسلامیہ کا ایک پُر معاصی فرد ہوں۔ میرا سرمایہ اعمال، اشکِ ندامت اور عرقِ الفعال کے سوا کچھ نہیں۔ جب یہ خیال آتا ہے تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ معلیٰ میں اپنے اس ارمغانِ عقیدت کو پیش کرنے کی جسارت پر لرز لرز جاتا ہوں مگر پھر کوئی انتہائی شیریں آواز نہماں خانہٴ قلب و جاں میں رس گھولنے لگتی ہے کہ حضور تو رحمتہ للعالمین ہیں، رُوْفٌ رَّحِيمٌ ہیں۔ اُن کے دربار میں تو خطا کار و نیکو کار بھی حاضر ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ وہاں کبھی کسی کو ہتکارا نہیں گیا۔ اُن کا دروازہ تو ہے ہی اسی لئے کہ عصیانِ شعار آئیں تو اُن پر نوازشوں کی بارانِ نور ہو جائے اور نیکو کار آئیں تو درجاتِ بلند سے نوازے جائیں۔ یہی صدائے دلنواز تھی جس نے مجھے یہ ہمت عطا کی کہ اپنے اس آبگینہ کو جس میں میری عقیدت کے آنسو فروزاں ہیں حضور رسالت مآب میں پیش کر دوں۔ کیا عجب کہ حضور میرے اس ناپہنچیز ہدیہٴ عقیدت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں۔

ۛ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را  
یوں میری یہ سعی حقیر میرے نامہٴ اعمال کو زرتاب کر دے اور حضور  
روزِ محشر اپنی آغوشِ رحمت میں پناہ دے دیں۔

طالبِ شفاعت و غفران

شیر محمد خان اعوان

*(Faint, illegible handwritten text in Urdu script, possibly bleed-through from the reverse side of the page)*

حمد بے حد مر رسول پاک را

آنکہ ایمان داد مُشتِ خاک را

سیدِ کل، صاحبِ اُمّ الکتاب

پر دیکھا بر ضمیرش بے حجاب

اے فروغِ صبحِ اعصار و دُہور

چشمِ تو بیتدہ مافی الصُّور

با خدا در پردہ گویم، با تو گویم آشکار

یا رسول اللہ! او پہنان و تو پیدائے من (علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

۱- خواجہ عطار بہ تغیر لفظی ثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق صفحہ ۵۳  
۲- پیام مشرق صفحہ ۱۹ - ۳- اسرار و رموز صفحہ ۱۹۵ - ۴- پیام مشرق صفحہ ۱۸۳

واہ کیا جو وکرم ہے شہِ بطنِ تیرا  
 نہیں سُننا ہی نہیں مانگنے والا تیرا  
 دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا  
 تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا  
 فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا  
 آپ پیاسوں کے تجسس میں سے دریا تیرا  
 فرشِ والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں  
 خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)



## نوائے خامہ

کائنات کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ایسی رشکِ فردوس اور غیرتِ جنت ہے جس میں کبھی نہ مرجھانے والے، ان گنت رنگارنگ پھول ہیں، کوئی بھی عالمِ فاضل ان سدا بہار پھولوں کو مکمل طور پر اپنے دامن میں سمیٹ نہیں سکتا۔

حافظ و طیفہ تو ثناء گفتن است و بس

ملک شیر محمد خاں اعوان، نواب آف کالا باغ کے خاندان کے بڑے ہونہار فرد تھے، وہ صوم و صلوة کے پابند اور اعلیٰ علمی و ادبی ذوق رکھتے تھے ان کے علمی و تحقیقی مقالات بلند پایہ جرائد میں شائع ہوتے تھے اور قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، ان کی تحریریں فصاحت و سلاست اور ادبی چاشنی سے لبریز ہوتی تھیں، قدرت نے انہیں اپنا مافی الضمیر معقول اور موثر انداز میں بیان کرنے کی بے پناہ صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ ان کی تالیفات میں سے محاسن کنز الایمان کو سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ مقالہ لاہور سے چالیس ہزار سے زیادہ تعداد میں چھپ کر مفت تقسیم ہوا، اس کے علاوہ پاک و ہند کے کئی اداروں نے بھی شائع کیا۔ ملک صاحب نے اس مقالہ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان اور دیگر معروف

تراجم کے درمیان تقابلی مطالعہ پیش کیا اور اس ترجمہ کے اعتقادی اور ادبی محاسن پر پہلی بار تفصیل اور سلیقے سے گفتگو کی، یہ مقالہ دیگر باب علم و قلم کے لیے مشعل راہ ثابت ہوا۔

ملک صاحب کا ذاتی کتب خانہ بڑا وسیع اور قابل دید ہے، ان کا مطالعہ اور حافظہ بھی بڑا وسیع تھا، سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ان کے رگ و پے میں سمائی ہوئی تھی، یہی وجہ تھی کہ وہ ہمیشہ سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے تھے

اور صرف یہی نہیں بلکہ اس دریا کی غواصی سے حاصل ہونے والے تابدار موتیوں پر صفحہ قرطاس پر محفوظ بھی کرتے جاتے تھے۔

۱۹۶۸ء میں ان کی قابل قدر کتاب مقام مصطفیٰ، ملک دین محمد، لاہور نے شائع کی جس پر ملک کے جادو بیان خطیب، حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ آلوہاری رحمۃ اللہ علیہ پیش لفظ لکھا اور مؤلف کی کاوش کو دل کھول کر داد دی، اس کے بعد ملک صاحب نے پیش نظر کتاب عظمت مصطفیٰ لکھی جو سیرت طیبہ کے موضوع پر عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق جدید ترین اور بہترین کوشش ہے، یہ کتاب گیارہ ابواب پر مشتمل ہے، اس کی ابتدا میں ملک کے مشہور محقق، ملک صاحب کے استاد اور دیرینہ رفیق مولانا عنایت اللہ حشتی مدظلہ رچکڑارہ، میانوالی، نے تعارف لکھ کر قارئین کو مؤلف کی شخصیت اور ان کے دینی، ملی، علمی اور ادبی خدمات سے روشناس کرایا ہے۔

۱۹۸۰ء سے کچھ پہلے اور اس کے بعد کئی مرتبہ راقم کی ملک شیر محمد خاں اعوان سے ملاقات ہوئی ایک دو بار مکتبہ قادریہ، لاہور میں بھی تشریف لائے۔ ان کی شخصیت پر علم و ادب اور تصوف کی گہری چھاپ تھی۔ ۱۹۸۴ء میں انہوں نے پیش نظر کتاب میاں زبیر احمد قادری، رضا پبلی کیشنز، لاہور کو شائع کرنے کے لیے دی اور ساتھ ہی راقم کے بارے میں فرمائش کی کہ وہ اس پر نظر ثانی کرے اور پیش لفظ بھی لکھے، ان کی بڑی آرزو تھی کہ یہ کتاب چھپی ہوئی دیکھ لیں۔ مگر افسوس کہ نظر ثانی اور کتابت میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی اور اچانک اطلاع ملی کہ ۱۳ جمادی الثانیہ ۲۳ فروری ۱۴۰۶ ہجری / ۱۹۸۶ عیسوی کو ملک شیر محمد خاں اعوان انتقال کر گئے ہیں، انا اللہ وانا الیہ راجعون، مولیٰ کریم جل شانہ، انہیں فردوس بریں میں جگہ عطا فرمائے۔ یہ کتاب ان کے لیے توشہ آخرت بنائے اور ان کے صاحبزادوں کو ان کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۳ ذی الحجہ ۱۴۰۹ ہجری  
۱۴ جولائی ۱۹۸۹ عیسوی  
محمد عبد حکیم شرف قادری نقشبندی

## تعارف

از جناب مولانا عنایت اللہ صاحب چشتی

۔ جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں۔ آج برصغیر میں ملک شیر محمد خان اعوان کا اسم گرامی اہل سنت کے مایہ ناز ادیب اور علمی و دینی موضوعات پر قلم اٹھانے والے نامور مصنف کی حیثیت سے شہرت کے جس مقام رفیع پر جلوہ گر ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ لوگ ان کے نام اور علمی کام سے تو واقف ہیں مگر ان میں سے اکثر کو ان کے حالات زندگی سے واقفیت نہیں ہر بڑے مصنف کے قاری کے ذہن میں مصنف کو دیکھ لینے، اُس سے گفتگو کرنے اور اُس کے پاس بیٹھنے کا تجسس ہوتا ہے اور اگر یہ چیزیں میسر نہ ہوں تو اُس کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اُس کے حالات زندگی اور معمولات و مشاغل سے آشنا ہو جائے۔ ملک صاحب کے قاری بھی اسی امر سے دوچار ہیں۔ میں کتاب سے پہلے صاحب کتاب کی مختصر داستانِ حیات پر اسی احساس کے پیش نظر قلم اٹھا رہا ہوں۔ شاید میری تحریر کردہ چند سطور مستقبل میں ملک صاحب کے علمی کارناموں پر کام کرنے والے اہل قلم کے لئے نشانِ راہ ثابت ہوں۔

ملک صاحب کا وطن مالوف کالا باغ ہے ضلع میانوالی کے اس قصبہ کو اپنی گونا گوں صفات کے باعث پاکستان میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ ملک شیر محمد خان کالا باغ کے معروف اعوان خاندان کے چہم و چراغ ہیں۔ ملک صاحب ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار کا نام ملک سلطان محمد خان تھا۔ ملک صاحب کو بچپن میں قرآن حکیم کی تعلیم دی گئی۔ اس کے بعد مولوی غلام حسین اترخیل کے مشہور مکتب میں داخل کیا گیا۔ مولوی غلام حسین

ایک مشتاق اور نامور اتاد تھے ان کی محنت سے تیسری جماعت کے طلباء میں خط لکھنے کی اچھی خاصی اہلیت پیدا ہو جاتی تھی۔ مکتوب نگاری سکھانے کے لیے ”انشائے اردو“ نامی کتاب پڑھاتے تھے۔ جو خط شکستہ میں تھی۔ مولوی غلام حسین صاحب خود بھی خوش خط تھے اور طلباء کو بھی خوش خطی کی بہت زیادہ مشق کراتے تھے۔ ان کے مکتب میں جو طالب علم چند سال پڑھ لیتا وہ اردو اور فارسی میں اچھی خاصی قابلیت پیدا کر لیتا تھا۔ اس مکتب میں پڑھے ہوئے طلباء کا مقابلہ اردو اور فارسی میں میٹرک پاس طلباء بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہاں تو ملک صاحب کچھ عرصہ اس مکتب میں زیر تعلیم رہنے کے بعد مقامی ہائی سکول میں داخل ہو گئے۔ یہیں سے میٹرک کیا۔ اس تعلیم کے دوران میں انہوں نے اپنی ذات کو صرف نصابی کتب کے مطالعہ تک محدود نہ رکھا ان کا مطالعہ وسیع الجہات رہا۔ ملک صاحب کے تایا ملک حیات محمد خان (مرحوم)، اعلیٰ علمی و ادبی ذوق کے حامل تھے۔ صاحب تصنیف تو نہ تھے لیکن اردو اور فارسی میں دستگاہِ کامل رکھتے تھے انہیں کتب بینی کا بے پناہ شوق تھا۔ وسیع المطالعہ تھے۔ انہوں نے ذوق مطالعہ کی تسکین کے لیے اپنے پاس اچھا خاصہ علمی، ادبی اور تاریخی لٹریچر جمع کر رکھا تھا۔ ان کے ہاں روزنامہ زمیندار لاہور، ماہنامہ صوفی (منڈی بہاؤ الدین)، ماہنامہ نظام المشائخ (دہلی)، ماہنامہ پیشوا (دہلی)، اور ماہنامہ مولوی (دہلی)، باقاعدگی سے آتے تھے۔ ملک صاحب تایا مرحوم کی کتب اور رسائل کا مطالعہ بھی کرتے رہتے تھے۔ ملک صاحب کے لڑکپن اور آغاز شباب میں دوسرے بزرگ حضرت پیر سید صدر عالم گیلانی لکھنوی المعروف پیر چن چراغ علیہ الرحمہ تھے جنہوں نے ملک صاحب کی شخصیت کی تعمیر میں بڑا کردار ادا کیا۔ ملک صاحب کو بچپن سے ہی مسجدوں میں عالموں کے پاس بیٹھنے اور ان کا وعظ سننے کا شوق تھا۔ یہی شوق انہیں کشاں کشاں پیر چن چراغ صاحب خطیب جامع مسجد غوثیہ کالاباغ کی خدمت میں لے گیا اور ان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ روزانہ عصر کے وقت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کو اپنا معمول بنا لیا اور یہ معمول پیر صاحب کی زندگی تک رہا۔ پیر صاحب ایک روشن دماغ عالم ایک حق گو مبلغ اور ایک پرکشش روحانی رہنما تھے۔ ان کے پاس برصغیر کے متعدد مذہبی اور سیاسی

اخبارات و رسائل آتے تھے۔ ملک صاحب کو ان کے مطالعہ کا موقع بھی مل جاتا تھا۔ -  
 پیر صاحب کی محفل میں ہر وقت قال اللہ اور قال رسول کی خوبصورت آوازیں فضا میں پُر  
 تقدس موج پیدا کرتی رہتی تھیں۔ ملک صاحب کو پیر صاحب کی صحبت میں مذہبی کتب  
 کے مطالعہ اور صوم و صلوة کی پابندی کی عادت راسخ ہو گئی اور آج تک یہی چیزیں ان کا  
 معمول حیات ہیں۔ پیر صاحب موصوف منکرین صحابہ و اہل بیت کے خلاف سنگی تلوار تھے۔  
 وہ اس معاملہ میں کسی ہدانت کے قائل نہیں تھے۔ یہ انہی کا فیض صحبت ہے کہ ملک صاحب  
 صحابہ و اہل بیت سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں اور ان کا قلم ان کے ناموس کے تحفظ  
 میں ہر وقت سرگرم رہتا ہے پیر صاحب نے ملک صاحب کے عالم طفولیت میں ان کے ذوق مطالعہ  
 سے یہ اندازہ کر لیا تھا کہ وہ اہل قلم بن جائیں گے اس لئے جب بھی وہ انہیں کوئی دینی  
 رسالہ دیتے تو کہہ دیا کرتے کہ ”وہ دن ضرور آئے گا۔ جب تم خود ایسے رسائل لکھا کرو  
 گے۔“ یہ پیر صاحب ہی کی دعاؤں کا اثر ہے کہ آج ملک صاحب کا شمار ملک کے ممتاز  
 اہل قلم میں ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ پیر صاحب اپنی دعائے پُر خلوص کا نتیجہ اپنی آنکھوں  
 سے نہ دیکھ سکے اور ملک صاحب کے اس مقام تک پہنچنے سے پہلے ہی راہی عالم بقا  
 ہو گئے۔ آج وہ زندہ ہوتے تو ملک صاحب کی تصانیف دیکھ کر بیحد مسرور ہوتے مگر مجھے  
 یقین ہے کہ وہ مادی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہے ہوں گے اور مسرور ہو رہے ہوں  
 گے۔ ملک صاحب، پیر صاحب کے فیض صحبت اور فیضانِ نظر کے آج بھی معترف ہیں  
 اور ہر محفل میں کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ انہی کی نگاہِ کرم اور خدائے بزرگ و برتر کی گرم گتروں  
 کا نتیجہ ہے وگرنہ من آنم کہ من دانم۔ ملک صاحب کی محفل میں جب بھی پیر صاحب کا ذکر  
 آیا ہے انہوں نے سرد آہوں اور پر نم آنکھوں انہیں یاد کیا ہے اور کہا ہے ہم نے  
 پیر صاحب کی صحبت میں جو کچھ دیکھا وہ آج کہیں دکھائی نہیں دیتا وہ صحبتیں ایسی برہم ہوں  
 کہ انہیں دیکھنے کو برسوں سے آنکھیں ترس رہی ہیں وہ ہمیشہ یہ شعر پڑھتے ہیں -  
 دے صورتیں الہی کس دیں بتیاں ہیں اب دیکھنے کو جنکے آنکھیں تریتیاں ہیں  
 ان تفصیل کا مقصد یہ تھا کہ ملک صاحب بچپن سے ہی اسلام پرست تھے بچپن سے

لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے تک اس تسلسل میں کہیں شکست نہیں آئی۔ وہ ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ہمارے ہاں عام طور پر ایسے گھرانوں کے اتنی اللہ آمین سے پالے ہوئے لڑکے اکثر عیش و عشرت اور فضول مشغلوں میں پڑ جاتے ہیں۔ کتے، بیٹر، تیترا اور مرغ پالتے ہیں روز روز کے شکاروں میں اپنے وقت برباد کرتے ہیں مگر ملک صاحب نابغہ تھے جنیس تھے اس لئے وہ زمانہ اور زمانہ کے اثرات سے الگ اپنی دنیا میں مگن ہو گئے۔ ہاں تو ذکر یہ ہو رہا تھا کہ سکول کی تعلیم کے ایام میں انہوں نے اپنی ذات کو نصابی کتب کے حصار میں محصور نہیں رکھا اور وسیع الجہات مطالعہ کرتے رہے۔ جنون کی حد تک کا ذوق مطالعہ اور اس عمر ناپخت میں، آخر کچھ اثر تو دکھاتا۔ ہوا یہ کہ میٹرک تک پہنچتے پہنچتے ان کی صحت بہت خراب ہو گئی اور وہ میٹرک سے آگے تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ کچھ عرصہ تک علاج معالجہ اور ورزش کرتے رہے اور جب صحت ٹھیک ہوئی تو راقم السطور سے عربی اور فارسی کی مزید تعلیم حاصل کی اور قلیل عرصہ کی تیاری کے بعد امتحانات السنہ شرفیہ میں امتیازی طور پر کامیابی حاصل کر لی۔ اس کے بعد انہوں نے انگریزی امتحانات کی تیاریاں شروع کر دی مگر والد صاحب کی بے وقت موت کے باعث گھریلو ذمہ داریوں کی گرانباریاں سدراہ ہو گئیں۔ ملک صاحب نے کچھ عرصہ تک قاری محمد سلیمان رہنکی کو اپنے ہاں ٹھہرائے رکھا اور ان سے قرأت کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

ملک صاحب کی ذات جامع حیثیات ہے وہ ادب اور مذہب کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ میدان سیاست میں بھی سرگرم رہے۔ انہوں نے قیام پاکستان کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا۔ انہوں نے نظریہ پاکستان کے حق میں اور نیشنلسٹ مسلمانوں کے نظریہ متحدہ قومیت کی تردید میں انتہائی زوردار مضامین لکھے جو وقتاً فوقتاً روزنامہ زمیندار لاہور میں شائع ہوتے رہے۔ ۱۹۴۷ء کے انتخابات میں جنہیں بجا طور پر معرکہ حق و باطل کہا جاتا ہے ملک صاحب نے مسلم لیگ کے نامزد کردہ امیدوار صوبائی اسمبلی کی حمایت میں نمایاں کردار سرانجام دیا۔

۱۔ ۱۹۵۳ء میں ملک صاحب میونسپل کمیٹی کے غیر سرکاری چیئرمین منتخب ہوئے تو انہوں نے چارج لیتے ہی شہر کی حالت بدل ڈالنے کے لئے ایک جامع منصوبہ ترتیب دیا سب سے پہلے انہوں نے کمیٹی کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے چونگی محروموں پر کڑی نگرانی شروع کر دی کیونکہ کمیٹی کی آمدنی کا واحد ذریعہ محصول چونگی تھا اور اس سے پہلے اس میں وسیع پیمانے پر غبن ہو رہا تھا۔ ملک صاحب کے اقدام سے ایک ہی سال کے اندر محصول چونگی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔

۲۔ صفائی کا نظام بہتر بنانے کے لئے خاکروبوں کے عملہ میں اضافہ کر دیا اور شہر سے گندگی منتقل کرنے کے لئے شہر سے باہر گندگی کے مراکز قائم کر دیئے۔ ہر وارڈ کے ممبر کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ اپنے وارڈ کی صفائی کے متعلق رپورٹ پیش کیا کرے۔

۳۔ شہر کی گلیوں کو مرحلہ وار پختہ کرانے کا پروگرام منظم طریقہ سے مرتب کیا گیا۔

۴۔ بازار کے پرانے فرش کو اکھڑا کر نیا سیمنٹ فرش بنوایا گیا۔

۵۔ پرائمری سکول کو ہائی سکول سے الگ کر دیا اور پرائمری سکول کے لیے شہر میں ایک نہایت ہی شاندار عمارت حاصل کی آج کل شہر میں گورنمنٹ پرائمری سکول اسی عمارت میں چل رہا ہے۔

۶۔ ہائی سکول کی بوسیدہ عمارت کو منہدم کرا کے اس کی جگہ ایک پر شکوہ عمارت تعمیر کرادی۔ اس عمارت پر باہر سے نظر ڈالی جائے تو کالج کی عمارت کا گمان ہوتا ہے۔ آج کل ہائی سکول اسی عمارت میں چل رہا ہے۔ بعض تنگ نظر حاسدوں نے ملک صاحب کے ان رفاہی کاموں کے راستے میں گونا گوں رکاوٹیں پیدا کر دیں اور ملک صاحب کو قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے نامساعد حالات کے سامنے سپر انداز ہونا سیکھا ہی نہ تھا۔ آخر اپنے منصوبوں کو ہمکنار عمل کر کے دم لیا۔

حوادث کے تھپیرے کھا کے اہل دل سمجھتے ہیں عزائم کے دیئے طوفان کی زد پہ بھی جلتے ہیں ملک صاحب نے تین سال کے مختصر عرصہ میں وہ کچھ کر دکھایا جو نصف صدی میں کسی سے نہ ہو سکتا تھا۔

ملک صاحب نے سماجی خدمات کے ساتھ ساتھ دینی خدمات کے لیے بھی اپنے آپ کو وقف کئے رکھا۔ وقتاً فوقتاً مذہبی جلسے منعقد کرائے اور ملک کے معروف علما کو بلا کر عوام کو دینی شعور اور ملی جذبات بیدار کرنے کے مواقع فراہم کئے۔ انتہائی ناخوشگوار حالات میں وہ یہ فریضہ بے خوف و خطر سرانجام دیتے رہے۔ حُب صحابہ و اہل بیت ان کی گھٹی میں پڑی ہے۔ وہ تحفظِ ناموس صحابہ و اہل بیت کے مقدس مشن کی تکمیل کے لیے سالہا سال تک عظیم الشان جلسے منعقد کراتے رہے ہیں۔ یہ جلسے نہ صرف کالا باغ بلکہ پورے ضلع میانوالی کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ ملک صاحب کو کالا باغ میں جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں خوبصورت تقریبات کے انعقاد کا بانی ہونے کی سعادت حاصل ہے۔

ملک صاحب اپنے دینی مسلک کے معاملہ میں سو دوزیاں کے بکھیروں سے ہمیشہ بے نیاز رہے ہیں۔ وہ بچپن سے ہی پابندِ صوم و صلوة ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ سفرِ حجاز پر اپنے تاثرات کو انہوں نے اپنی پُر اثر کتاب شمیم حجاز میں قلمبند کیا ہے جو عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہو جائے گی۔ وہ علمی اور دینی ذہن رکھتے ہیں اس لیے ملک کے اکثر نامور عالموں، صوفیوں اور ادیبوں سے ان کے گہرے مراسم ہیں۔

ان کی زندگی ایک سچے کھرے اور مخلص مسلمان کی زندگی ہے وہ خود دار اور غیور ہیں۔ خوشامد سے انہیں طبعی نفرت ہے ان کا قلم آج تک حکمرانوں کی تعریف سے آلودہ نہیں ہوا۔ وہ اپنے مسلک پر شدت سے قائم ہیں اور بیانِ حق کے سلسلہ میں انہوں نے کبھی کسی کی جبین پر شکن کی پرواہ نہیں کی۔ اسی سلسلہ میں ایک واقعہ یاد آگیا۔ ملک صاحب ہر باطل تحریک کے کھلے مخالف ہونے کے ناطے سے مرزا ایت کے سخت خلاف ہیں۔ اور ختم نبوت کے موضوع پر ان کے کئی تحقیقی مقالات شائع ہو چکے ہیں اس طرح کا ایک مقالہ زمیندار لاہور میں شائع ہوا ان دنوں ایم ایم احمد میانوالی میں ڈپٹی کمشنر تھا وہ بوھلا گیا اس نے فوراً نواب ملک امیر محمد خان (سابق گورنر مغربی پاکستان) سے شکایت

98156



کی کہ ”آپ کے خاندان کے ایک فرد اور آپ کے قریبی رشتہ دار نے ہمارے خلاف قلمی جہاد شروع کر رکھا ہے کم از کم اُسے تو روک دیجئے“ نواب صاحب نے کہا ”ملک شیر محمد سخت مذہبی ذہن کا آدمی ہے۔ وہ اس معاملہ میں کسی کا پابند نہیں اس پر ایم ایم احمد کھیانا ہو کر خاموش ہو گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل ملک صاحب کی زیر طبع کتاب ”فتنہ ملتِ بیٹا“ میں ہے۔ یہ کتاب تروید مرزا ایت میں صمصام بے نیام ہے۔

ملک صاحب کا ذاتی کتب خانہ انتہائی دقیق ہے ہر کتاب اُن کے حُسن شعور و نظر اور حُسن انتخاب کا بین ثبوت ہے۔ اس کتب خانہ کی بیشتر کتب کو بجا طور پر نادروزیاب کہا جاسکتا ہے اور بعض کتابیں تو ایسی ہیں کہ ہزاروں روپوں پر بھی مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ ان کے علاوہ پرانے اخبارات و رسائل کی فائلیں ہیں۔ ان کے ساتھ ہی برصغیر کے اکابر اہل علم کے ملک صاحب کے نام لکھے ہوئے خطوط کی فائلیں ہیں جنہوں نے لاہری کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ”ملک صاحب کی لاہری“، ایک مستقل موضوع ہے۔ جس پر مختلف لوگوں نے باقاعدہ مضامین لکھے ہیں۔ پھر ہی نہیں کہ انہیں کتابیں جمع کرنے کا شوق ہی ہے نہیں انہوں نے ایک ایک کتاب کا بڑی دقت نظر سے مطالعہ کیا ہے اس پر نوٹس لکھے ہیں اور جو کچھ پڑھا ہے اسے اپنے ذہن میں محفوظ رکھا ہے۔ ان میں ادب، تاریخ، فلسفہ، تفسیر، حدیث، فقہ غرضیکہ ہر موضوع پر بیسیوں کتابیں ہیں اور حافظہ کا کمال یہ ہے کہ ان کتابوں کے مشمولات ہر وقت اُن کے ذہن میں مستحضر رہتے ہیں۔ مطالعہ کی یہی وسعت اور ہمہ گیری ہے جس کی بنا پر وہ ہر موضوع پر گھنٹوں کھل کر بول سکتے ہیں اور مدلل اور باحوالہ گفتگو کر سکتے ہیں۔ آپ کسی موضوع پر انہیں چھیڑ کر دیکھیں۔

۴ اک ذرا چھیڑتے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

معلومات کا بحرِ ذخار موجزن ہو جائے گا اور آپ یہ محسوس کریں گے جیسے وہ عمر بھر صرف اسی موضوع پر تحقیق کرتے رہے ہیں۔ یہ امر اور زیادہ تعجب انگیز ہے کہ ملک صاحب سیاست میں بھی بڑی حد تک دخیل ہیں انہیں دن بھر غیر علمی لوگوں کے

ساتھ گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ پھر وہ مطالعہ کے لیے وقت کیسے نکال لیتے ہیں۔ اگر ان کی جگہ کوئی اور ہوتا اور وہ ان کی طرح سیاسی مصروفیات میں منہمک رہتا تو اس کی علمی و ادبی صلاحیتیں زنگ آلود ہو چکی ہوتیں۔ مگر ملک صاحب ہیں کہ ادب و سیاست سے نباہ کئے جا رہے ہیں۔ اگر گستاخی پر محمول نہ کیا جائے تو میں عرض کر دوں کہ کاش ملک صاحب اپنی دلچسپاں صرف علم و ادب اور خدمتِ خلق تک محدود رکھتے اس طرح ان کی ذات سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا تھا۔ سیاسی بکھیروں ہی کے باعث کچھ لوگ ان کے خلاف ہیں۔ سیاست چیز ہی ایسی ہے کہ اس میں اختلاف رائے ناگزیر ہے اور پھر کم ظرف لوگ اختلاف رائے کو بغض و عناد میں بدل کر ذاتی دشمنی بنا لیتے ہیں۔

یہاں اگر ان کی تصانیف و مقالات پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو غیر متعلق بات نہ ہوگی۔

ملک صاحب ایک کہنہ مشوق اور صاحبِ طرز ادیب ہیں۔ برسوں سے ان کے تحقیقی مضامین ملک کے بلند پایہ علمی رسائل میں شائع ہوتے آرہے ہیں۔ ان کے مضامین کی حیثیت و وقعت اسی سے واضح ہو جاتی ہے کہ پر عظمت رسائل کے مدیر جب بھی کوئی خاص نمبر نکالتے ہیں ملک صاحب سے تکرارِ اصرار مضمون لکھواتے ہیں۔ میں یہاں صرف دو مثالوں پر اکتفا کروں گا۔ ۱۹۷۶ء میں سیارہ ڈائجسٹ کے ضخیم قرآن نمبر کی جلد سوم میں ایک ہی سیکشن میں ایک ہی موضوع پر صرف دو مقالے شائع ہوئے ہیں ایک مقالہ مودودی صاحب کا ہے اور دوسرا مقالہ ملک صاحب کا ہے۔ حال ہی میں ملک کے نامور مجلہ نقوش کا جو عظیم رسالہ شائع ہوا ہے اس کی جلد سوم میں ملک صاحب کا ایک دقیق مقالہ ”رسول اکرم کا معاشی نظام“ شامل اشاعت ہے۔

ملک صاحب کی تالیفات کی فہرست یہ ہے :-

- |                  |  |
|------------------|--|
| ۱۔ معرکہ کربلا   | شائع کردہ ملک دین محمد اینڈ سنز تاجران کتب لاہور |
| ۲۔ تاریخ الاعوان | ” ” ” ” ”  |
| ۳۔ مقام مصطفیٰ   | ” ” ” ” ”  |

- ۴- خیابان دانش شائع کردہ شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب لاہور
- ۵- مشاہدات و محسوسات " " " " " "
- ۶- اُردو ترجمہ کشف الاسرار " مکتبہ ضیائے حرم لاہور
- ۷- مولانا احمد رضا خان " مرکزی مجلسِ رضا لاہور
- ۸- محاسن کنز الایمان " مرکزی مجلسِ رضا لاہور
- ۹- ضرورتِ مرشد " دار التالیفات کالاباغ
- ۱۰- دفاع کی شرعی حیثیت " " " "
- ۱۱- تذکرۃ الاعوان " " " "
- ۱۲- شمیم حجاز زیرِ طبع
- ۱۳- خلافت و امامت " " " "
- ۱۴- فتنہ ملتِ بیضا " " " "

یہ بھی واضح رہے کہ یہ علمی اشغال ملک صاحب کا ذریعہ معاش نہیں انہوں نے آج تک اپنی کسی کتاب کی رائٹنگ کسی ناشر سے وصول نہیں کی۔ یہ سب کام وہ اپنے علمی، ادبی اور دینی جذبہ کی تسکین، اشاعتِ دین، خدمتِ خلق اور رضائے خداوندی کی خاطر کر رہے ہیں۔ وہ اپنے ایک قول کے مطابق لکھنے کے لیے پڑھتے اور پڑھنے کے لیے لکھتے ہیں۔ یوں تو ان کی اکثر تصانیف کو علمی حلقوں میں خاص مقبولیت اور پذیرائی نصیب ہوئی ہے لیکن ان کی تصنیف "محاسن کنز الایمان" کو برصغیر میں سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اگرچہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن ۱۹۱۱ء میں شائع ہوا تھا لیکن اس نے نظیر ترجمہ قرآن کی خصوصیات پر کسی اہل قلم کو کوئی جامع کتاب لکھنے کا شرف حاصل نہیں ہوا بلکہ اس طرف سے اتنی بے اعتنائی برتی گئی کہ عام لوگ کنز الایمان کو ہی بھول گئے۔ یہ سعادت ملک صاحب کی قسمت میں تھی انہوں نے اس ترجمہ کے محاسن پر ایک کتاب لکھ کر علمی دنیا کو کنز الایمان کی طرف متوجہ کر دیا۔

اس سے دنیائے وہابیت میں زلزلہ برپا ہو گیا کیونکہ اب تک وہ لوگ انگریزی خوان طبقہ کو یہ تاثر دیتے رہے تھے کہ قرآن پر صرف وہابیوں نے کام کیا ہے۔ آج اس کتاب کی گونج پاک و ہند کے کونے کونے میں سنائی دے رہی ہے۔

شورشِ عندلیب نے روحِ چمن میں ڈال ورتیہاں کلی کلی مست تھی خوابِ ناز میں  
 وہابیوں کو قرآنِ فہمی کا بڑا دعویٰ تھا وہ اپنے مخالف اہل سنت حضرات کو نعتِ خواں  
 کہتے نہیں تھکتے تھے لیکن ان عشقِ رسول سے تھی دامن لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ سرکارِ دو جہاں  
 کی نعتِ خوانی بھی ہر کسی کا مقدر نہیں وہ ذات جس کے قدمِ مہینتِ لزوم کا شرفِ قد مہوسی  
 حاصل کرنے والا شہر بھی اتنا محترم ہوا کہ ربِ جلیل نے اُس کی قسمیں کھائیں اُس کی نعت  
 سے بڑا عملِ حسن اور کیا ہو سکتا ہے؟ پہلے نعت گو شاعر صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت  
 رضی اللہ عنہ تھے۔ خیر یہ جملہ معترضہ تھا بہر حال یہ حقیقت ہے کہ ملک صاحب نے  
 محاسنِ کنز الایمان لکھ کر وہابیوں کے ادعائے قرآنِ فہمی کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر  
 کر رکھ دیں۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پاکستان میں یہ کتاب چالیس  
 ہزار کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے۔ اسی طرح بھارت میں بھی ہزاروں کی تعداد میں شائع  
 ہوئی ہے۔ کانپور (بھارت) میں رضا اکیڈمی کی مطبوعات کا آغاز محاسنِ کنز الایمان کی طباعت  
 سے ہوا ہے۔ بھارت میں سوادِ اعظمِ اہل سنت کے ترجمان ماہنامہ المیزان کا ایک ضخیم  
 نمبر امام احمد رضا کے نام سے ایک لاکھ کی تعداد میں شائع ہوا اس میں محاسنِ کنز الایمان  
 کو جتنام و کمال شامل کر لیا گیا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ کی طرف سے  
 ایک نہایت خوبصورت اور ضخیم کتاب انوارِ رضا کے نام سے شائع ہوئی ہے اس  
 میں بھی محاسنِ کنز الایمان کو مکمل طور پر شامل کیا گیا ہے۔ یہ راہ ملک صاحب نے دکھائی  
 تو بہت سے اہل علم اس سلسلہ میں کام کرنے لگے۔ کنز الایمان سے معتدیہ استفادہ کیا گیا  
 ہے۔ گویا ملک صاحب غالب کی سمنوائی میں بجا طور پر کہہ سکتے ہیں۔  
 دعا دیں گے مرنے بعد آنے والے میری وحشت کو بہت کانٹے نکل آئے ہیں میرے ساتھ منزل کے  
 نجانے کون سی ساعت سعید میں یہ کتاب لکھی گئی کہ اس کی مقبولیت کا ڈنکا پاکستان

اور بھارت کے طول و عرض میں بچ رہا ہے۔ سنا ہے کہ اب اس کے انگریزی، پشتو اور سندھی زبان میں بھی تراجم ہو رہے ہیں۔ اس کتاب نے وہابیوں کو بدحواس کر کے رکھ دیا ہے۔ انہوں نے بھارت اور پاکستان میں اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اس کے جواب میں ضخیم کتابیں لکھی ہیں لیکن یہ سب کتابیں غیر متعلقہ باتوں سے لبریز ہیں۔ محاسن کنز الایمان کے دلائل کی طرف سے چشم پوشی کی گئی ہے اور ان کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ صرف بے جا طوالت اور ضخامت کا رعب ڈالنے کی کوشش رائیگاں کی گئی۔ ملک صاحب کی تنقید اپنی جگہ قائم ہے اور قیامت تک ان لوگوں سے اس کا کوئی جواب نہیں اور نہ ہی قیامت تک اس کا جواب دیا جاسکتا ہے اور قرآن کے الفاظ میں ملک صاحب کی یہ لکار بانگ دہل سنائی دے رہی ہے کہ **هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ**۔

اوپر کی سطور میں کتاب عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعارف سے پہلے مولف کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک صاحب کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت بڑی فیاضی سے عطا کی ہے۔ انہوں نے اپنے قلم کو ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کا قلمی شاہکار مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گویا نقش اول تھا اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نقش ثانی ہے۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ع۔

### نقاش نقش ثانی ہے بہتر کشد ز اول

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ ملک صاحب کے سالہا سال کے طویل و عمیق مطالعہ اور تحقیق و تفتیش کا عطر اور نچوڑ ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو عصر حاضر کے تقاضاؤں کے مطابق بڑے سلیقے سے پیش کیا گیا ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ بھی ہے، بلند کردار بھی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بھی ہے، عمل بھی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی نوازشات بے غایات کا احصاء کرنے کی کوشش بھی ہے۔ مختلف مذاہب کے سربراہ اور وہ اشخاص

کا بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار اصحابہ کا تذکرہ بھی ہے بہر حال جامعیت کے اعتبار سے یہ ایک منفرد کتاب ہے۔ زبان و انداز بیان بڑے دلکش ہیں چھوٹے چھوٹے خوبصورت فقرے موتیوں کی طرح دمکتے نظر آتے ہیں آنکھوں کی راہ سے دل میں اتر جانے والے الفاظ سے عام سے عام قاری بھی مستفید ہو سکتا ہے۔ یہ کتاب ملک صاحب کے لیے توشہ آخرت ہے۔ اس سے انہوں نے اپنے اعمالِ حسنہ میں ایک عظیم ترین عمل کا اضافہ کر کے اپنی عاقبت سنوار لی ہے۔ اہل سنت کے مبلغین اور واعظین سے التماس ہے کہ اگر وہ عظمتِ مصطفیٰ کے مضامین کو اپنے مواعظِ حسنہ کا موضوع بنا لیں تو اس طرح وہ خود تیاری کی زحمت سے بچ جائیں گے۔ مدارس اسلامیہ کے مہتمم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مدارس کے نصابِ تعلیم میں شامل کر لیں تاکہ ان کے طلبہ ایک طرف عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخمور ہوں اور دوسری طرف عصرِ حاضر کے مسائل کا حل سیرتِ محسنِ اعظم سے حاصل کریں۔ ان مدارس سے جو بھی فاضل حضرات باہر آئیں گے وہ اپنے آپ کو فرقِ باطلہ کے زرعہ میں تنہا نہیں پائیں گے۔ ان کے ہاتھ میں کتاب و سنت کے جو ہر دار ہتھیار ہوں گے کہ فرقِ باطلہ کو مسکت اور دندان شکن جواب دے کر فہت الذی کفر کا مصداق بنا دیں گے اور اپنے ہم مسلک افراد کے ایمان کی پوری پوری حفاظت کر سکیں گے۔ میں اس سے زیادہ اس وسیع کتاب کا تعارف نہیں کر سکتا۔ مجھ سے زیادہ بہتر طور پر یہ کتاب اپنا تعارف کر سکتی ہے۔

حرفِ آخر کے طور پر میں ملک صاحب کے کردار پر چند سطور تحریر کر رہا ہوں تقریباً چالیس سال سے مجھے ملک صاحب کا قرب حاصل ہے مجھے انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقع حاصل رہا ہے۔ میں نے انہیں ایک سچا اور مخلص مسلمان پایا ہے وہ عبادات و معاملات میں ہمیشہ کھرے رہے۔ ان کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں۔ وہ ایک مقتدر خاندان کے فرد ہیں مگر ان کی طبیعت میں کبر و نخوت نام کو نہیں۔ علم نے انہیں انتہا درجے کا علم سکھایا ہے۔ وہ انتہائی خوش خلق اور ملسار ہیں۔ ان

کے چہرے پر کبھی غصہ نہیں دیکھا گیا۔ ملازموں سے بھی بات کریں تو تبسم کی چاندنی ہونٹوں پر بکھری رہتی ہے وہ خودار اور غیور ہیں۔ خوشامد سے انہیں طبعی نفرت ہے۔ وہ ہر ملنے والے سے اس انداز سے ملتے ہیں کہ جو شخص ایک مرتبہ انہیں مل لے وہ ہمیشہ ان سے ملاقات کا خواہشمند رہتا ہے۔

اثر بھانے کا پیار تیرے بیان میں ہے

کسی کی آنکھ میں جادو تری زبان میں ہے

میری دعا ہے کہ اللہ انہیں صحت و سلامتی سے رکھے اور عطا کرے تاکہ وہ خدا کے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمات سرانجام دے سکیں۔ کیونکہ ان کی ذات مغنمات میں سے ہے۔ وہ اگلے وقتوں کے بھلے لوگوں کے صحیح جانشین نظر آتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اب ایسے لوگ ڈھونڈے سے بھی بہت کم ملتے ہیں۔ یہ غنیمت ہے کہ فرزاد ہیں ابھی چند چراغ بندھتے ہوئے بازار سے کیا چاہتے ہو۔

غایت اللہ چشتی

چکڑالہ، ضلع میانوالی

۲۱ ذیقعد ۱۴۰۵ ہجری

۹ اگست ۱۹۸۵ عیسوی





# مقدمہ

رب ذوالجلال والا کرام نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے انبیاء و رسل کا مقدس سلسلہ جاری کیا تو ان نفوس قدسیہ کو مختلف معجزات سے نوازا۔ کسی کو طور پر اپنے انوار و تجلیات کے دیدار سے سرفراز فرما کر ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا اور ید بیضا سے نوازا کسی کو مردہ زندہ کرنے۔ اندھوں کو بینا کرنے اور برص کے مریض کو شفا بخشنے کی طاقت ودیعت فرمائی۔ کسی کو صغی اللہ، کسی کو کلیم اللہ، کسی کو خلیل اللہ اور کسی کو روح اللہ کے خطابات سے مشرف فرمایا لیکن رحمۃ للعالمین کا تاج کرامت صرف سرکار دو جہاں باعث تخلیق انس و جان، سرور کائنات، خلاصہ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے سر پر عظمت پر رکھا۔

مختلف انبیاء جو وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہے ان کی بعثت صرف مخصوص قوموں کے لئے ہوا کرتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر ایک نے مخصوص قوم کو ایک ہی انداز میں مخاطب کیا ہے۔

يٰٓقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔

یہ خطاب صرف اسی دور کے انہی مخصوص افراد سے تھا جو قوم کی صورت میں کسی ہادی برحق کے ارد گرد تھے۔ انہوں نے انہی مخصوص افراد سے کہا۔ ”میں صرف تمہیں ہی راہ ہدایت دکھانے آیا ہوں۔“ یہ شرف و امتیاز صرف حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ نے پوری نسل انسانی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا - (الاعراف - ۱۵۸)

”اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“

یہ نبوت عالمگیر نبوت تھی اور اس کی مخاطب پوری انسانیت تھی جو اس وقت سے لے کر قیامت تک زمین کی پیٹھ کو آباد کرتی رہے گی۔

یا ایہا الناس (اے لوگو!) یا ایہا الذین امنوا (اے پیروان دعوتِ ایمانی) اس اندازِ مخاطب سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب نسلِ انسانی کے ہر فرد سے ہے چاہے وہ زمین کے مغربی گوشے میں پیدا ہو یا مشرقی میں۔ چنانچہ خدائے قدوس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ کسی مخصوص گروہِ انسانی کو نہیں بلکہ پوری دنیا سے انسانیت کو خدا سے ڈرانے والا اور سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔

۱- اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا اَوْ مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝

(الفتح - ۸)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سنانا۔

۲- تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ

لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝ (الفرقان - ۱)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر کہ سارے

جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

۳- وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَاٰفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سبا - ۲۸)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں

کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

۴- وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ۝ (الانبیاء - ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے۔

۵۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ (الاعراف-۱۵۸)  
ترجمہ: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔  
۶۔ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا (النسار-۷۹)  
ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا اور اللہ کافی  
ہے گواہ۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حجۃ الوداع کے آخری خطبہ میں جو پوری انسانیت  
کے لئے منشور بالغہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ پوری نسل انسانی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!  
”جو یہاں موجود ہیں وہ میری باتوں کو اُن تک پہنچادیں جو یہاں نہیں ہیں۔“

اس سے صراحت ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام زمان و مکان کی حدود  
و تغور سے بالاتر ہے وہ ہر زمانے اور ہر نسل کے انسانوں کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے۔  
یہی وہ خصائص ہیں جن کی بنا پر انبیائے کرام علیہم السلام میں حضور نبی اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کو افضلیت حاصل ہے۔ آپ امام الانبیاء ہیں اس لئے بیت المقدس میں تمام  
انبیاء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں  
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح انبیاء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر میثاق لیا تھا:  
وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَ  
حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ  
لَتَأْتِيَ مِنْهُ لَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ  
عَلَىٰ ذُلِكُمْ إِصْرِي ط قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَ  
أَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ (آل عمران-۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب  
اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائے۔ تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں  
کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔  
فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا ہے سب نے عرض کی

ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔“

چونکہ باقی انبیاء کرام کی نبوتیں اپنے مخصوص دور اور اپنی مخصوص قوم کے لئے تھیں اس لئے ان کی کتابوں اور ان کی سیرتوں کو محفوظ رکھنے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ ان کی سیرتیں بھولے بسرے ماضی کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں گم ہو گئیں۔ حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام کی سیرتیں اپنی اصلی صورت میں کہیں محفوظ نہیں۔ ان کے برعکس چونکہ حضور ختمی المرتبت تھے اور آپ کی رسالت عالمگیر تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کو قیامت تک کے لئے محفوظ رکھنے کا خود اختیاری فریضہ خود خدائے قدوس نے اپنے ذمہ لے لیا اور پھر آپ نے تاریخ کو ایسا نور عطا کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے تمام گوشے مستند طور پر محفوظ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے متعلق اتنی معلومات حاصل ہیں کہ ہم ان کو سامنے رکھ کر تصور کی آنکھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکرانا، بولنا، زخمی ہونا، بیمار ہونا، جنگوں میں شریک ہونا، مسجد میں امامت کرنا، غریبوں کے گھر جانا، مریضوں کی عیادت کرنا، بچوں کے سروں پر ہاتھ رکھنا، مرحومین کے گھر تعزیت کو جانا، حتیٰ کہ بچوں کو بہلانا غرضیکہ چھوٹی سی چھوٹی بات بھی روایات کے ذریعے ہم تک پہنچ گئی ہے۔ وہ دنیا کے کامل ترین انسان ہیں۔ ان کی سیرت کسی ہو مگر کسی بیاس، کسی والیک کے شاعرانہ تخیلات کی مخلوق نہیں بلکہ خود ان کے ساتھ رہنے بسنے والے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی زندہ شہادتوں سے ثابت ہے ان کی ایک ایک بات کے سلسلہ روایات میں ہر راوی کے حالات ہم تک پہنچتے ہیں اس لئے یہ بجا طوطا پر کہا جاسکتا ہے کہ پوری دنیا میں صرف انہی کی ذات ہے جن کی سیرت کی صداقت پر پورا وثوق کیا جاسکتا ہے۔

سیرت کے متعلق آج کل یہ تصور کچھ عام سا ہے کہ اسے انگریزی کے لفظ لائف (LIFE) کے مترادف سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ عربی میں لائف کا ہم معنی لفظ حیات،

فارسی و اردو میں زندگی اور سوانح عمری وغیرہ ہے۔ سیرت کا لفظ بڑا جامع ہے اس کے معنی سنت، طریقہ اور مسک کو بھی اپنے دائرے میں سمویتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر قلم اٹھانے والے اس فرق و امتیاز سے بخوبی آشنا تھے اسی لئے انہوں نے حیات کی بجائے سیرت کا لفظ اختیار کیا۔ سیرت میں بنیادی طور پر افعال و واقعات حیات کے ساتھ طینت و سرشت، افتاد و طبع، منبع فکر و نظر، مصدر خیال، طرز عمل اور پھر اس کے اثرات و نتائج بھی شامل ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہے اور رسالت کا تعلق پوری نسل انسانی سے ہے انسان کے اس مرتبہ و مقام سے ہے جو اسے کائنات میں حاصل ہے اور پھر پوری کائنات سے ہے جس کا انسان بظاہر حقیر دکھائی دیتے ہوئے ایک اہم اور لاینفک جزو ہے ہاں اس زندگی سے ہے جس کی جوئے رواں کائنات کے سینے سے ابھری ہے اور ارتقائی منازل طے کرتی برابر آگے بڑھتی چلی جاتی ہے ظاہر ہے کہ رسول کی شخصیت سے رسالت کو الگ نہیں کیا جاسکتا۔ پھر رسول کی زندگی کو صرف پیدائش سے وصال تک کے واقعات میں اس طرح محدود بھی نہیں کیا جاسکتا جیسے دوسرے افراد و اشخاص کی زندگیوں ہو کرتی ہیں۔ یہی وہ منطقی بات تھی جس سے سب حضرات آگاہ تھے یہی سبب ہے کہ صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے بڑے بیخ انداز میں فرمایا ”کان خلقہ القرآن“ (وہ تو سراپا قرآن تھے) خود قرآن کا ارشاد ہے ”وَ اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ“ اور بے شک تمہاری خو بڑی شان کی ہے، خلق کا لفظ سیرت کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ اس لئے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرہ میں صرف چند تاریخی واقعات اور سوانح حیات ہی نہیں پورا قرآن آجاتا ہے اس کی تمام تعلیمات آجاتی ہیں اس کے تمام احکام و قوانین آجاتے ہیں۔ عقائد و اعمال اور عبادات و معمولات کے تمام گوشے سمٹ آتے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء کے حالات بھی آجاتے ہیں جن کی سیرتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کے سانچے میں ڈھلیں اور انہوں نے مختلف ذمہ داریوں

کو سنبھالنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق کردار ادا کیا اور پھر ان تمام مخالفین و معاندین کے حالات بھی آجاتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برسرِ پیکار تھے۔ کیونکہ جب تک ظلمت سامنے نہ ہو نور کی صحیح پہچان نہیں ہو سکتی۔ قدما نے جب قلم اٹھایا تو اس ہمہ گیر زندگی کے ابواب الگ الگ مرتب کئے۔ اخبار و مغازی، خطبات و رسائل، احکام و فرامین وغیرہ۔ مگر آج جسے لائف کہا جاتا ہے اس سے مراد درحقیقت تھوڑی سی وسعت کے ساتھ واقعاتِ زندگی، روزمرہ کے معمولات، عبادات و خصائل، اخلاق و آداب، آل و اولاد، گھر بار اور رہن سہن ہوتے ہیں ان چیزوں کو قدما نے شمال وغیرہ کے عنوان سے الگ ترتیب دیا ہے۔ سیرت اور لائف میں اسی قسم کا فرق ہے جیسا عربی کے لفظ دین اور انگریزی کے لفظ Religion میں ہے کہ بظاہر نظر انہیں مترادف سمجھا جاتا ہے مگر ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے اہل مغرب اس پر لکھیں گے تو ان کا زاویہ فکر کچھ اور ہوگا۔ مگر اہل اسلام اس پر قلم اٹھائیں گے تو ان کا انداز مختلف ہوگا۔ اہل مغرب کے نزدیک

Religion خدا اور بندے کا پرائیویٹ تعلق ہے اس طرح لفظ Religion

ہندومت، بدھ مت، عیسائیت اور یہودیت کے لئے استعمال ہو سکتا ہے یہ لفظ مذہب کا قائم مقام ہو سکتا ہے۔ مگر اسلام کا نہیں کیونکہ وہ دین ہے۔ مذہب بھی اگرچہ عربی زبان کا لفظ ہے مگر اس کے محدود مفہوم کے پیش نظر قرآن نے کہیں بھی اسلام کو مذہب نہیں کہا۔ مذہب خدا اور بندے کے پرائیویٹ تعلق کا مفہوم دیتا ہے جسے قائم کرنے کے لئے ایک شخص کسی گوشہٴ عبادت میں اپنے مسلک کے مطابق مذہبی رسوم ادا کرتا ہے۔ رہے دنیاوی معاملات تو وہ اس کی صوابدید اور معاشرہ کے رسم و رواج اور قانون کے مطابق طے پاتے ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کے ان معاملات کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس کے مقابلہ میں دین پوری زندگی کو محیط ہے یہ ایک نظامِ زندگی اور ضابطہٴ حیات ہے زندگی کے کسی شعبے کو بھی دین کی حدودِ عمل سے خارج اور مستثنیٰ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح عربی کے لفظ رسول اور

انگریزی کے لفظ Prophet میں بڑا فرق ہے Prophet سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پیش گوئی کرنے والا ہیں یہ کہانت کے اس تصور سے ماخوذ ہے جو یہودیوں میں بالخصوص مروج تھا اور سراسر غیر قرآنی تصور ہے۔ رسول کا ہن، جو تشریحی اور جبار نہیں ہوتا۔ رسول علم کے بلند ترین مقام پر فائز ہوتا ہے جن چیزوں پر ہمارا ایمان بالغیب ہوتا ہے نبی کا ایمان بالشہود ہوتا ہے خدائے عالم الغیب والشہادۃ اسے دُنیا کے محسوس و غیر محسوس کا مشاہدہ کرا دیتا ہے کچھ اسی قسم کا فرق احادیث اور ٹریڈیشن میں بھی ہے غرضیکہ بے شمار ایسی اصطلاحات ہیں جو اسلام میں اپنا ایک مخصوص مطلب اور مخصوص تصور رکھتی ہیں مگر ان کی بجائے جو انگریزی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں ان کا مفہوم جداگانہ تصور کا حامل ہوتا ہے اسی لئے اسلامی اصطلاحات کو انگریزی اصطلاحات سے سمجھنے کی کوشش کبھی درست قرار نہیں دی جاسکتی اس طرح یا تو اسلامی اصطلاحات کا مفہوم ہی بدل جاتا ہے یا ان کی روح مسخ ہو کر رہ جاتی ہے۔

عام سیرت نگار ایک اور چیز سے بھی صرف نظر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تو لکھا اور تسلیم کیا جاتا ہے مگر یہ نہیں دکھایا جاتا کہ نبوت کو ختم کرنے میں حکمت کیا تھی اور پھر یہ کہ خاتمیت کو آپ کے اوصاف حمیدہ اور محاسن رفیعہ میں کس طرح امتیاز حاصل ہے اور یہ اعتقادی مابعد الطبیعیاتی، علمی، تہذیبی اور ثقافتی حیثیت سے بھی اہم دور رس نتائج کی حامل ہے اس موضوع پر نہایت جامع اور مبسوط بحث اپنے مقام پر آئے گی۔

انسانوں نے اپنی زبانوں کے جتنے لغت مرتب کئے اور آوازوں کے اظہار کے جتنے اظہار موجود ہیں ان سب کے احسن و جمیل الفاظ جمع کر دیئے جائیں تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ ایک بشر میں کہاں یہ قوت کہ وہ اس رسول اعظم و آخر کی توصیف کر سکے جس کی تعریف خود خدائے قدوس نے کی ہو۔ جس پر اپنی نبوتوں کا سلسلہ ختم کر دیا ہو اور جس کے سر پر خاتمیت و اکملیت کا

تاج سجا دیا ہو۔ فی الواقع یہی وہ مقام ہے جہاں انسان کے نطق و بیان عاجز ہو جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کما حقہ، توصیف بڑے بڑے نامور مدح خوانوں سے بھی نہ ہو سکی اور وہ بھی یہ کہہ کر چپ ہو گئے۔

ع۔ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

یا یہ کہ

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گدا شتم کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

یا یہ کہ

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مدح حضور تجھ سے پھر ممکن ہے کب مدحت رسول اللہ کی اگر بہت کہہ سکے تو صرف اتنا کہ

ع۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہم سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اب اس میں مزید اضافہ کی گنجائش نہیں اب اگر ہم اس موضوع پر قلم اٹھانے کی جسارت کرتے ہیں تو محض اس لئے کہ ذکر محبوب خدا سے توشہ آخرت سمیٹیں اور ان تذکارِ جلیلہ سے روح کی شادابی اور قلب و دماغ کی طمانیت و کشادگی حاصل کر سکیں۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَا قَالَتْ لَكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَ لَتِي بِمُحَمَّدٍ

تمام قدما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے تعلق کو اساس بنا کر سیرت پر قلم اٹھایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کی نبوت اور تعلق باللہ کو محورِ فکر بنائے رکھا اسے شومئی قسمت کہے یا امتدادِ زمانہ کہ معتزلیوں نیچر یوں اور پرویزیوں نے روحانی قدروں کو نظر انداز کر کے مادی نقطہ نظر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتیں لکھی ہیں ان لوگوں نے کمالاتِ نبوت اور خصوصیاتِ رسالت کے انکار ہی کو موضوع بنا کر سیرت پر قلم اٹھایا ہے ان کے تصورِ نبوت کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ انبیاء کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں ہوتا۔

۲۔ انبیاء سے اجتہاد ہی خطا میں سرزد ہوتی ہیں۔



- ۳۔ اُمتیوں کا اپنے انبیاء سے نیکیوں میں سبقت لے جانا ناممکن نہیں۔
- ۴۔ انبیاء کا ادب اپنے بڑے بھائی کے برابر کرنا چاہیے۔
- ۵۔ منصب رسالت ڈالنے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔
- ۶۔ تمام انبیاء اپنے تمام اوصاف و لوازم بشریت میں دوسرے عام انسانوں کی مانند تھے۔

یہ تصور رسالت اُن حضرات کا ہے جو شیخ القرآن، حکیم الامت اور مزاج شناس رسول ہونے کے مدعی ہیں۔ ان کی لکھی ہوئی سیرتیں نئے تعلیم یافتہ طبقہ میں کس طرح حُب رسول کا جذبہ پیدا کر سکتی ہیں؟ یہی وہ طبقہ ہے جس کی عشق رسول سے بیگانگی پر تنبیہ کرتے ہوئے علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

بمصطفیٰ برسائے خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است  
 آج کل یہ رجحان عام ہو رہا ہے کہ موجودہ دور کے پسندیدہ موضوعات کو معیار بنالیا جائے اور سیرت نبوی کو انہی سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے تاکہ لوگوں کے لئے کشش پیدا ہو سکے لیکن یہ رجحان غلط ہے کیونکہ جسم میں روح نہ ہو تو جسم کس کام کا؟ بجلی کے فانوس میں روشنی کی لہرنہ آئے تو فانوس کی ظاہری خوبصورتی اندھیرے کمرے کو منور نہیں کر سکتی آج کل مسلم دانشوروں کے ایک طبقہ کا موقف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خارجہ حکمت عملی کو موضوع بنا کر خامہ فرسائی کی جائے۔ کیا لے دے کے منصب نبوت کی یہی تعریف رہ گئی ہے کہ نبی کو نظم مملکت اور اصول جہاں بانی کا علم بدرجہ اتم ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ کمالات اپنی بھرپور نمود کے ساتھ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود تھے مگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاتعداد صفات کے معمولی اجزاء تھے نبی میں ان سے بالاتر اور بھی لاکھوں صفات موجود ہوتی ہیں۔ نبی اور غیر نبی کا فرق انسان اور حیوان کا فرق ہے راکب اور مرکب کا فرق ہے پھر ان میں مماثلت کیسی؟ مہبط وحی تو اس شخص کا قلب ہوتا ہے جس کا رابطہ ہر وقت خدائے قدوس سے استوار ہو اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام پہنچانے کے لئے جن لیا ہو پینا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر دیگر انبیاء علیہم السلام پر بھی وحی نازل ہوتی رہی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دیگر انبیاء کی وحی میں بھی فرق تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام صرف کوہ طور پر ہی جا کر اللہ تعالیٰ سے کلام کرتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام درخت کے ذریعے کلام کرتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی مقام اور چیز کی پابندی نہ تھی ان کا ہر وقت اور ہر مقام پر اللہ تعالیٰ سے رابطہ رہتا تھا اور وحی نازل ہوتی رہتی تھی۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل مقام اس برزخ کبریٰ کا ہے حرف مشدّد کا معراج کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص لامکان میں بلا کر گفتگو فرمائی گئی وہ مقام جہاں کے متعلق جبرائیل علیہ السلام جیسے مقرب بارگاہ فرشتہ یوں کہتے ہیں۔

اگر یک سرہ موعے برتر پریم  
فروعِ نبیٰ بسوزد پریم  
سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے بھی آگے مقام ”ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى“ پر پہنچ کر ”فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى“ کے مقام پر سرفراز ہوتے۔ اللہ اکبر ”قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى“ سے کسی عجیب رمز کا اظہار ہوتا ہے کہ ادھر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم شوق دیدار میں آگے بڑھے چلے جاتے ہیں اور ادھر سے انوار رحمت کی آپ پر بارش ہو رہی ہے۔ کیونکہ کمان کے کھینچنے کے وقت دونوں سرے ایک دوسرے کی جانب بڑھتے ہیں اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے ”فَاَوْسَحِ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْسَىٰ“ یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص الخاص بندے سے جو کچھ باتیں کرنا تھیں کر لیں اور کسی کو خبر تک نہ ہو سکی کہ کہنے والے نے کیا کہا اور سننے والے نے کیا سنا۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیت کراما کا تبین راہم خبر نیست  
غور فرمائیے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام شوق دیدار کی تڑپ میں پکارتے ہیں ”رَبِّ ارْنِي“ تو جواب ملتا ہے ”لَنْ تَرَانِي“ ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ ارشاد ہوا کہ ایسا قرب میسر آیا جیسے کمان کے دوسرے باہم مل

باتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ قرب ہوا۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو انوارِ ربانی کی ایک چلمنی جھلک دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر پڑے مگر یہ ذاتِ اقدس و اعظم سے کہ حقیقت انوار کو بے نقاب دیکھ رہی ہے مگر مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ پلک تک نہیں جھپکتی اور آنکھ خیرہ نہیں ہوتی۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے پر عظمت پیغمبر کی شان سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کہیں بلند و بالا ہے کجا کہ عام مخلوق کو شہنشاہِ لولاک کے برابر کہہ دینے کی جرات کی جائے۔

۴۔ چہ نسبت خاک را با علم پاک .  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو بے مثال نور ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے!

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۗ

(النجم — ۳ — ۴)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔

مگر یہ تمام باتیں تو مافوق الاسباب سمجھی جاتی ہیں اور آج کا انسان صرف مادی سطح پر سوچنا جانتا ہے اسے اسباب و علل کے سوا کچھ نظر نہیں آتا بلکہ یوں کہیے کہ خدائے قادر و قیوم بھی اسے اسباب و علل کی زنجیروں میں جکڑا ہوا نظر آتا ہے (العیاذ باللہ) اگر ایسے نظریات کا حامل انسان نبوت و رسالت پر قلم اٹھائے گا تو کیا لکھے گا؟ جب وہ خود اندھا ہے تو دوسرے اندھوں سے بھی وہی کچھ کہے گا جو وہ اپنے ہاتھوں سے ٹٹول کر محسوس کرے گا۔ نہ تو اپنی نظر ہے نہ دوسرے کی نظر سے کام لینا جانتا ہے ایسے لوگوں سے کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ سیرت النبی کو روحانی زاویہ نگاہ سے لکھیں گے۔

اندریں حالات اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے انداز میں پیش کی جائے کہ اس کے مطالعہ سے نئے تعلیم یافتہ طبقہ میں

حُب رسول کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مکمل استقصا سورج کی دھنک رنگ شعاعوں کو اپنی مٹھی میں بند کر لینے کی کوشش نامتام ہے۔ مجھ جیسا ہیچمدان کہاں یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نے اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ میں نے تو حسن و جمال سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف چند جھلکیاں پیش کرنے کے لئے قلم اٹھایا ہے اور اپنی علمی کم مائیگی کے باوجود سیرت نگاروں کی فرست میں اپنا نام لکھانے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ خدا کرے میری یہ کوشش میرے لئے توشہ آخرت ثابت ہو اور یہ چند اوراق مسلمانوں کے دلوں کو عشق رسول سے منور کرنے کا ذریعہ بن جائیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

ہیچمدان

شیر محمد خان اعوان

کلاباغ

باب اول

نبی رحمت  
صلی اللہ علیہ وسلم



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا      مرادیں غریبوں کی بر لانے والا  
 مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا      وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا  
 فقیروں کا ملجا ،      ضعیفوں کا ماویٰ  
 غلاموں کا والی ،      یتیموں کا مولیٰ

خطا کار سے در گزر کرنے والا      بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا  
 مفسد کا زیر و زبر کرنے والا      قبائل کو شیر و شکر کرنے والا  
 اتر کر حراسے سوتے قوم آیا

اور اک نسخہ ریکمیا ساتھ لایا (حالی)  
 تخلیق کائنات کے سلسلہ میں درخشندہ ترین کرمی تخلیق آدم ہے انسان کی تخلیق  
 کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُسے اختیار سے نوازا۔ پھر نیکی اور بدی کے پیمانے مقرر کئے  
 اور پھر انسانی ہدایت کے لئے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ نفوس قدسیہ  
 انسان کو یہ بتانے کے لئے آتے رہے کہ خدا کے نزدیک بہتر اعمال کون سے ہیں  
 اور بدتر طریقہ حیات کیا ہے اور پھر آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھیج کر ہدایت کی انتہا  
 کر دی اور اس طرح انسان پر اُس کی نعمتوں کا اتمام ہو گیا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَکْمَلْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ  
 رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ - ۳)  
 ترجمہ: آج میں تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت

پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔  
وہ جس پر ہدایت کی انتہا ہوئی، دین کی تکمیل ہوئی اور جس کی آمد تمام نعمت  
کا اعلان قرار دی گئی اُسے رحمتہ للعالمین کہا گیا ہے

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست رحمتہ للعالمین انتہاست  
خُدائے قدوس نے اپنے آپ کو رب العالمین کہا تو نبی خاتم کو رحمتہ للعالمین  
قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کی طرف رحمت بن کر آئے!  
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (الانبیاء - ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر سارے جہان کے لئے رحمت۔  
تمام جہانوں کے لئے رحمت وہی وجود اقدس و اعظم ہو سکتا ہے جس کی  
نوازشات انبیائے بنی اسرائیل کی طرح کسی ایک قوم سے مخصوص نہ ہوں بلکہ پوری  
کائنات انسانی کو محیط ہوں جو یہ نہ کہے!  
”میں بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے آیا ہوں۔“

بلکہ یہ اعلان کرے کہ:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف ۱۵۸)  
ترجمہ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

جس کی نوازشات اتنی عام ہوں کہ یہودیوں جیسی بداندیش قوم کے ساتھ  
معاہدہ امن و سلامتی کرتے ہوئے کہے!  
”یہود بھی مسلمانوں کی طرح ایک قوم سمجھی جائے گی جو ان سے لڑے گا  
مسلمان اُس کے خلاف یہودیوں کی مدد کریں گے۔“

یہ رحمتہ للعالمین ہی کی شان ہے کہ وہ مغلوب عیسائیوں سے معاہدہ کرتے ہوئے  
کہتا ہے:-!

”نجران کے عیسائیوں کو خدا کی حفاظت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری  
حاصل ہوگی۔ اُن کے حقوق میں سے کوئی حق بدلا نہیں جائے گا اور



جو کچھ اُن کے قبضہ میں ہے اُس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔“  
 رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہو سکتے ہیں کہ:  
 لَا اِكْفَاةَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ  
 (البقرة - ۲۵۶)

ترجمہ: کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ  
 گمراہی سے۔

کسی کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دے۔ رسول کا کام  
 صرف حق کی تبلیغ ہے اور بس۔

اس طرح نبی رحمت دُنیا میں تشریف لائے۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 بھی لڑائیاں لڑی ہیں مگر اصول یہ تھا کہ اِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُوْمِ۔  
 ”مظلوم کی ہمیشہ مدد کی جائے گی۔“

آپ کی تلوار دفاع میں بلند ہوئی یا مظلوموں کی مدد کے لئے اُٹھی یا اعلان  
 کلمۃ اللہ کے لئے۔ آپ کی پوری زندگی میں ہوس ملک گیری کا کوئی شائبہ نہیں۔  
 لوگ کہتے ہیں!

All is fair in love and war.

”جنگ اور محبت میں سب کچھ جائز ہے۔“

مگر یہ نبی رحمت تھا جس نے جنگ کے لئے بھی یہ ضابطہ اخلاق دیا کہ!  
 وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلۡاَعْدَاۗءِ  
 اَعْدَاۗءِ لِقٰۗءِ هٰٓؤُلَآءِ لَلتَّقْوٰى (المائدہ - ۸)

ترجمہ: اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو  
 انصاف کرو۔ وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔

جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمتہ للعالمین بن کر آئے تھے اس  
 لئے آپ نے ہمیشہ معاشرہ کے کچلے ہوئے طبقوں کا ساتھ دیا۔

اُس وقت عرب کے معاشرہ میں بالخصوص اور پوری دنیا میں عورت کو انتہائی حقیر خیال کیا جاتا تھا عرب میں تو یہ حالت تھی کہ بیٹی کا پیدا ہونا لعنت کا طوق سمجھا جاتا تھا۔

قرآن حکیم میں ہے!

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا  
وَهُوَ كَظِيمٌ ۚ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَبِهِ  
أَلَيْسَ لَهُ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ مِنْ يَدِ سُلَيْمَانَ فِي التَّرَابِ  
(النحل - ۵۸ - ۵۹)

ترجمہ : اور جب اُن میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اُس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی بُرائی کے سبب کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اُسے مٹی میں دبا دے گا۔

اور وہ بیٹیوں کو زندہ درگور بھی کر دیتے تھے۔ قریش کے بر خود غلط گردن فرازون کا شیوہ بھی یہی تھا۔

جو ہوتی تھی پسید کسی گھر میں دختر تو خوفِ شمت سے بے رحم مادر  
پھرے دیکھتی تھی جو شوہر کے تیور کہیں زندہ گاڑا تھی اُس کو جا کر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی

جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی (حالی)

قبیلہ بنو تمیم میں اس کا رواج سب سے زیادہ تھا اس قبیلہ کے رئیس قیس بن عاصم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اقرار کیا کہ اُس نے اپنے ہاتھ سے دس لڑکیوں کو زندہ درگور کیا ہے۔ خود مائیس یہ کام سرانجام دیتی تھیں۔

۱۔ ابن جریر، ابن کثیر، درمنثور۔ سنن بیہقی، مسند بزار، مصنف عبدالرزاق۔

جاہلیت کا ایک شاعر کہتا ہے :-  
 مَالِقِي الْمَوَدِّ مِنْ ظَلَمِ أُمَّه كَمَا لَقِيَتْ ذَهْلًا جَمِيعًا وَعَامرًا  
 (زندہ دفن ہونے والی بچی نے اپنی ماں کے ظلم سے اتنی تکلیف نہیں اٹھائی  
 ہوگی جتنی ذہل اور عامر نے اٹھائی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس ظلم عام کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا بلکہ  
 بیٹی کی پیدائش کو رحمت قرار دیا اور اس کی پرورش کو نجاتِ اخروی کا ذریعہ بنا  
 دیا۔ آپ کا فرمان ہے :-

”جو دو لڑکیوں کی بھی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت  
 کے روز وہ اس طرح میرے ساتھ ہوگا لے (آپ نے دو انگلیاں اٹھائیں)  
 صلح حدیبیہ کے بعد حکمِ خداوندی کے تحت آپ عورتوں سے بیعت لیتے  
 ہوئے اس امر کا اقرار بھی کر دتے تھے :-

وَلَا يَقْتُلَنَّ أَوْلَادَهُنَّ (الممتحنہ - ۱۲)

ترجمہ: اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی۔

یہ انہی تعلیمات کا اثر تھا کہ بیٹیوں کی ولادت کو لوگ نزولِ رحمت سمجھنے  
 لگے اور آخر وہ زمانہ آیا کہ ایک بدوی شاعر نے کہہ دیا!

غذا الناس مذ قام النبي الجواريا

(پیغمبر کے بعد تو یہ کثرت ہو گئی کہ سب لڑکیاں ہی لڑکیاں نظر آتی ہیں)  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ حکم ہی نہیں دیا کہ لڑکیوں کو قتل نہ کیا جائے بلکہ  
 آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ”اختلافِ جنس کی بنیاد پر لڑکے کو لڑکی پر ترجیح بھی نہیں  
 دینی چاہیے جو شخص ایسا نہیں کرتا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اسے جنت کی  
 بشارت سناتے ہیں۔“ دُنْيَانِي فِي رُتْبَةِ رَجُلٍ صَالِحٍ صَالِحِي رُتْبَةِ رَجُلٍ صَالِحٍ صَالِحِي رُتْبَةِ رَجُلٍ صَالِحٍ

لے مشکوٰۃ بحوالہ صحیح مسلم علی سنن ابی داؤد کتاب الادب

سنا کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کے لیے برابر کی اہمیت رکھتے ہیں!  
 هُنَّ رِيبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ رِيبَاسٌ لَّهُنَّ ط (البقرة - ۱۸۷)

ترجمہ: وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا آپ نے  
 بنی نوع کو بتایا کہ عورت کے بھی مرد کی طرح حقوق ہیں:-

وَلَكُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ص (البقرة - ۲۲۸)

ترجمہ: اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت سے اپنے خطاب خطبہ حجۃ الوداع میں  
 بھی عورتوں کے حقوق ادا کرنے پر زور دیا۔ عورتوں کے بعد دوسرا مظلوم طبقہ  
 غلاموں کا تھا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کی آزادی اور ان کے  
 ساتھ حُسن سلوک کو اپنی انقلاب آفرین تحریک کا لازمی جزو بنا لیا تھا۔ مکی اور  
 مدنی زندگی میں فروگذاشتوں پر کفارہ غلاموں کی آزادی کو قرار دیا گیا۔ غلاموں  
 کو آزاد کرانے کی ترغیب اس شد و مد سے دی گئی کہ مالدار صحابہ غلام خرید  
 خرید کر آزاد کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنے  
 لگے حضرت حکیم بن عزام فتح مکہ کے روز ایمان لائے انہوں نے قبول اسلام  
 کے بعد سو غلام آزاد کئے۔ ۱۷ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صرف ایک  
 قسم کے کفارہ میں چالیس غلام آزاد کئے۔ ۱۸ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے  
 ایک ہزار اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے تیس ہزار غلاموں کو آزادی کی نعمت  
 سے بہرہ ور کیا۔ ۱۹ قرآن حکیم میں جا بجا غلاموں کو آزادی عطا کرنے کی ترغیب  
 دی گئی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان ترغیبات پر غلام آزاد بھی کئے پھر بھی  
 جو لوگ پنج رہے ان کے ساتھ ایسے حُسن سلوک کا حکم دیا گیا کہ غلام اور آقا کی

۱۷ صحیح مسلم کتاب الایمان ۱۷ بخاری کتاب الاداب ۱۷ شرح بلوغ المرام کتاب العتق

تمیز مٹ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے!

”غلام سے اتنا ہی کام لو جتنا وہ کر سکتا ہے اور جب اُس سے کوئی کام لو تو اُس کے ساتھ مل کر کام کرو تاکہ وہ ذلت محسوس نہ کرے اور جب سفر کرو تو یا اُسے اپنے ساتھ بٹھاؤ یا اُس کے ساتھ باری مقرر کر لو۔“

حضرت مفرد بن سوید روایت کرتے ہیں۔ ”میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا جیسے اُن کے کپڑے تھے ویسے ہی اُن کے غلام کے تھے میں نے وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں، میں نے ایک شخص کو اس کی ماں کا طعنہ دیا جو لونڈی تھی اس پر رسول خدا نے فرمایا تو ایسا شخص ہے جس میں جہالت کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ غلام کیا ہیں۔ تمہارے بھائی ہیں اور قوت کا ذریعہ ہیں۔ خدا کی کسی حکمت کے تحت کچھ عرصہ کے لئے تمہارے قبضہ میں آجاتے ہیں۔ پس جس کا بھائی اُس کی خدمت تلے آجائے اُسے چاہیے کہ جو کچھ وہ خود کھاتا ہے اُسے کھلائے اور جو خود پہنتا ہے اُسے پہنائے۔ اُس سے اُس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لے اور جب تم انہیں کوئی کام بتاؤ تو خود بھی اُن کے ساتھ کرنے لگو۔“

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

”جب تمہارا غلام تمہارے لئے کھانا لاتے تو اُسے اپنے پاس بٹھا کر کم از کم تھوڑا سا کھانا ضرور کھلایا کرو کیونکہ اُس نے خدمت سے اپنا حق قائم کر لیا ہے۔“

روزانہ کی قتل و غارت اور باہمی جنگ و جدال کے باعث عرب کے معاشرہ میں یتیم بکثرت تھے اور اُن کے ساتھ طرح طرح کے مظالم روا رکھے جاتے تھے انہیں باپ کی وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا عرب چھوٹے بچوں کو وراثت

۱۔ مسلم کتاب الایمان ۲۔ مسلم کتاب الایمان ۳۔ مسلم کتاب الایمان

نہیں دیا کرتے تھے لہٰذا قرآن حکیم نے ان لوگوں کو اس غاصبانہ ذہنیت پر بار بار اُنہیں مجرم ٹھہرایا ہے۔

وَتَاكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمَّا هُمْ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا  
جَمًّا ه (الفجر - ۱۹ - ۲۰)

ترجمہ: اور میراث کا مال ہب ہب کھاتے ہو اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے احکام وراثت پہنچانے تو یتیموں کے متولیوں کو اللہ کی یہ ہدایت بھی پہنچائی:

وَاتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَسَدَّ لَهَا الْوَجْهَ  
بِاطْيَابٍ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ط  
إِنَّهَا كَانَ حَوْبًا كَبِيرًا ه (النساء - ۲)

ترجمہ: اور یتیموں کو اُن کے مال دو اور سحرے کے بدلے گنہگار نہ لو اور اُن کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ۔ بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔  
متولیوں کو یہ ہدایت بھی کی گئی کہ جب تک یتیم بڑے ہو کر اپنا مال سنبھالنے کے قابل نہ ہوں اپنے مال کی طرح اُن کے مال کی حفاظت کیا کرو۔

وَلَا تَتَّبِعُوا سَفَهَاءَ أَمْوَالِكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ  
قِيَمًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ  
قَوْلًا مَعْرُوفًا ه وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ  
فَإِنِ انْتَمْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ  
(النساء - ۵ - ۶)

ترجمہ: اور بے عقلوں کو اُن کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے اور انہیں اس میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور

لہٰذا تفسیر ابن جریر طبری - سورہ نساء جلد ۴

اُن سے اچھی بات کہو اور یتیموں کو آزما تے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو اُن کے مال اُنہیں سپرد کر دو۔

جو متولی اس خیال سے کہ بڑے ہو کر یتیم اپنا مال واپس لینے کا مطالبہ نہ کریں اُن کی صغریٰ میں ہی اُن کا مال خرچ کر دیتے تھے انہیں تنبیہ فرمائی گئی۔  
وَ لَوْ تَأْكُلُوْا هٰٓاِسْرًا فَاَوْفٰٓا۟ اِنَّ يٰكْبُرُوْا ۝

(النساء - ۶)

ترجمہ: اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

وَ لَا تَقْرُبُوْا مَالَ الْيٰتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ  
اَشُدَّ ؕ ج (الانعام - ۱۵۲)

ترجمہ: اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔

یہ ہدایات تو اُن یتیموں کے متعلق تھیں جن کے مورث مالدار تھے اور ترکے چھوڑ گئے تھے۔ رہے وہ یتیم جو بد حال اور مفلس تھے تو اُن کی مدد اور اُن کے ساتھ حُسن سلوک کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

اَرٰءَيْتَ الَّذِيْ يٰكْذِبُ بِالذِّنِّ هٗ فَاٰتٰكَ الَّذِيْ  
يَدْعُ الْيٰتِيْمَ ۝ (الماعون - ۱-۲)

ترجمہ: بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے پھر وہ وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن پاک نے بقرہ، نساء، انفال اور حشر میں بار بار ان کی پرورش اور اُن کے ساتھ حُسن سلوک اور احسان کی تاکید کی اور زکوٰۃ و صدقات کے

مصارف میں ایک بہترین مصرف یتامیٰ قرار دیئے گئے۔  
انہی تعلیمات کے پیش نظر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار یتیموں کی کفالت  
کی ترغیب دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

”یتیم کی کفالت کرنے والا قیامت کے روز میرے اس طرح قریب ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیاں باہم جوڑ کر اٹھائیں یہ ”

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا!

”جو شخص کسی یتیم بچے کو اپنے گھر بٹا کر لائے گا اور اس کو کھلانے پلانے گا۔

اللہ اس کو جنت کی نعمت عطا فرمائے گا بشرطیکہ اس نے کوئی ایسا گناہ نہ

کیا ہو جو مغفرت کے قابل نہ ہوئے۔“

ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

”مسلمانوں کے گھروں میں سے سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے

ساتھ بھلائی کی جا رہی ہو اور بدترین گھر وہ جس میں یتیم کے ساتھ بد سلوکی کی

جاتی ہے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا ہی اثر تھا کہ ایک ایک یتیم کی کفالت کے

لئے بیسیوں گھر پکنے لگے اور صحابہ کے گھر یتیموں کی پرورش کے لئے وا ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ حال تھا کہ کسی یتیم بچے کو ساتھ لئے بغیر کبھی

کھانا نہیں کھاتے تھے گے۔

اسلامی معاشرہ میں یتیموں کی خاطر ایثار کی تحریک اس زور سے ابھری کہ

کوئی بے سہارا نہ رہا۔ یتیم کی آنکھ کا آنسو سینکڑوں دلوں کو لرزادیتا تھا۔ ایک

۱۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم باب فضل ۱۰ ترغیب و ترہیب منذری جلد ۲، بحوالہ ترمذی

۲۔ ابن ماجہ، ادب المفرد۔ ترغیب و ترہیب گے ادب المفرد امام بخاری۔



دفعہ ایک یتیم نے کسی نخلستان کے متعلق دعویٰ دائر کیا مگر قانونی طریقہ سے وہ اپنا حق ثابت نہ کر سکا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نخلستان مدعی علیہ کے حوالے کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ فیصلہ سن کر یتیم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ یتیم عبد اللہ در یتیم جناب رحمت کائنات نے ان اشکوں کی سوزش دل میں محسوس کی۔

مرا باشد از درد و طفلانِ خبر کہ در طفلی از سر بر فتم پدر  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”تم یہ نخلستان اس یتیم کو دے دو اس کا اجر تمہیں اللہ تعالیٰ جنت میں دے گا۔“ مگر وہ شخص آمادہ نہ ہوا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے انہوں نے کہا تم میرے فلاں باغ سے یہ نخلستان بدلے ہو وہ راضی ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نخلستان اس یتیم کو ہبہ کر دیا۔ اس وقت کی پوری انسانی دنیا میں یتیموں کے بعد بیواؤں کا طبقہ بہت مظلوم تھا۔ یہودی تمدن خاوند کے مرنے کے بعد بیوہ عورت کو مرنے والے کے بھائی کی ملکیت میں دے دیتا تھا۔ عیسائیت نے یہ ظلم تو روانہ رکھا مگر کوئی ایجابی طریقہ بھی بروئے عمل نہ لاسکی۔ ہندومت میں تو خاوند کے بعد عورت سے زندہ رہنے کا حق بھی چھین لیا جاتا تھا اور اسے سستی ہونا پڑتا تھا۔ اہل عرب بیوہ کو مرنے والے کے وارثوں کی ملکیت قرار دیتے تھے وہ جو چاہتے اس کے ساتھ روا رکھتے وہ ان کی اجازت کے بغیر کہیں شادی نہیں کر سکتی تھی۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طبقہ کی بھی دستگیری فرمائی۔ عورت کے حق مہر کو دین کی طرح ادا کرنا ضروری ٹھہرایا اور اس کے بعد وراثت میں اس کا حصہ مقرر ہوا اگر وہ صاحب اولاد ہو تو اس کا آٹھواں حصہ اور اگر صاحب اولاد نہ ہو تو چوتھائی حصہ حق وراثت ٹھہرا۔ مقرر عدت کے بعد اسے مکمل آزادی حاصل ہوگی کہ وہ جہاں چاہے شادی کرے۔ عرب بیوہ عورت کو منحوس

لے الاستیعاب لابن عبد البر تذکرہ ابوالدرداء

تصور کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باطل تصور کا قلع قمع کر دیا۔ خود عین عالم شباب میں ایک ادھیڑ عمر بیوہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ اُن کی وفات کے بعد وقتاً فوقتاً دس عورتوں سے نکاح کئے جن میں سے آٹھ حضرت حفصہ، حضرت سودہ، حضرت زینب ام المساکین، حضرت ام سلمہ، حضرت جویریہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت میمونہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما بیوہ تھیں۔ اس طرح بیوہ عورتوں کی کفالت کرنا اور انہیں حبالہ عقد میں لے لینا طریقہ مسنونہ ہو گیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا۔ کچھ ایسی بیوہ عورتیں بھی ہوتی ہیں جو اپنے ننھے بچوں کی پرورش اور محبت کے خیال سے عقد ثانی نہیں کرتیں۔ محنت مزدوری کر کے بچوں کا پیٹ پالتی ہیں اور اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی بہت بلند مقام عطا فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے:

”میں اور وہ بیوہ جو محنت مشقت کے باعث کالی پڑ گئی ہے قیامت کے روز ان دو انگلیوں کی طرح قریب ہوں گے۔ وہ حسن و جمال اور عزت کی حفاظت کرنے والی بیوی جو شوہر کے مرنے کے بعد اپنے ننھے یتیم بچوں کی خدمت کی خاطر اپنے کورو کے رکھے یہاں تک وہ اس سے علیحدہ ہو جائیں یا مر جائیں۔“

اس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیلی انداز میں یوں بھی بیان فرمایا:

”قیامت کے دن میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا تو دیکھوں گا کہ ایک عورت مجھ سے بھی پہلے اندر جانا چاہتی ہے میں پوچھوں گا تو کون ہے تو وہ بتائے گی میں وہ بیوہ ہوں جس کے ننھے یتیم بچے تھے اور جس نے اپنے آپ کو رو کے رکھا۔“

ان کے علاوہ معاشرہ میں ایسی ازکار رفتہ بیوائیں بھی تھیں جو نکاح کے قابل نہ تھیں اور جن کا کوئی پرسان حال نہ تھا اُن کی امداد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بڑا عمل قرار دیا:

لے سنن ابی داؤد کتاب الادب ۷۷ مسند ابو یعلیٰ۔ حاشیہ سنن ابی داؤد

”بیوہ اور مسکین کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا ایسا ہے جیسا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا راوی کہتا ہے میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا اور جیسا وہ نمازی جو نماز سے نہیں تھکتا اور وہ روزہ دار جو کبھی روزہ نہیں کھوتا ہے“

اسلام کے مختصر سے عہد رحمت کو ایک طرف رکھ دیا جائے تو پوری تاریخ تمدن یہ گواہی دے گی کہ ہر دور میں دولت اور زر و مال کو ہی عزت و تکریم کا معیار قرار دیا گیا اہل مال و زر کا ہر سوسائٹی میں خندہ پیشانی سے استقبال کیا گیا اور ان کے احترام میں گردنیں جھکتی رہیں ہر معاشرہ میں زر کو ہی حاجت روا سمجھا گیا اور انسانوں نے گھل کر کہا ہے

مزرہ، راحت، خوشی، آرام سب ہے اس کے ہونے سے  
یہ وہ شے ہے کہ جس کی مانگ ہے یاں کونے کونے سے  
میں پتہ کہتا ہوں کہ شیطان بھی سجدے میں گر جاتا  
بناتے خاک کے بدلے اگر آدم کو سونے سے  
دولت مند لوگ تو الگ رہے متوسط طبقہ کے لوگ بھی غریبوں میں بیٹھنا اپنی توہین  
سمجھتے رہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کی تمام اقدار کی طرح اس قدر کو  
بھی بدل دیا اور غریبوں سے محبت کو اپنا شعار بنایا اور معاشرہ میں انہیں بلند مقام دینے  
کی سعی فرمائی۔

”ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک امیر آدمی سامنے سے  
گزرا۔ آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے صحابی سے فرمایا۔ اس شخص کے متعلق  
تیری کیا رائے ہے؟ اُس نے جواب دیا۔“

”یہ شخص معزز اور صاحبِ حیثیت ہے اگر یہ کسی لڑکی سے نکاح کی خواہش کرے

لے صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ موطا امام مالک۔

تو اس کی خواہش کا احترام کیا جائے گا۔ اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی بات مانی جائے گی۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش رہے۔ اتنے میں ایک غریب آدمی کا ادھر سے گزر رہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا۔ در اس کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا۔ ”یا رسول اللہ یہ ایک غریب آدمی ہے اور اس قابل ہے کہ اگر کسی لڑکی سے نکاح کی خواہش کرے تو اس کی خواہش رد کر دی جائے اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ بلکہ یہ بات کرنا چاہیے تو اس کی باتوں کی طرف توجہ نہ دی جائے“ آپ نے فرمایا اس غریب آدمی کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے کہ دنیا سونے سے بھر دی جائے“

”ایک غریب عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ روز اُسے نہ دیکھا تو اُس کے متعلق پوچھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا۔ ”یا رسول اللہ وہ فوت ہو گئی ہے“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”جب وہ فوت ہو گئی تو تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ شاید اس لئے کہ وہ بیچاری غریب تھی۔ میں اُس کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہو سکا۔ تم نے غربت کے باعث اُسے حقیر سمجھا۔ یہ درست نہیں۔ مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی قبر پر گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

آپ کا یہ فرمان بہت معروف ہے:

”بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ سر کے بال پر اگندہ ہیں۔ جسم خاک آلود ہیں اگر وہ لوگوں سے ملنے جائیں تو لوگ دروازے بند کر لیتے ہیں لیکن اگر وہ قسم کھا بیٹھیں تو خدا کو اُن کی قسم کا اس قدر احترام ہوتا ہے کہ وہ اُسے پوری کر کے چھوڑتا ہے۔“

ایک روایت ہے:

لے بخاری کتاب الرقاق لے بخاری کتاب الصلوٰۃ لے صحیح مسلم

”ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ غریب صحابہ رضی اللہ عنہم جو کسی وقت غلام ہوا کرتے تھے اکٹھے بیٹھے تھے۔ ابوسفیان اُن کے سامنے سے گزے تو انہوں نے اسلام کی فتح کا کچھ ذکر کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سن رہے تھے انہیں یہ بات بُری معلوم ہوئی۔ انہوں نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی ہتک سمجھتے ہوئے غریب صحابہ کو ڈانٹ کر کہا۔ تم قریش کے سردار کی ہتک کرتے ہو؟ پھر وہی بات انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسا کا بیٹہ بیان کی۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو بکر! شاید تم نے خدا کے ان خاص بندوں کو ناراض کر دیا ہے اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو تمہارا رب بھی تم سے ناراض ہو جائیگا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فوراً اُٹھے۔ اُن لوگوں کے پاس گئے اور کہا۔ ”اے میرے بھائیو! کہیں تم میری بات پر مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گئے؟“ انہوں نے کہا ”اے میرے بھائی! ہم ناراض نہیں۔ خدا آپ کی خطا معاف فرمائے۔“

”ایک دفعہ آپ بازار میں جا رہے تھے کہ آپ کی نظر اپنے ایک غریب صحابی پر پڑی، گرتی میں بوجھ اٹھا اٹھا کر ادھر سے ادھر لاتے ہوئے۔ گرد و غبار اور پسینہ کی وجہ سے ان کا چہرہ صاف ستھرا نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے چہرے پر افسردگی کی علامات دیکھیں۔ خاموشی سے پیچھے پہنچ کر اُن کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ جیسے بچے شوخی میں اپنے ساتھیوں سے ایسا کرتے ہیں تاکہ دیکھیں وہ ہاتھ رکھنے والے کا نام بتا سکتا ہے یا نہیں۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوؤں کو ٹٹولا اور سمجھ گیا کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ یوں بھی وہ سمجھ ہی لیتا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایسے بد حال آدمی کے ساتھ حضور کے سوا اور کون اتنی محبت کا سلوک کر سکتا ہے۔ اُس نے اپنا خاک اور

پسینہ سے لتھڑا ہوا جسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے ملنا شروع کیا۔ شاید ناز کر رہا تھا۔ آپ مسکراتے رہے اور اُسے اس حرکت سے منع نہ کیا۔ جب وہ جی بھر کر آپ کے کپڑوں کو خراب کر چکا تو آپ نے مذاقاً فرمایا۔ میرے پاس ایک غلام ہے کوئی اس کا خریدار ہے؟ معاصی کو احساس ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اُس سے کون محبت کر سکتا ہے اُس نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ میرا خریدار دنیا میں کوئی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی محبت سے کہا نہیں ایسا نہ ہو۔ خدا کے نزدیک تمہاری قیمت بہت زیادہ ہے لے۔“

یہ اس لئے کہ آپ نے عزت و تکریم کا نیا معیار قائم کر دیا تھا اور خدا کا قائم کردہ معیار تھا بھی یہی :

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات - ۱۳)

ترجمہ : بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

” آپ ہر حاجت مند کی امکان بھر مدد فرماتے تھے مگر یہ خیال رکھتے تھے کہ اس کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ کے پاس کوئی حاجت مند آتا تو آپ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے فرماتے آپ لوگ بھی اس کی سفارش کریں تاکہ نیک کام کی سفارش کے ثواب میں شریک ہو جائیں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں کی حاجت پوری کرنے کی برابر ترغیب دیتے رہتے۔ آپ کا فرمان ہے !

”جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہے گا تو خدا اُس

لے مشکوٰۃ باب المزاح لے بخاری کتاب الزکوٰۃ

کی ضرورت پوری کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی مصیبتوں میں سے کوئی  
مصیبت دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتوں میں سے کوئی سی  
مصیبت اُس سے دور فرمادے گا۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا،  
”اللہ اپنے بندے کی مدد میں اُس وقت تک رہتا ہے جب تک  
بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔“  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے :

”زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو تم پر آسمان کا مالک رحم کرے گا۔“  
حاجت مند کا پر اگندہ حال چہرہ دیکھ کر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی حاجت  
سمجھ جاتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ہر وقت مسجد  
میں رہتا تھا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی بات کریں میں اسے سُننے سے  
محروم نہ رہوں۔ کچھ روز تو میرے بھائی نے مجھے مسجد میں کھانا پہنچایا پھر اُس نے  
بند کر دیا اس وجہ سے بعض دفعہ کئی کئی وقت کا فاقہ ہو جاتا تھا ایک دن اسی  
طرح کا فاقہ تھا میں بھوک سے بیتاب کھڑکی میں کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر  
صدیق رضی اللہ عنہ گزرے میں نے انہیں روک کر کہا۔ آیۃ

وَيُؤْتِيهِمْ مِنْ غَدَاةِ رَبِّهِمْ كَثِيرًا  
وَ يُؤْتِيهِمْ عَلَىٰ أُنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ قَفَاكُم  
کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا۔ یہی کہ دوسروں کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ خود بھوکے  
رہتے ہیں اور اپنا کھانا دوسروں کو دیتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ چلے گئے۔ مجھے غصہ  
آگیا کہ وہ میرا مطلب کیوں نہیں سمجھے۔ اتنے میں جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا  
ادھر سے گزر ہوا۔ مگر اُن کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا۔ میں نے آیت کا مطلب پوچھا وہ  
بتا کر چلے گئے۔ میں غصہ میں کھڑا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی۔ ”ابو ہریرہ

لے بخاری و مسلم لے بخاری لے بخاری لے الحشر

بھوکے ہو۔“ میں نے عرض کیا۔ ”جی ہاں۔ یا رسول اللہ سخت بھوکا ہوں۔“ آپ نے فرمایا۔ ”میں بھی بھوکا تھا۔ ایک دوست نے دودھ کا پیالہ بھیج دیا ہے۔ آؤ مل کر پی لیتے ہیں۔“ میں آپ کی طرف چلنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”مسجد میں دیکھ لو شاید کچھ اور لوگ بھی بھوکے ہوں ان کو بھی ساتھ لیتے آؤ۔“ مسجد میں میرے جیسے چھ آدمی اور بھی موجود تھے۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ اب شاید دو گھونٹ ہی حصہ میں آئیں گے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بجائے ایک اور شخص کو دودھ کا پیالہ تمنا دیا۔ جب وہ آدمی پی چکا تو فرمایا کیا پیٹ بھر گیا ہے اور پیٹو اس نے پھر پیالہ اور کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب تو پیٹ بھر گیا ہے۔ آپ نے اس سے پیالہ لے کر دوسرے شخص کو دے دیا۔ پھر تیسرے، چوتھے، پانچویں اور چھٹے کو دے دیا۔ مگر ان چھ کے پی چکنے کے بعد بھی جب پیالہ میرے پاس آیا تو لبالب بھرا ہوا تھا۔ میں نے خوب پیا۔ جب میں پیالہ واپس کرنے لگا تو آپ نے فرمایا۔ نہیں اور پیٹو۔ میں نے پھر پیالہ آپ نے فرمایا اور پی لو۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اب تو میری انگلیوں سے بھی دودھ نکلنے لگا ہے۔ آپ نے پیالہ لے لیا اور باقی ماندہ دودھ خود پی لیا۔“

یہ تھے وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے غریبوں کے ساتھ محبت اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لئے سعی مسلسل کی طرف اس دلربا انداز میں ترغیب دی کہ زر کے بہاؤ کا رخ امیروں کی طرف سے غریبوں کی طرف ہو گیا اور صدقات و عنایم کی اس طرح تقسیم کی کہ اپنے گھر میں ایک درہم رکھنا بھی گوارا نہ تھا۔

” ایک دفعہ کچھ مال آیا۔ آپ نے غریبوں میں تقسیم کیا اور نماز پڑھنے مسجد



میں تشریف لے گئے۔ نماز ختم ہوئی تو آپ خلاف معمول بڑی عجلت میں اٹھے اور لوگوں کے کندھے پھلانگتے ہوئے گھر تشریف لے گئے۔ واپس آتے تو دینار ہاتھ میں تھا وہ کسی مستحق کو دینے کے بعد بتایا یہ دینار گھر میں تھا نماز پڑھتے ہوئے مجھے یاد آیا تو میں اس خیال سے بے چین ہو گیا کہ اگر اس حال میں مجھے موت آگئی کہ لوگوں کا مال میرے گھر میں پڑا ہو تو خدا کو کیا جواب دوں گا۔ اس لئے جلدی جلدی اُسے اٹھالایا اور مال حق دار کو پہنچا دیا۔

صدقہ یعنی غریبوں کے مال کے متعلق احتیاط کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ صدقہ کی کچھ کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئیں آپ کے نواسے جناب حسن رضی اللہ عنہ دو ڈھائی سال کے تھے انہوں نے ایک دانہ منہ میں رکھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ میں انگلی ڈال کر وہ دانہ نکال لیا اور فرمایا۔ ”یہ خدا کے غریب بندوں کا حق ہے صدقہ ہم پر حرام ہے۔“

ہے صدقہ میل پھر اُس پاک سحرے کو روکیوں ہو  
کہ کھاتا ہے زمانہ جس کی آہل پاک کا صدقہ

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلاب بردوش پیغام کا اثر یہ ہوا کہ صرف چند سالوں کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ لوگ زکوٰۃ لے پھرتے تھے اور لینے والا نہیں ملتا تھا۔ یہ تو انسانوں کے محروم و مظلوم طبقات کی بات تھی۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمۃ للعالمین ہیں اس لئے آپ کی رحمت جانوروں اور نباتات کو بھی محیط رہی۔ اہل عرب اپنی وحشت اور سنگدلی کے باعث جانوروں پر طرح طرح کے ستم ڈھاتے تھے۔ اپنی فیاضی کی دھاک بٹھانے کے لئے دو آدمی شرط باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور جانوروں کو اندھا دھند مار مار کر گراتے چلے جاتے تھے اور لوگوں کو کہا جاتا

۱۔ بخاری باب احب تعجیل الصدقہ ۷ بخاری

تھا تم انہیں کھاؤ جو تھک جانا اُسے شکست ہو جاتی۔ ایک اور ظالمانہ رواج یہ بھی تھا کہ جب کوئی شخص مر جاتا تو اُس کی سواری کا جانور اُس کی قبر پر باندھ دیا جاتا اور اُسے خوراک پانی نہ دیا جاتا حتیٰ کہ بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو کر وہ مر جاتا۔ ایسے جانور کو بلیہ کہا جاتا تھا۔ ایک رواج یہ بھی تھا کہ جانور کو کسی چیز سے باندھ کر نشانہ لگاتے۔ نبی رحمت تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام صورتوں کو ختم کر دیا اور لوگوں میں جانوروں پر رحم کرنے کے جذبات بیدار کئے۔ آپ نے بے ضرورت کسی جانور کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ قرار دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 ”کسی نے اگر چڑیا یا اُس سے چھوٹے جانور کو ناحق ذبح کیا تو خدا اُس کے متعلق ضرور باز پرس کرے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ اس کا حق کیا ہے فرمایا یہی کہ اُسے ضرورت ہو اور وہ اُسے ذبح کر کے کھائے یہ نہیں کہ اس کا سر کاٹ کے پھینک دے۔“

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا نہیں جاتا اور وہ نقصان دہ درندہ بھی نہیں تو اس کا مارنا جائز نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 ”جو شخص کسی چڑیا کو بلا ضرورت مارے گا وہ قیامت کے دن خدا کے ہاں فریاد کرے گی کہ فلاں شخص نے مجھے بے ضرورت قتل کیا۔ اُسے میری جان لینے سے کوئی فائدہ نہ تھا۔“

گویا جو جانور اذیت رساں نہیں اور اُن کی جان لینے سے انسانوں کو کوئی فائدہ نہیں ان کا مارنا جائز نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوئیٹی، شہد کی مکھی اور ہڈ ہڈ کو مارنے سے بالخصوص منع کر دیا تھا۔

۱۔ مستدرک حاکم ۲۔ مشکوٰۃ کتاب الصيد والذباح ۳۔ سنن نسائی کتاب الصغایا ۴۔ مشکوٰۃ کتاب الصيد والذباح

جو جانور ضرورتاً ذبح کئے جاتے ہیں اُن کے متعلق بھی یہ حکم ہے کہ انتہائی نرمی برتی جائے۔ اُنہیں اذیت دے کر ختم نہ کیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

”خدا کا حکم ہے کہ ہر چیز پر احسان کیا جائے اس لئے جب تم لوگ کسی جانور کو مارو تو اچھے طریقے سے مارو اور ذبح کرو تو احسن طریقہ سے ذبح کرو تم میں ہر شخص کی چھری تیز ہوتا کہ ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔“

ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ میں بکری کو ذبح کرنے لگوں تو مجھے اس پر رحم آجاتا ہے یا یوں کہا کہ مجھے اس پر رحم آتا ہے کہ بکری ذبح کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم بکری پر رحم کرتے ہو تو خدا تم پر رحم کرے گا۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں سے کاٹ کر یا ناخن سے تراش کر ذبح کرنے سے بالکل منع فرما دیا کیونکہ اس طرح ذبیحہ انتہائی اذیت سے دوچار ہوتا ہے اسی لئے آپ نے نکرہ پتھر یا غلیل چلانے کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا:

”اس سے نکرہ ہو سکتا ہے نہ دشمن گر سکتا ہے ہاں دانت ٹوٹ

سکتا ہے اور آنکھ پھوٹ سکتی ہے۔“

جانوروں پر ظلم کی ہر صورت آپ نے ناجائز قرار دی۔ ایک دفعہ آپ صحابہ کے ساتھ کسی سفر کے پڑاؤ میں تھے۔ آپ ضرورت سے کہیں تشریف لے گئے واپس آئے تو دیکھا کہ چولہا ایک ایسی جگہ جل رہا ہے۔ جہاں زمین میں یا ساتھ کے درخت پر چوٹیوں کا ٹھکانہ تھا۔ آپ نے پوچھا تو ایک صاحب نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں نے چولہا جلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بجھاؤ بجھاؤ۔“

۱۔ مسلم کتاب الصيد والزبائح ۲۔ مسند احمد بن حنبل ۳۔ بخاری کتاب الزبائح والصيد ۴۔ مسند احمد بن حنبل۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے کسی سفر پر جا رہے تھے راستے میں قیام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے گئے۔ کسی صحابی نے چڑیا کے دو بچے پکڑ لیے۔ چڑیا بے قراری سے چیختی ہوئی اُس کے گرد منڈلانے لگی۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو چڑیا کی آہ وزاری سنی اور فرمایا۔ جس نے بھی اس کے بچے پکڑ کر اسے بے قرار کیا ہے اُسے چاہیے کہ اس کے بچے چھوڑ دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے چیونٹیوں کا گھر بھی جلا دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگ کی سزا دینا صرف خدا ہی کے لئے سزاوار ہے یہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ایک پیغمبر کسی درخت کے نیچے آرام کر رہے تھے کہ انہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا۔ انہوں نے اُٹھ کر اپنا سامان وہاں سے ہٹایا۔ پھر تمام چیونٹیوں کو آگ سے جلا دیا۔ اس پر خدا نے وحی کے ذریعہ انہیں تنبیہ کی کہ صرف ایک ہی چیونٹی کو کیوں نہیں ہلاک کیا۔“

ایک دفعہ ایک عورت کا ذکر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”وہ صرف اس لئے مستحق عذاب ہوئی کہ اُس نے ایک بلی کو پکڑ کر اُسے باندھ دیا تھا اور اُسے بھوکا پیاسا رکھا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بندھی بندھی مر گئی۔“

چونکہ لوگ دانستہ یا نادانستہ جانوروں کو ستاتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم لوگ جانوروں کے ساتھ جو بد سلوکیاں روارکھتے ہو اگر اللہ تمہیں معاف کر دے تو یہ سمجھ لو کہ اُس نے تمہارے بہت سے گناہ معاف کر دیئے۔“

جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانے کا بدترین طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح

۱۔ ترمذی باب ماجاء فی کراہتیہ اکل الصبوره ۲۔ مسند احمد بن حنبل ۳۔ بخاری کتاب الانبیاء ۴۔ مسند احمد بن حنبل

ختم کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم تک اس شخص کے پیچھے پڑ جاتے تھے جو ایسے فعل کا مرتکب ہوتا۔ ایک دفعہ ایک لڑکا ایک مرغی کو باندھ کر نشانہ بنا رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مرغی کو کھول دیا اور مرغی کے ساتھ اس لڑکے کو لے کر اس کے گھر آئے اور گھر والوں کو بلا کر کہا۔ لڑکے کو سمجھا دو کہ وہ ایسی حرکتوں سے باز آئے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے جان دار کو نشانہ بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔

صرف جانوروں ہی سے نہیں نبی رحمت نے تو روئیدگی اور نباتات کی صحیح پرورش اور خدمت کو باعثِ ثواب کہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو مسلمان درخت نصب کرتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے اور اس کو پرندے، انسان یا چوپائے کھاتے ہیں تو یہ بھی صدقہ ہے اور ثواب کا موجب ہے۔ یہاں سے واضح ہو گیا کہ یہ جو آج دنیا کے ہر ملک میں محکمہ انسداد بے رحمی حیوانات اور تحفظ جنگلات کام کر رہے ہیں یہ اسی نبی رحمت کے ساز و آہنگ کی صدائے بازگشت ہیں۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ایک انتہائی تفصیل طلب موضوع ہے۔ میں نے مختصراً محض چند اشارات پر اکتفا کیا ہے ویسے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ عالم انسانیت کے لئے آیہ رحمت تھا اور ان تفصیل کے لئے دفتر بے پایاں درکار ہے۔

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

۱۔ ترمذی باب ماجاء فی کراہۃ اکل الصبوره ۲۔ بخاری ابواب الحث والمزارعۃ

Faint, illegible handwritten text in Urdu script, possibly bleed-through from the reverse side of the page.

باب دوم

مکمل زندگی، مکمل زندگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم



## مکمل زندگی، مکمل نمونہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ بے پناہ معجزاتِ تخلیق کا منظر ہے۔ فطرت کا ہر منظر اپنے خالق کی قدرتِ کاری کا عظیم ترین ثبوت ہے مگر یہ بھی ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ذرے سے سورج تک، ایسے سے پھولوں تک، معمولی جراثیمِ حیات سے ہاتھی جیسے جانور تک ہمیں ہر چیز میں کسی نا تمامی اور عدم تکمیل کا احساس ہوتا ہے چاند کی چاندنی ہمیں بہت ہی دلفریب اور لطیف محسوس ہوتی ہے مگر جب یہ خیال آتا ہے کہ اس کا نور سارے کا سارا رہین وجودِ غیر ہے اور خود چاند توفیق و دوق صحراؤں اور بے آب و گیاہ چٹیل چٹانوں کا مجموعہ ہے تو ہمیں اس کی چاندنی تکلف کا پھیکا اور بے رنگ غازہ معلوم ہونے لگتی ہے۔ سورج کی روشنی اس کے وجود کا اپنا کرشمہ ہے مگر اس کی بھلسا دینے والی حرارت کا خیال آتا ہے تو سارا لطف نظارہ غارت ہو جاتا ہے۔ عالم نباتات میں گلاب کی سحر آفرینیاں بڑی بھلی معلوم ہوتی ہیں مگر اس کے ساتھ کانٹے دیکھ کر اپنی انگلیوں کی نزاکت پر رحم آجاتا ہے اسی طرح دنیائے حیوانات کی ہر چیز میں کوئی نہ کوئی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے اور ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ

یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید کہ آرہی ہے دما دم صدائے گن فیکون  
کائناتِ انسانیت کا بھی یہی حال ہے ہم تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں  
بڑے بڑے سورماؤں اور ولیوں کے تابور سر نظر آتے ہیں مگر ان کے دانتوں پر انسانی  
خون کے بے شمار داغ دیکھ کر ان کی درندگی کا احساس ڈسنے لگتا ہے اور ہم کراہت

سے منہ پھیر لیتے ہیں ہم بڑے بڑے فاتحین کے کارنامے پڑھتے ہیں اور عقیدت سے سر جھکانے پر آمادہ ہوتے ہیں کہ دفعۃً ہماری نگاہوں میں انسانوں کے سر سے بنے ہوئے مینار گھوم جاتے ہیں جو ان لوگوں نے اپنی عظمتوں کی یادگار کے طور پر کھڑے کئے تھے اور ہم نفرت سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمیں بڑے بڑے شاہان و ملوک نظر آتے ہیں جو زمین کے وسیع رقبوں پر اپنی سطوت کی دھاک بٹھا چکے تھے مگر جب ہم ان کے شاہی تخت پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے جبروت کی مندریں انسانی گردنوں پر بچھا رکھی ہیں تو ہم کانپ اٹھتے ہیں ہم ادھر سے نظر ہٹا کر عظیم قانون سازوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں یاد آجاتا ہے کہ ان لوگوں نے تمام قوانین بالادست قوموں کو تحفظ کے لئے بنائے تھے۔ پھر ان کی بنائی ہوئی عدالتوں میں ہمیں ایسے جج نظر آتے ہیں جنہوں نے میدان جنگ کے بعد سب سے بڑی ناصافیاں کی تھیں ہمیں حاللین جبہ و دستار نظر آتے ہیں جو اپنی جہالت پر علم کے خول چڑھا کر اہل علم و صدق کو زندگی سے محروم کر دیتے تھے غرضیکہ انسان چاہے بڑا ہو یا چھوٹا۔ اس میں ہمیں کسی چیز کی کمی کا ضرور احساس ہوتا ہے۔ کوئی بہادر ہے تو اس کے سینے میں شفقت بھرا دل نہیں کوئی حاکم ہے تو اس میں علم و بردباری کی کمی ہے۔ کوئی بادشاہ ہے تو اس میں عجز و انکسار نہیں کوئی زیادہ زاہد ہے تو لطافت طبعی نہیں۔ آخر ہماری نظر اس ذات کی طرف اٹھتی ہے جسے خدا نے شاہکار کے طور پر پیش کیا اس کی ذات ہمیں ہر طرح سے کامل نظر آتی ہے وہ ہر لحاظ سے دنیا بھر کی خوبیوں کا پیکر مجسم ہے یوں تو ہر نبی اللہ کی تخلیق کا اعجاز ہے مگر ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ کوئی خاص وصف ہی ہر ایک کا طرہ امتیاز رہا ہے مگر یہاں تو سارے کے سارے اوصاف اپنی پوری جولانیوں سے نور افشائیاں کر رہے ہیں۔ اس میں انابت آدم، حوصلہ تبلیغ نوح، سلامتی قلب خلیل، جذبہ اطاعت اسمعیل، انتہائے پرہیزگاری اسحاق، درد عشق یعقوب، صبر و بردباری ایوب، حسن صورت و سیرت یوسف، کمال و راستی اور لیس، جوش صداقت ضرب کلیم، ثبات و استقامت ہارون، خلوص و ایثار لوط، علم و حلم زکریا، انسان دوستی عیسیٰ اور عروج فراست یحییٰ علیہم السلام بھی موجود ہے۔

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدر بیضا داری      آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری  
یہ ایک ذات ہے جس کا اسم گرامی، انسانیت کے ہر دکھ کا علاج ہے اسی کے  
دروازے پر آکر انسان کی زخم آلودہ روح کو سکون کا مرہم دستیاب ہوتا ہے اور وہ یہ  
کئے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

منزل ملی مقام ملا مدعا ملا      سب کچھ مجھے ملا جو ترا نقشس پا ملا  
اس انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ بقلموں کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں نظر کو  
تشنگی محسوس ہو۔ اس کی شخصیت اتنی ہزار پہلو ہے کہ اُس کی سیرت پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں  
اور کسی شخص پر اُن کا عشرِ عشر بھی نہیں لکھا گیا۔ مگر پھر بھی لکھنے والے اعتراف کر رہے ہیں کہ  
ابھی اُس کا ایک پہلو بھی پوری طرح نمایاں نہیں کیا جاسکا۔ بچپن سے لے کر وصال تک کوئی  
فعل بھی ایسا نہیں جس پر سخت سے سخت دشمن بھی انگلی رکھ سکا ہو۔ بچپن، اس، الم میں  
گزارتا ہے کہ اگرچہ حلیمہ سعدیہ کی حیثیت دایہ کی ہے مگر ماں کی طرح اُس کا احترام کرتے  
ہیں اُس کے بچوں کے ساتھ بکریاں چراتے ہیں اور ہر کام میں بھائیوں کی طرح ہاتھ بٹاتے ہیں  
کہیں کوئی ناشائستہ فعل نہیں۔ کسی سے کوئی جھگڑا نہیں اور جب بچپن کے بعد لڑکپن آتا  
ہے تو زندگی میں سنجیدگی اور بڑھ جاتی ہے۔ ابوطالب کے گھر قیام ہے مگر بجائے لہو و  
لعب میں مشغول ہونے کے اونٹوں کی حفاظت ہو رہی ہے اور ایک رات ساتھ کے  
لڑکے ضد کر کے کھیل تماشے پر شہر لے جاتے ہیں مگر کھیل کو دسے بے نیاز ہو کر وہیں  
سو جاتے ہیں اور جب کھیل ختم ہوتا ہے تو گھر چلے آتے ہیں۔ لڑکپن کے بعد شباب  
آتا ہے یہ ایسا عہد ہے کہ بڑے بڑے آدمی جذبات کی رو میں بہ کر عفتِ قلب و نظر  
کے تصور کو مذاق سمجھ بیٹھتے ہیں۔ مگر اس قیامت خیز عہد نے بھی انہیں راستے سے نہیں  
بھٹکایا۔ یہ نہیں کہ مردانہ حسن و دو جا مت نہ ہو۔

جمال کا یہ عالم ہے۔

رنگِ خوشبو، چاند تارے، کرنِ پھولِ شبنم شفق، آبجو، چاندنی  
تیرے معصوم پیکر کی تخیل میں حُسنِ فطرت کی ہر چیز کام آگئی

ام معبد نے جن الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا نقشہ کھینچا ہے اس پر شعروادب کی ہزار رعنائیاں قربان کی جاسکتی ہیں:

” پاکیزہ رخ، زیبا رو، پسندیدہ خو، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ اور فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں مردانہ بھاری پن، روشن مردمان سر مکیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھونگریا لے بال، خاموش وقار کے ساتھ گویا دبتگی کا تمام سامان لئے ہوئے۔ دور سے دیکھتے تو زیندہ و دلفریباً قریب سے نہایت شیریں کلام، خوبصورت، الفاظ کی کمی بیشی سے مبرا گفتگو جیسے سک مروارید، میانہ قد کہ نہ کوتاہی سے حقیر نظر آئے نہ طوالت کہ آنکھ اُس سے نفرت کرے۔ دلکش نہال کی نازہ شاخ زیندہ نظر غرضیکہ ہر لحاظ سے دلاویز۔“

یہ ہے ایک انسانِ کامل کی تصویر جس پر قدرت نے تمام جلال آفرینیاں ختم کر دی تھیں۔

اب دگل میں مدتوں آرائش ہوتی رہیں تب کہیں اک آدمی کو نین کا حاصل بنا ادھر شباب کی یہ قیامت خیز دلاویزیاں ہیں اور ادھر ماحول ایسا ہے کہ شرم و حیا نام کو نہیں۔ لہڑ جوائیاں قوم پر دعوتِ نظارہ دے رہی ہیں۔ عکاظ کا میلہ لگتا ہے اور حالت یہ ہوتی ہے کہ

ساتی بجلوہ دشمن ایساں داگھی مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے  
نیم عریاں عورتوں کے لچکتے بدن رقص میں لہرا لہرا کر بکھر رہے ہیں۔ مرد غرقِ دریائے  
صہبا میں اور جنس کے کھیل پورے عروج پر ہیں مگر یہ نوجوان ہے جسے ان مناظر سے  
قطعاً کوئی دلچسپی نہیں وہ ان مشاغل کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ ادھر عکاظ میں  
بہکتی راتوں کی بدست جوانی کمال کو پہنچتی ہے ادھر وہ غاصرا کی تنہائیوں میں عالم  
استغراق میں غور و فکر کر رہا ہے کہ اس دنیا کا خالق کون ہے؟ وہ بالکل اجنبیوں کی  
طرح دقت کاٹ رہا ہے۔

دریں میخانہ اے ساقی ندام محرمے دیگر کہ من شاید سختیں آدمم از عالمے دیگر  
اس طرح اس کا کردار دنیا بھر کے نوجوانوں کے لئے تقدس کی عدیم النظیر مثال بن  
جاتا ہے پچیس سال کی پُر شباب عمر میں ایک چالیس سالہ بیوہ عورت سے شادی کر لیتا ہے  
پھر پختگی عمر اور کھولت کا دور آتا ہے مگر مزاج میں کوئی فرق نہیں آتا۔ معصومی، پاکیزگی  
اور تقدس اب بھی اس کی سیرت کا طرہ امتیاز ہے یہ تو تھے اُس کی عمر کے مختلف  
ادوار اب ذرا اس کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی کی کتاب پر نظر ڈالیے۔

**سرورِ عالم بحیثیت تاجر** | اگر کوئی تاجر ہے تو اُس کے لئے بھی انسانِ کامل کی  
سیرت مکمل رہنمائی کرتی ہے۔ نبوت سے پیشتر آپ

صلی اللہ علیہ وسلم بڑے عرصہ تک تجارت کرتے رہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم سے زیادہ دیانت دار تاجر اور کوئی نہیں تھا۔ معاملات میں اس قدر کھرے تھے کہ  
اگر لاعلمی میں سودا ہو گیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مال میں کوئی نقص تھا  
تو خریدار کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک آگاہ نہ کیا اور اُس کے پیسے واپس نہ  
کئے آپ کو چین نہ آیا۔ صدق و دیانت کی اعلیٰ صفت کو دیکھ کر ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش مند ہوئی تھیں۔

**بحیثیت منرکی و مربی** | تزکیہ قلوب کے سلسلہ میں تاریخ میں مختلف کردار سامنے  
آتے ہیں۔ جناب خلیل علیہ السلام نے روح کے تزکیہ کے

لئے عملاً درسِ توحید دے کر انسان کو خدائے واحد کی بارگاہ میں جھکانے کی کوشش کی۔  
جناب کلیم علیہ السلام نے قولی لین سے تزکیہ و خشیت کا درس دیا۔ جناب مسیح علیہ السلام نے  
مختلف امراض انسان کا علاج کر کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے ان کے نفوس کی تطہیر  
کی کوشش کی۔ جناب ختمی المرتبت کی اس میدان میں بھی شان الگ ہے انہوں نے  
اپنے عمل سے پیروکاروں میں زہد، صبر، توکل، تسلیم، رضا، قناعت، فقر اور ریاضت  
مسلک کی صفاتِ عظمیٰ پیدا کیں اور نفوس کو ایسی پاکیزگی عطا کی کہ ان کے صحابہ جیسے مثالی  
لوگ اور کہیں نہیں ملتے۔ اس بارگاہِ فیض سے صدیق، فاروق، عثمان و علی، صہیب و

بلال رضی اللہ عنہم جیسے تابندہ کرداروں نے جنم لیا اور دنیا آج تک حیران ہے کہ اس مرئی نے چند ہی سالوں میں کس طرح پورے جزیرہ عرب کے ذہنوں کو بدل کر رکھ دیا۔

**بجائیت داعی انقلاب** | ایک داعی انقلاب کے لئے سب سے پہلی چیز اپنے نظریہ سے عشق اور لگن ہوتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ کا

یہ داعی انقلاب اپنے نظریہ سے اس قدر مخلص ہے کہ اُسے دنیاوی دولت کی لالچ دی جاتی ہے۔ جنسی تسکین کے لئے حسین ترین عورت کی تحریص کی جاتی ہے جذبہ حصولِ دولت کی تسلی کے لئے تختِ سلطنت تک کی پیشکش کی جاتی ہے مگر یہ داعی انقلاب ہے کہ اپنے نظریہ کو چھوڑنے پر کسی طرح آمادہ نہیں اور واضح اعلان کرتا ہے کہ ”اگر تم لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور ایک پرچاند لاکر رکھ دو تب بھی میں اس راہ سے ایک انچ ہٹنے پر بھی آمادہ نہیں۔“ پھر اس کے جواب میں وہی لوگ جو اسے عزت و تکریم کے عرش پر بٹھاتے تھے۔ اُس کی توہین کرتے ہیں اُس کی راہوں میں کانٹے پکھائے جاتے ہیں وہ جس گلی سے گزرتا ہے چھتوں سے اُس پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے اُسے طرح طرح کے مصائب سے دوچار کیا جاتا ہے۔ معاشرتی بائیکاٹ ہوتا ہے اور بائیکاٹ اتنا شدید کہ برسوں تک اُسے پانی اور پتوں کے سوا کوئی غذائے حیات دستیاب نہیں ہوتی مگر اُسے اپنے نظریہ سے اتنا عشق ہے کہ اُس کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہیں آتی۔ وہ کسی شعلہ جوالہ کی طرح جذباتی انداز میں معاشرہ سے ٹکرا کر فنا ہو جانے کی بجائے صحیح انقلابی کی طرح بڑے حسین اور دھیمے انداز میں انقلاب کی راہیں ہموار کرتا ہے۔ بڑے پُر سکون انداز میں معاشرہ کی نظروں سے چھپ کر اپنے ساتھیوں کی تعلیم و تربیت کرتا رہتا ہے اور اپنی جماعت کی تعداد مسلسل بڑھاتا رہتا ہے۔ لوگوں میں بے صبری ہے وہ شدت سے منتظر ہیں کہ جلد ہی انہیں اپنے ایمان کے ثمرات حاصل ہوں۔ مگر اُس کی نگاہ بڑی دُور رس ہے وہ جانتا ہے کہ انقلاب ایک طویل پتہ ماری کا کام ہے وہ ماحول پر کسی بیرونی اور خارجی قوت کے ذریعے انقلاب ٹھونسنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ پہلے لوگوں کے ذہن بدلتا ہے اور داخلی انقلاب پر زور دیتا ہے جو بالآخر اتنے بڑے خارجی انقلاب پر

نتیجہ ہوتا ہے کہ لوگوں کی پوری زندگیاں اس طرح بدل جاتی ہیں کہ صرف قیادت میں ہی نہیں پورے معاشرتی ڈھانچے میں انقلاب آجاتا ہے۔ حکومت بدلتی ہے۔ قوانین بدلتے ہیں۔ معاشرتی رسم و رواج بدلتے ہیں غرضیکہ پورا معاشرہ اپنے معمولی اجزا کی سمیت بدل کر رہ جاتا ہے۔ اتنا بڑا انقلاب تاریخ نے کبھی نہیں دیکھا۔ داعی انقلاب کی وسعتِ ظرف اور بلندیِ نظر کا یہ عالم ہے کہ ہمیں بھی انتقام کا ثنائیہ نظر نہیں آتا وہ اپنے نظریہ کی توسیع کے لئے کٹر دشمنوں کو معاف کر دیتا ہے اور گالیاں کھا کر دعائیں دیتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جنگیں بھی ہوتی ہیں اور معاہدات صلح و امن بھی مگر ہمیں بھی اصولوں پر آئینہ نہیں آنے پاتی اور آخر تاریخ کی سیٹیج پر دنیا کا عظیم ترین انقلاب رونما ہوتا ہے۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی      عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی  
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی      اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے  
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

**بجائیتِ مقنن** | سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائیتِ مقنن جو نظامِ قانونِ عطا فرمایا اس میں اتنی ہمہ گیری ہے کہ اپنی ذات کے ساتھ تعلق، اپنے گھر کے افراد سے تعلق، ہمسایوں کے ساتھ تعلق، محلے، شہر، ملک اور پوری اُمت کے ساتھ تعلق، غیر مسلم افراد کے ساتھ تعلق اور اہل کتاب کے ساتھ تعلق کے ہر زاویہ کو پیش نظر رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بجائیتِ مقنن اظہارِ خیال کرتے ہوئے ہمیں دو پہلوؤں کو سامنے رکھنا ہوگا۔ ایک مقنن بجائیتِ قانون ساز اور دوسرے مقنن بجائیتِ شارح و مبصرِ قانون۔ قرآن دونوں حیثیتوں کو کتاب و حکمت کی جامع اصطلاحات سے واضح کرتا ہے۔ اصلی احکام یا دستوری قوانین سازی خدا کا کام ہے اسے کتاب کہا جاتا ہے اور پھر اس دستور پر دیگر جزئیات مرتب کرنا رسول کا کام ہے یہ حکمت ہے بجائیتِ قانون ساز آپ نے جو عظیم قانون دنیا کے سپرد کیا ہے وہ پوری معاشرتی

زندگی کو محیط ہے قانون کے تمام شعبوں میں بنیادی رہنمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں محفوظ ہے مثلاً :

۱- فوجداری قانون — اس میں چوری، جنسی بدکاری، قتل، ڈکیتی وغیرہ

تمام معاملات میں جامع رہنمائی ہے۔

۲- دیوانی قانون — قانون معاہدہ، قانون انتقال جائداد، قانون تجارت، شراکت، قرضہ وغیرہ تمام معاملات کو احاطہ میں لیا گیا ہے۔

۳- عائلی قوانین — اس میں ازدواجی رشتوں کے لئے ایک متوازن نظام مرتب کیا گیا ہے۔

۴- بین الاقوامی قانون — اس میں قوانین جنگ و صلح، غیر مسلم اقوام کے ساتھ تعلقات دارالاسلام میں آباد غیر مسلموں کے حقوق بھی کچھ اس میں طے کر دیا گیا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ عرب جیسے جہالت زدہ ملک کے ایک انی شہری کو ایسی حکمت بالغہ کیسے نصیب ہو گئی کہ آج کے تعلیم یافتہ دور میں بھی ماہرین قانون انہی بنیادوں پر اپنے قوانین مرتب کرنے کے لئے مجبور ہیں۔

۵- یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار نے

**قانون پر عمل پیرا شہری کی حیثیت** | عام طور پر قانون ساز اپنے آپ کو قوانین سے بالاتر سمجھتے ہیں اور اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بنائے ہوئے قوانین پر خود کس سختی سے عمل پیرا ہیں۔ جنگ بدر کے اسیروں میں آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بھی ہیں تمام قیدی رسیوں سے جکڑے ہوئے ایک کمرے میں پڑے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس شوریٰ کے ساتھ دوسرے کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اسیران جنگ کے متعلق فیصلہ کرنے کے سلسلہ میں مشورہ ہو رہا ہے۔ اسیران جنگ کراہ رہے ہیں اور ہر بار جب چچا عباس رضی اللہ عنہ کی کراہ سنانی دیتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جذبات کا حشر پیا ہو جاتا ہے اور چہرہ انور پر کرب کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زبان مبارک



سے کچھ نہیں فرماتے۔ ایک صحابی کو احساس ہوتا ہے اور وہ جا کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رسیاں ڈھیلی کر دیتا ہے اب اُن کی کراہیں سنائی نہیں دیتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وجہ پوچھتے ہیں عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کے چہرے سے آپ کے داخلی جذبات کا درد آمیز اظہار ہو رہا تھا اس لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رسیاں ڈھیلی کر دی گئیں۔ فرمایا بالکل غلط بات ہے قانون کی نظر میں سب مساوی ہیں یا تو سب کی رسیاں ڈھیلی کر دی جائیں یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رسیاں بھی پہلے کی طرح کس دی جائیں۔

اسی مجلس میں اسیرانِ جنگ کے متعلق فیصلہ ہوا کہ فدیہ لے کر اسیروں کو رہا کر دیا جائے۔ فدیہ کا سامان آیا تو اس میں کا پنچ کا ایک ہار بھی تھا یہ ہار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تھا جو مکہ میں تھیں جن کے خاوند ابن عاص اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوتے تھے اور اسیرانِ جنگ میں شامل تھے۔ بیوی نے اپنے خاوند کی رہائی کے لئے دیگر چیزوں کے ساتھ یہ ہار بھی بھیجا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہار دیکھا تو پرانی یادیں ذہن میں لہرائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سبب پوچھا تو آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے یہ ہار میری بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہے جو اس نے بیٹی کو شادی کے تحفہ کے طور پر دیا تھا۔ بس یونہی مرحومہ یاد آ گئیں یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ عرض کیا گیا آپ غمزدہ کیوں ہوتے ہیں یہ ہار انہیں واپس کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اس مسئلہ میں شوریٰ کے فیصلہ کا پابند ہوں۔

انبیاء کی بعثت کے مقاصد کی وضاحت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیچشیت منصف بھی فرمایا ہے کہ:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَ  
الْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ج (الحديد - ۲۵)

ترجمہ: بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔  
اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلوایا ہے:

وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ط (الشوری - ۱۵)

ترجمہ: اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص سے کھجوریں بطور قرض لیں۔ چند روز کے بعد وہ کھجوریں واپس لینے آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ اس کا قرض واپس کر دیا جائے انصاری کو جو کھجوریں مل سکیں وہ اتنی عمدہ نہ تھیں جیسی قرض لی گئی تھیں قرض خواہ نے لینے سے انکار کر دیا۔ انصاری نے کہا۔ ”تم رسول خدا سے وہ کھجوریں لینے سے انکار کرتے ہو جو وہ تمہیں دے رہے ہیں۔“ اُس نے کہا۔ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عدل نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔ جب اُس شخص کی یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”وہ شخص سچ کہتا ہے۔“ اسی طرح شرفائے قریش کی ایک عورت فاطمہ چوری کے جرم میں گرفتار ہو گئی۔ جرم ثابت ہو گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ اس معزز عورت کا ہاتھ اگر کاٹ دیا گیا تو ہو سکتا ہے پورا قبیلہ ہی اسلام سے روگرداں ہو جائے اس لئے انہوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے سفارش کروائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

”تم سے پہلی اُمتیں اسی لیے تباہ ہوئیں کہ اگر کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو سزا سے بچ جاتا لیکن چھوٹے آدمی کو سزا دی جاتی۔ خدا کی قسم۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اُس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔“

اس سے واضح ہے کہ ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو قانون و انصاف سے بالاتر نہیں سمجھتے تھے۔ دوسرے انصاف کے معاملہ میں کسی مصلحت کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ غیروں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر انصاف کی تعریف کی۔ اپج۔ اے آر گب اپنی شہرہ آفاق کتاب ”محمد از م“ میں لکھتا ہے:

”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدمات کو اتنے منصفانہ طریقہ سے

نپایا کہ قانون کا احترام اس معاشرہ میں قائم ہو گیا جہاں پہلے صرف تلوار  
کی بالا دستی کو تسلیم کیا جاتا تھا۔“

ڈبلیو منگرمی واٹ ”محمد ایٹ مکہ“ میں لکھتا ہے!

”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نبوت سے پہلے بھی مقدمات

پیش ہوتے رہے اور ان میں آپ کے منصفانہ فیصلے اس امر کی دلیل

ہیں کہ آپ خدائی منصف تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ایسا منصفانہ ہوتا

تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین بھی داد دینے پر مجبور تھے اور وہ یک

زبان ہو کر پکار اٹھے یہ امین ہے یہ صادق ہے ہاں ہاں یہ منصف ہمیں

منظور ہے کیونکہ یہ سچا اور دیانت دار منصف ہے دراصل یہ وہ نہیں

کہہ رہے تھے بلکہ بائبل کے اوراق اس کی شہادت دے رہے تھے

وہ امین و صادق کہلاتا ہے اور اس کا ایک نام لکھا ہے جسے اس کے

سوا کوئی نہیں جانتا۔“ (مکاشفہ یوحنا باب ۱۲-۱۱)

بحیثیت سپہ سالار آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بے مثال سپاہی اور بہادر سپہ سالار  
کی حیثیت سے بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ میدان جنگ میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں سینہ سپر رہتے تھے اور نازک لمحوں میں بڑے بڑے بہادر

مجاہد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں پناہ لیتے تھے آپ ہمیشہ میدان جنگ میں

اول سے آخر تک موجود رہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگی تدابیر میں بے مثال حسن تدبیر سے

کام لیتے۔ جنگ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس درہ پر صحابہ تعینات کئے وہ

آپ کی جنگی فراست کی شاندار مثال ہے جب مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی کرتے

ہوئے اُس درے کو بے حفاظت چھوڑ کر آگے تو فتح شکست میں بدل گئی۔ مسلمانوں

کے پاؤں اکھڑ گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے استقلال سے مقابلہ کیا۔ زخمی بھی

ہوئے مگر اپنی جگہ ڈٹے رہے یہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کا حسین

ثبوت ہے۔

نظریہ جنگ میں انقلاب | دُنیا اُس وقت تک جن نظریات جنگ سے آشنا تھی وہ تھے انتقامی جنگ، مدافعتیہ جنگ یا ہوس ملک گیری کے لئے فاتحانہ جنگ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نظریات میں انقلاب انجیز تغیر کیا مال و زر کے حصول یا ہوس ملک گیری کے لئے جنگ کو یک قلم منسوخ کر دیا۔ آپ نے مصلحانہ جنگ اور مدافعتیہ جنگ کو جائز رکھا اور دُنیا کو بتایا کہ انسانی جانیں مال و زر سے زیادہ قیمتی ہیں۔ ہاں اگر وہ فساد فی الارض کا باعث ہوں تو بہتر مقاصد کی خاطر انہیں راہ سے ہٹانا ناگزیر ہے۔

پھر یہ بھی کہ دُنیا تو آج تک یہ کہتی چلی آئی ہے کہ ”جنگ اور محبت میں سب کچھ جائز ہے۔“ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جنگ میں بھی انصاف کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اور جائز و ناجائز کی مستقل قدروں کو پامال نہ کیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات ہمیشہ یہ رہیں:

خُدا کی راہ میں خُدا ہی کی خاطر لڑنا، خیانت و بد عہدی نہ کرنا، دشمن کو لنگڑاؤ لانا نہ کرنا، کسی بچے، کسی عورت پر ہاتھ نہ اٹھانا، لاشوں کا بھی احترام کرنا اور اُن کا مثلہ نہ کرنا، مقتولین کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا۔

جو لوگ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا اور مسلمانوں کی تاریخ سے خون کی بو آتی ہے اُنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایات پر غور کرنا چاہیے اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ برس کی نبوی زندگی میں جتنی جنگیں ہوئیں اُن میں طرفین کے جانی نقصان کی تعداد ہزار بارہ سو سے زیادہ نہیں ہے۔ انقلابات کی تاریخ اگر آپ کے پیش نظر ہے تو آپ کو تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ انقلاب غیر خونی انقلاب کے جانے کا مستحق ہے۔

آزادی رائے کے پہلے پیامبر کی حیثیت سے | آج کی دُنیا عملی طور پر نہ سہی ازبانی طور پر یہ تسلیم کرتی ہے کہ انسان کے بنیادی حقوق میں سب سے بڑا حق آزادی رائے ہے مگر جس وقت

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حجاز میں اسلام کی تحریک چلا رہے تھے اُس وقت اس کا تصور بھی ناممکن تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند ہی سالوں میں نہ صرف اسے ممکن کر دکھایا بلکہ اس پر عمل کر کے تاریخ کو انگشت بدندان کر دیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ ایک غلام کے لڑکے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اپنی شادی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تھا آپ نے اُن پر پہلا احسان یہ کیا کہ انہیں آزاد کر دیا دوسرا احسان یہ کہ انہیں مُنہ بولا بیٹا بنا لیا۔ تیسرا اور سب سے بڑا احسان یہ کہ اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب ان کے نکاح میں دے دی۔ نسل و نسب کے فرق و امتیاز کے قائل لوگوں نے اُس وقت بھی کہا کہ اس شخص نے ہمارے نسلی تفاخر کو مٹی میں ملا دیا۔ کہاں قریش اور پھر قریش میں سے بھی ہاشمی خاندان کی ایک معزز خاتون اور کہاں ایک غلام، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اسی نسلی تفاخر کو مٹانا چاہتے تھے۔ اب اتفاق یہ ہوا کہ میاں بیوی کی آپس میں نبھ نہ سکی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو پریشان خاطر ہوتے اور زید رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے یہ مدنی زندگی کا واقعہ ہے اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہت بڑی سلطنت کے فرمانروا تھے۔ زید رضی اللہ عنہ کو جا کر فرمایا۔ ”زید زینب کو طلاق نہ دو۔“ زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کی ذاتی رائے ہے یا اللہ کا فرمان،“ آپ نے فرمایا۔ ”نہیں یہ میری ذاتی رائے ہے۔“ زید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ”پھر میں اپنے ذاتی معاملات کو بہتر سمجھتا ہوں۔“ اور انہوں نے آزادی رائے کا وہی حق استعمال کرتے ہوئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے توسط سے انسانوں کو عطا ہوا تھا اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور ایک حکمران کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض نہ ہوتے بلکہ اس کے اکرام و اعزاز میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔

آزادی رائے کے سلسلہ میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا پیدا کردہ شعور تھا۔ جس کے باعث ایک عام آدمی عین عالم خطبہ میں امیر المؤمنین کو ٹوک کہتا ہے ہم آپ

کی بات نہیں سنیں گے اور نہ ہی اطاعت کریں گے کیونکہ مالِ غنیمت میں جو کچھ اسب مسلمانوں کو ملا ہے وہ تھوڑا تھا اس سے آپ کا کڑتہ نہیں بن سکتا تھا۔ مگر آپ نے اسی کا کڑتہ پہن رکھا ہے اس کا مطلب ہے کہ آپ نے دوسرے مسلمانوں سے زیادہ حصہ لیا ہے اور جب تک اُن کے فرزند یہ نہیں کہتے کہ اُنہوں نے اپنے حصے کا کچھ اباپ کو دے دیا تھا اُس وقت تک امیر المؤمنین کی بات سننے پر کوئی آمادہ نہیں یہی آزادی رائے تھی جس کی وجہ سے ایک بڑھیا امیر المؤمنین کا دامن تھام لیتی تھی اور اپنے حق کا مطالبہ کرتی تھی۔

علمبردار مساوات کی حیثیت سے | آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر عرب میں انسان اور انسان کے درمیان بہت سی دیواریں حائل تھیں۔ سب سے بڑی رکاوٹ تو نسلی تباہی تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی ضرب اسی بُت پر لگائی اور اہل عرب تلملا اُٹھے۔ ابو جہل نے کعبہ کا غلاف تھام کر نوحہ کیا تھا۔

سینہ ما از محمد داغ داغ از دم او کعبہ را گل شد چراغ  
مذہب او قاطع نسل و نسب از قریش و منکر از فضل عرب  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ تمام انسان خدا کی مخلوق ہیں اور خدا کی نظر میں یکساں ہیں کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی برتری حاصل نہیں خدا کی نظر میں برتری صرف اُس کو حاصل ہے جو تقویٰ میں زیادہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قانون کی نگاہ میں سب انسانوں کو یکساں حقوق کا مستحق ٹھہرایا اور عملاً ایسا کر کے بھی دکھایا۔

حکمران کی حیثیت سے | آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر حکمرانوں کو آسمانی مخلوق سمجھا جاتا تھا۔

ڈیوائن رائیٹ (خدائی حقوق) کا انہیں حامل خیال کیا جاتا تھا اور اپنے آپ کو فی الواقع ان حقوق کا حامل ثابت کرنے کے لئے بادشاہ اپنے عظیم الشان قصر لوگوں

کی ہڈیوں سے تعمیر کرتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمرانوں کو نہ صرف تخت سلطنت سے اتارا بلکہ انہیں یہ تعلیم دی کہ حکمران کی حیثیت سے ان پر دوسری ذمہ داری آجاتی ہے اور عام آدمیوں میں اپنے آپ کو شمار کرنے کے ساتھ ساتھ عام آدمیوں کی خدمت بھی ان کا فریضہ ٹھہرتی ہے یہی وہ نظریہ حکمرانی تھا جس نے حکمرانوں میں یہ احساس پیدا کر دیا تھا کہ وہ راتوں رات بھاگے بھاگے پھرتے تھے کہ دیکھیں ان کی رعیت میں کوئی انسان کسی تکلیف کا شکار تو نہیں۔

قرآن حکیم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جن ذمہ داریوں کی طرف معلم کی حیثیت سے اشارہ کیا گیا ہے ان میں ایک یہ ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ (الجمعة - ۲)

ترجمہ: ”وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔“

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کو درسگاہ تعلیم بنا دیا تھا۔ آپ نے مسلمانوں کو علم کی طرف متوجہ کرنے اور ان پر علم کی اہمیت آشکارا کرنے کے لئے فرمایا۔ ”مہد سے لحد تک علم حاصل کرو۔“ اور ”علم حاصل کرو چاہے تمہیں زمین کے دور دراز گوشے چین تک ہی کیوں نہ جانا پڑے۔“ بلکہ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول علم کو مومنوں کے لئے فریضہ کا درجہ دے دیا۔

”طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے۔“

حصول علم کی اسی تاکید کا اثر تھا کہ چند ہی دنوں میں مسلمان نہ صرف خود علم سیکھ گئے بلکہ علم کی دنیا میں حیرت انگیز انکشافات و حقائق سامنے لائے اور دنیا بھر کے معلم بن گئے ایک معلم کی حیثیت سے آپ دنیا کو سکھائے گئے کہ معلم کا سب سے بڑا

فرض یہ ہے کہ وہ طالب علم میں حصول علم کا شوق پیدا کرے اور اُس کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آئے۔ اندازِ تعلیم و نشانیں ہو اور اپنے آپ کو فریضہِ تعلیم کا مکلف سمجھ کر پورے خلوص، دیانت اور محنت سے تعلیم دے۔

غلامی از منہء وسطیٰ کی مہیب ترین لعنت تھی۔

غلاموں کے مولیٰ کی حیثیت سے غلاموں کے ساتھ پالتو جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا اور ان کی خرید و فروخت کے لئے باقاعدہ منڈیاں لگتی تھیں مگر غلام سازی کی حوصلہ شکنی کی جنگ میں جو لوگ اسیر ہو کر آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر پر زور دیا کہ بہتر ہے انہیں احساناً آزاد کر دیا جائے اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے۔ پہلے سے معاشرہ میں جو غلام چلے آتے تھے انہیں کسی نہ کسی بہانے آزاد کرنے کی ترغیب و تحریریں فرماتے رہے۔ جو بے سہارا غلام مسلمانوں کے پاس تھے انہیں معاشروں میں جذب کر لینے کی روش اپنانے پر زور دیا گیا ان کا مرتبہ بلند کرنے کیلئے یہ احکامات صادر فرمائے کہ گھر میں انہیں اپنے برابر سمجھا جائے اور ان سے وہی سلوک روا رکھا جائے جو اپنی ذات سے اور اپنی آل اولاد سے روا رکھا جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ اہل عرب کی زندگی

ایک منظم اعلیٰ کی حیثیت سے کو نظم و ضبط کا عادی بنایا اور اس سلسلہ میں مختلف محکمے قائم کئے سب سے بڑا محکمہ محاصل کی وصولی کا تھا۔ مالِ غنیمت، عشر، زکوٰۃ اور جزیہ وغیرہ کی وصولی کے لئے باقاعدہ کارندے مقرر کئے۔ اس سلسلہ میں آمد و رفت کے حساب کا باقاعدہ اندراج ہوتا تھا۔ پولیس کا منظم محکمہ تو بنوا میہ کے دور میں قائم ہوا لیکن اس کی ابتداء آپ ہی نے کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس رضی اللہ عنہ بن سعد کو اس کام پر مامور کیا تھا۔ تعلیم و تدریس کا کام اصحابِ صفہ کے ذمہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں سے بھی تعلیم دینے کا کام لیا تھا۔ اسی طرح محکمہ عدل و انصاف بھی قائم کیا اور مرکزی سیکرٹریٹ کے سلسلہ میں بھی ابتدائی انتظامات فرمائے۔



ایک معلم اخلاق کی حیثیت سے | معاشرہ کو متممّن اور مہذب بنانے کے لئے انفرادی اور اجتماعی اخلاق بنیادی پتھر

کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ہی دنیا اکتساب نور کر سکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی صفائی پسند تھے آپ ہمیشہ مسواک کرتے تھے۔ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھوتے تھے۔ ہر کچھ ہونی چیز کھانے کے بعد کلی ضرور کرتے۔ سڑکوں کی صفائی کا بھی خاص طور پر خیال رکھتے تھے اور لوگوں کو اس کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ”جو شخص سڑکوں کی صفائی کا خیال رکھتا ہے خدا اُس پر خوش ہوتا ہے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوراک، لباس اور رہائش میں سادگی پسند فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ میں تحمل کو خاص درجہ حاصل ہے اُس زمانہ میں بھی جب اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وسیع مملکت کی فرمانروائی عطا فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بردباری اور تحمل کا دامن نہیں چھوڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کی بات سُنتے اگر وہ سختی بھی کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یارسول اللہ کہہ کر پکارتے۔ ایک مرتبہ ایک یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بات بات پر کہتا۔ اے محمد بات یوں ہے اے محمد بات یوں ہے۔ صحابہ اس گستاخی پر ناراض ہوئے آخر ایک صحابی سے رہا نہ گیا اُس نے کہا خبردار حضور کو اس انداز سے مخاطب نہ کرو اگر تم رسول اللہ نہیں کہہ سکتے تو ابوالقاسم ہی کہو۔ اُس نے کہا میں تو اسی نام سے پکاروں گا۔ جو باپ دادا نے رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں میرا نام تو محمد ہی رکھا گیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر کام کے لئے نکلتے تو بعض لوگ راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی حاجات بیان کرنے لگتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے صبر و تحمل سے اُن کی بات سُنتے رہتے اور بُرا نہ مناتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کے جذبات کا بہت خیال رکھتے تھے اور کسی طرح بھی کسی کی دل آزاری جائز نہیں سمجھتے تھے

ایک روز ایک یہودی نے آکر کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ پر زیادتی کی ہے اور میرا دل دکھایا ہے میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام آپ سے افضل ہیں مگر انہوں نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام پر افضل بنایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر تصدیق کی تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے درمیان کوئی اور بات چل رہی تھی اُس نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل بنایا ہے میں نے جواب میں وہ فقرہ کہہ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ایسی بات نہ کہو جس سے کسی کا دل دکھتا ہو اور کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غربا کا خاص خیال رکھتے اور ہمیشہ اس کوشش میں رہتے کہ انہیں سوسائٹی میں حقیر نہ سمجھا جائے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اُن کے سر کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہوتے ہیں۔ ان کے جسم مٹی سے اٹے ہوتے ہیں اگر وہ کسی کو ملنے جائیں تو لوگ اپنے در بند کر لیتے ہیں لیکن ایسے لوگ خدا کو اتنے عزیز ہوتے ہیں کہ اگر وہ قسم کھا بیٹھیں تو خدا اُن کی قسم پوری کر کے رہتا ہے۔

ایک غریب عورت مسجد کی صفائی کرتی تھی کچھ روز اُسے نہ دیکھا تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ فوت ہو گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی شاید اس لیے کہ وہ غریب تھی اور تم اسے حقیر سمجھتے تھے یہ بالکل نادرست بات ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے پوچھ کر اُس کی قبر پر گئے اور اُس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور یہ آپ کی خصوصیت ہے۔

لیکن اگر ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں کا احترام کرتے اور اُن کی حاجات پوری کرتے تو دوسری طرف انہیں عزتِ نفس کا سبق بھی دیتے اور برابر اس کوشش میں رہتے کہ وہ اپنی کوشش سے روزی کمائیں اور معاشرہ میں بلند مقام حاصل کریں ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے کہ ہر وہ دعوت جس میں مفلسوں کو نہ بلایا جائے بدترین دعوت ہے تو دوسری طرف یہ بھی فرماتے کہ مسکین وہ ہے کہ خواہ وہ کتنی ہی تکلیفوں

سے گزرے سوال کے لئے ہاتھ نہ پھیلائے۔

غلاموں اور غریبوں کے ساتھ ہی عورت اُس معاشرہ میں بہت مظلوم تھی اُسے گناہِ آدم کا ذمہ دار گردان کر بہت ہی حقیر سمجھا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باطل نظریہ کو بھی ختم کیا اور معاشرہ میں عورت کو صحیح مقام پر لاکھڑا کرنے میں بڑی جدوجہد کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ عورتوں سے حُسنِ سلوک کی تلقین کی۔ عرب ذرا سی غلطی پر عورتوں کو خوب پیٹا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو سختی سے روک دیا۔ معاویہ بن حیدر قریشی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ بیوی کا ہم پر کیا حق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تمہیں جو کھانے کو دے وہی انہیں بھی کھلاؤ جو پہننے کے لئے دے وہی انہیں پہناؤ اور خبردار عورت کو ٹھپڑ نہ مارو گالی نہ دو اور نہ اُسے گھر سے نکالو۔ قبل از بعثت نبوی عورتوں کو اس قدر حقیر سمجھا جاتا تھا کہ لڑکی کے پیدا ہونے پر قرآن کے الفاظ میں چہروں پر کلوس پھر جاتی تھی اور وہ سوچنے لگتے تھے کہ ذلت کے اس بوجھ کو اٹھائے اٹھائے پھریں یا اسے مٹی میں گاڑ دیں اور وہ ایسا ہی کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچیوں پر اس ظلم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا اور بچیوں کی ولادت کو لعنت کا طوق نہیں بلکہ رحمت کی بشارت قرار دیا اور فرمایا جس نے اپنی دو بیٹیوں کو صحیح طریقہ سے پال پوس کر جوان کیا اس نے جنت میں اپنا گھر بنا لیا۔ عورت کی تحقیر اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُس معاشرہ میں والد کا پورا احترام تھا مگر والدہ کو مارنا پیٹنا عام رواج تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے برعکس باپ سے زیادہ ماں کے احترام پر زور دیا اور فرمایا۔ ”جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے“

گھر سے نکل کر معاشرہ میں آئیے تو بھی اس عظیم معلمِ اخلاق کی ہدایات ہماری رہنمائی کریں گی۔ ہمسایوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ”جبریل نے مجھے اتنی مرتبہ ہمسایوں سے نیک سلوک کا حکم پہنچایا کہ میں نے سمجھا شاید انہیں وراثت میں حقدار ٹھہرا دیا جائے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ

فرمایا۔ ”خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ کون؟ یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس کا ہمسایہ اُس کے ضرر اور بدسلوکی سے محفوظ نہیں۔“ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ”وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جس کا پڑوسی رات کو بھوکا سویا۔“ ہمسایوں کے ساتھ ساتھ آپ نے رشتہ داروں سے حسن سلوک پر بڑا زور دیا۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ ”یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں اُن سے نیکی کرتا ہوں وہ بدی کرتے ہیں میں اُن پر احسان کرتا ہوں وہ ظلم کرتے ہیں میں محبت سے پیش آتا ہوں تو جواب ترشرونی میں ملتا ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”اگر یہ بات ہے تو تم خوش بخت ہو کیونکہ خدا کی مدد ہمیشہ تمہیں حاصل رہے گی۔“ حسن اخلاق کے سلسلہ میں ایک اور بڑی بات دوسروں کے عیب چھپانا ہے۔ آپ کی نظر میں اگر کسی کا عیب آجاتا۔ تو انہیں فرماتے۔ اگر کوئی دوسرا عیب ظاہر کرنے لگتا تو منع فرماتے اور کہتے جو بندہ کسی دوسرے کا گناہ دنیا میں چھپائے گا خدا قیامت کے روز اُس کے گناہ پر پردہ ڈال دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دوسروں کے نقائص کے سلسلہ میں چشم پوشی سے کام لیتے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر پر بھی بڑا زور دیا کہ دوسروں کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جائے مگر یہ ضروری ہے کہ یہ تعاون نیکی پر ہو بدی پر نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی معاشرہ اُس انسانِ کامل کے یہ اخلاق حسنہ اپنالے تو فساد اور بگاڑ نام کو بھی نہیں رہے گا۔

معراجِ عظمت کی حیثیت سے | آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات فی الواقع عظمتوں کی معراج ہے اور سب سے بڑی عظمت یہ

ہے کہ اتنے مقاماتِ بلند سے سرفراز ہو کر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں عاجزی و فروتنی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی بہت بڑی سلطنت کے حکمران تھے تو بھی مسجدِ نبوی کے فرش پر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ ایک روز صحابہ نے محسوس کیا کہ باہر سے وفود آتے ہیں انہیں شناخت میں دقت ہوتی ہے اس لئے انہوں

نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مٹی کا چبوترہ بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر دیکھا تو پیشانی پر ناگواری کے تاثرات اُبھر آئے۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے وضاحت کی تو پاؤں کی ٹھوکروں سے اسے گراتے ہوئے فرمایا۔ ”لگے ہو تم بھی وہی امتیازات پیدا کرنے جنہیں مٹانے کے لئے میں آیا ہوں۔ تم نے مٹی کا چبوترہ بنایا آنے والے اسے تخت سلطنت میں بدل دیں گے۔“

ایک مرتبہ کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آقا اور مولا کہہ کر مخاطب کیا تو فرمایا۔ ”مجھے میرے سامنے یوں نہ کہا کرو۔“

چہ عظمت داوہ یارب بخلق آل عظیم الشان

کہ انی عبدہ گوید بجائے قول سبحانی

دنیاوی مال و دولت سے بے نیازی اور توجہ الی اللہ کا یہ عالم تھا کہ امیری میں فقیری کی شان جلوہ گر تھی اور ایسی چٹائی پر سوتے تھے کہ جسم اطہر پر نشان پڑ جاتے تھے۔

بوریا ممنون خواب را حش

تخت کسری زیر پائے امتش

اکثر اوقات کھجور اور پانی پر گزارا ہوتا تھا یا فاقوں کی حالت رہتی۔ گندم کی روٹی بمشکل ہی زندگی میں چند مرتبہ کھائی اور یہ اس وقت ہو رہا تھا جب غنیمت میں ڈھیروں مال اور سیروں سونا آتا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ مسلمانوں میں تقسیم کر کے اٹھتے اور دامن جھاڑ کر فرماتے۔ ”اے خدا تو گواہ رہ کہ تیرا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے گھر میں سونا لے کر نہیں جا رہا۔“ وصال سے پیشتر گھر میں تین درہم موجود تھے منگوا کر انہیں بھی صدقہ کر دیا اور فرمایا۔ ”میں اپنے خدا سے اس حال میں نہیں ملنا چاہتا کہ اُس کے گھر میں دولت دینا موجود ہو۔“

رحمت عالم کی حیثیت سے | بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد ہر حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات رحمت عالم

اور خیر مجسم رہی۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک عورت کے سر پر بوجھ تھا وہ بمشکل قدم اٹھا رہی تھی اور لوگ اُس کا تمسخر اڑا رہے تھے۔ آپ فوراً آگے بڑھے اور اس کا بوجھ اٹھا کر منزل پر پہنچا دیا۔ ایک دن ایک گلی میں ایک اندھی عورت کو ٹھوکر کھا کر گرتے اور لوگوں کو اس پر ہنستے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اٹھا کر گھر پہنچا دیا اور پھر روزانہ اس کے لئے کھانا لے جایا کرتے تھے اسی طرح ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک غلام اٹا پیس رہا ہے اور کراہ رہا ہے معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے اور اس کا ظالم آقا اُسے چھٹی نہیں دیتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے آرام سے لٹا دیا اور سارا اٹا خود پیس دیا پھر فرمایا جب تمہیں اٹا پینا ہو تو مجھے بلالیا کرو۔ ایک مرتبہ ایک بدویا اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو اس زور سے کھینچا کہ چادر کا کنارہ گردن مبارک میں کھب گیا۔ پھر کہا۔ ”اے محمد میرے دونوں اونٹ پر لادنے کے لئے مجھے سامان دو کیونکہ جو مال تیرے پاس ہے۔ وہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے۔“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔“ مگر تم نے جو سلوک میرے ساتھ کیا۔ کیا تم اس پر ڈرتے نہیں؟“ اُس نے کہا۔ ”نہیں کیونکہ مجھے علم ہے کہ آپ بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتسم فرمایا اور اُس کے ایک اونٹ پر جو اور ایک پر کھجوریں لاد دیں۔

سالہ نبوی میں تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے اہل طائف نے اس قدر پتھر برسائے کہ لہو بہ بہ کر آپ کے جوتوں میں جم گیا اور پیر چپک گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخموں سے نڈھال طائف سے نکلے تو قرن الثعالب کے مقام پر پہاڑوں کا فرشتہ (ملک الجبال) حاضر ہوا۔ اور کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تو ان لوگوں پر جبل قبیل اور جبل قبیقان کو الٹ دوں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”نہیں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ ان لوگوں کی نسل سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا۔ جو خدا کی عبادت کریں گے۔“

کفار مکہ ۱۳ سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ساتھیوں کو تانتے رہے۔ کونسا ظلم تھا جو ان لوگوں نے نہیں توڑا۔ مسلمان مدینہ کو ہجرت کر گئے تو بھی انہیں چین سے نہ رہنے دیا۔ مکہ فتح ہوا تو یہ لوگ لرز رہے تھے کیونکہ انہیں اُن کے مظالم یاد آ رہے تھے مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت بھری نظر ڈالی اور فرمایا۔ ”جاؤ آج تم پر کچھ ڈانٹ پھٹکار نہیں تم سب آزاد ہو۔“ ایک مرتبہ ایک کافر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مہمان ہوا۔ رات کو اس کے پیٹ میں کچھ گڑ بڑ ہوئی اور اُس کا پاخانہ نکل گیا۔ وہ شرمندگی سے صبح سویرے ہی نکل گیا۔ راستے میں اُسے یاد آیا کہ وہ تلوار بھول آیا ہے تلوار لینے کے لئے آیا تو دیکھا کہ سرورِ کائنات خود بستر دھو رہے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام ہم کیسے دیتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نہیں وہ میرا مہمان تھا اور مجھے ہی یہ کام کرنا چاہیے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اُس شخص پر پڑی تو فرمایا۔ ”تم اپنی تلوار یہاں بھول گئے تھے اسے لے جاؤ۔“ اُس نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ دیکھے تو گرویدہ ہو گیا اور اُسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

صرف انسانوں سے ہی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا سایہ جانوروں پر بھی محیط تھا۔ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک اونٹ پر نظر پڑی جو بھوک سے لاغر ہو گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیتاب ہو کر فرمایا۔ ”ان بے زبانوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔“

ایک دفعہ دورانِ سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں قیام فرمایا۔ وہاں ایک پرندے نے انڈا دیا تھا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اُسے اٹھا لیا اور پرندہ بے قرار ہو کر سر پر منڈلانے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کس شخص نے اس کا انڈا اٹھا کر اسے تکلیف دی۔ صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انڈا واپس رکھوا دیا۔ اسی طرح ایک دفعہ کوئی صحابی کسی پرندے کے بچے اٹھا لیا وہ خوف سے چیخ رہے تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ فوراً انہیں وہیں رکھ آؤ۔

ایک مبلغ کی حیثیت سے | وعظ و ارشاد کا اپنا مخصوص انداز ہوتا ہے ایک ہی بات ہوتی ہے مگر اسے ادا کرنے والوں کی

زبان کی تاثیر مختلف ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خدا کا ارشاد تھا۔

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ  
وَجَادِ لَهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ط (النحل - ۱۲۵)

ترجمہ: اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی تعمیل میں جو انداز اپنایا وہ ایک مبلغ کے لئے مشور کا درجہ رکھتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دن رات تبلیغ کے سلسلہ میں مختلف لوگوں سے کلام کرنا پڑتا تھا۔ ان ساتھیوں سے جو مزید رہنمائی کے منظر ہوتے۔ ان جنابیوں سے جو ابتدائی اصولوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے۔ مزاحمت اور مناظرہ کی راہ اپنانے والے کفار سے، اہل کتاب یہودیوں اور نصرانیوں سے، الزامات و اتہامات لگانے والے دشمنوں سے، ان پڑھ بدوؤں سے، پڑھے لکھے شہریوں سے، دکانداروں سے، غلاموں سے، قبائل کے سرداروں سے، شاعروں اور خطیبوں سے، غرضیکہ ہر رنگ کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب رہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے موقع محل کے مطابق گفتگو کرنا ہوتی۔ اس طرح اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم طوالت کلام سے کام لیتے تو اتنا وقت نہ نکل سکتا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلٌّ“ ترجمہ: ”بہتر کلام وہ ہے جو قلیل مگر مطلب کو واضح کرنے والا ہو“ کا طریقہ اپنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات سمجھانے کے لئے بلاغت سے کام لیا پھر بحث میں الجھنے سے اپنے آپ کو بچایا۔ طبیعت میں بردباری اور حلم پیدا کیا کہ اگر ناراض ہونے لگتے تو لوگ منتشر ہو جاتے اور تبلیغ کے راستے میں رکاوٹ آجاتی اور گھبرا جاتے تو لوگ مزید پریشان کرتے۔ ہر شخص سے اُس کی ذہنی صلاحیت، ذاتی حیثیت اور معاشرتی سطح کے مطابق بات کرتے اور تیز گفتگو کرتے تو لوگوں کے لئے



بات سمجھنا مشکل ہو جانا اور ہدایت کی بنیادیں گہری نہ ہو پائیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہر ٹھہر کر بات کرنے کی عادت اپنائی تاکہ لوگ ایک ایک لفظ سن لیں اور اگر ذہن میں کوئی سوال پیدا ہو یا بات سمجھ میں نہ آئے تو موقع محل کے مطابق پوچھ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ منتخب ہوتے اور جملوں میں نیگنوں کی طرح جڑے ہوئے تھے۔ لہجہ محبت اور شفقت سے لبریز اور دھیما ہوتا اور ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ تکلم کی حلاوت، چاشنی اور حسن محسوس کرتا۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے فصیح اللسان قبیلہ سعد میں پرورش پائی تھی اس لئے بیان، فصاحت و بلاغت اور ادبی اوصاف سے معمور ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا کلام ہی اقوالِ زریں کا بہترین نمونہ تھا۔ اس لئے ہر شخص انہیں فوراً یاد کر لیتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملے شعراء کے خوبصورت اشعار کی طرح ادب کا حصہ بن جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کو اس تناظر میں دیکھا جائے تو وہ ادبی شاہکار نظر آتے ہیں۔ غرضیکہ کسی خطیب، کسی مبلغ اور کسی مقرر و متکلم کو اگر تقریر کا انداز سیکھنا ہو تو وہ بھی اسی ذات سے اکتاب فیض کر سکتا ہے۔

ایک سربراہ بیت کی حیثیت سے | عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ باہر سے ایک سیاسی لیڈر کی حیثیت سے چہرے پر مصنوعی نول چڑھائے رکھتے ہیں وہ اپنی خانگی زندگی میں بھی لئے دیتے رہتے ہیں۔ بیویوں کو صحیح محبت اور بچوں کو صحیح شفقت نہیں دے سکتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی بھی بڑی شفاف اور مصفا تھی۔ ازواجِ مطہرات کے دکھ درد میں شریک رہتے۔ گھرلو کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ ان کے آرام کا پورا خیال رکھتے۔ اسی طرح بچوں پر پوری شفقت فرماتے۔ گھرلو امور میں اپنی بیویوں اور بچوں سے مشورہ لیتے اور ان کی آراء کو پوری پوری اہمیت دیتے۔ باہر کی دنیا میں لاکھوں الجھنیں ہوتیں مگر کبھی گھرلو فضا کو مکدر نہ ہونے دیتے اور بے تکلفانہ ماحول برقرار رکھتے۔ ایک دفعہ حضرت یسنا حسین رضی اللہ عنہ نے اُونٹ کی سواری کی خواہش ظاہر کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”لو میں تمہارا اُونٹ ہوں۔“ اور انہیں کندھوں پر اٹھایا اور حجرے کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک گئے۔ اس دوران میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ”اُونٹ کی مہار ہوتی ہے مگر میرا اُونٹ تو بے مہار ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گیسوئے مطہر اُن کے ہاتھ میں دے دیئے اور فرمایا۔ ”لو یہ ہے مہار۔“ اسی حالت میں جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ”بھئی تمہیں سواری تو خوب مل گئی۔“ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”اور دیکھو سوار بھی تو خوب ہے۔“

امام اقتصادیات کی حیثیت سے | مادی زندگی میں معیشت و اقتصاد کے مسائل نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔ -

انسانوں نے مختلف ادوار میں اپنی اپنی فہم و فراست کے مطابق مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی مگر وہ اور الجھ گئے۔ محکوموں نے خواب سے بیدار ہونے کی کوشش کی تو پھر انہیں حکمرانوں کی ساعری نے سُلا دیا اور غلام داری کی بجائے جاگیر داری کا دور آیا پھر صنعت کاری یا سرمایہ داری کا عہد اپنی شوکت کے ڈنکے بجاتا آیا اور یہ بلند بانگ دعوے کئے گئے کہ معاشی و اقتصادی مسائل حل ہو جائیں گے مگر وہاں بھی مسائل سلجھنے کی بجائے الجھتے گئے اور پھر اشراکیت اپنی صنایعوں کے خول میں ریزہ کاری کرتی ہوئی طلوع ہوئی مگر تاریخ شاہد ہے کہ اب تک انسانیت ظلم کی قہرمانی چکی ہیں پس رہی ہے اور ایک دفعہ پھر رہنمائی کے لئے ادھر ادھر دیکھ رہی ہے لیکن سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ ان کا اور ان جیسے اور مسائل کا حل عقل کی روشنی میں سوچنا ممکن ہی نہیں۔ مسائل حیات کا حل تو صرف خالق کائنات کے پاس ہی ہو سکتا ہے اور اس نے صدیوں پیشتر ریگ زار عرب کے ایک اُمی کی زبان صداقت ترجمان سے یہ مسائل حل کر دیئے تھے۔ حضور ختمی المرتبت اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بھی ایک بینار نور کی حیثیت سے ہماری رہنمائی کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک طرف تو لوگوں کی نگاہیں دولت دنیا سے ہٹا کر دولتِ اخروی پر لگا دیں اور دنیا والوں کو

بتا دیا کہ اصل کامرانی آخرت کی کامرانی ہے اس لئے دولت دنیا سے محبت محض خسران و نامرادی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ دولت مندوں کے پاس جو مال ہے یہ سب اللہ کا ہے وہ خود بھی اللہ کے بندے ہیں اس طرح ان کی حیثیت یہ ہے کہ وہ امین کے طور پر اس مال کو اپنے پاس رکھیں اور اسلامی حکومت کو جتنے مال کی ضرورت ہو خزانوں کے دروازے کھول دیں اس کی بہترین مثال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی ہے۔ اسلامی حکومت کو جب بھی ضرورت ہوئی انہوں نے اپنا مال حاضر کر دیا۔ ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ماحول پیدا کیا کہ غریب محض سواہلی بن کر اپنی صلاحیتوں کو ضائع نہ کر بیٹھیں بلکہ اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر محنت کے ذریعے اپنا رزق پیدا کریں پھر دولت مندوں پر پابندی عائد کر دی گئی کہ وہ اپنی دولت تعیشتات پر خرچ نہیں کر سکتے بلکہ اسے زکوٰۃ و صدقات کے ذریعے عوام کو لوٹاتے رہیں تاکہ زر گردش میں رہے اور ”دولت صرف چند دولت مندوں ہی کے مراکز میں گردش نہ کرتی رہے۔“ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ چند ہی سالوں میں اسلام کی برکات سے پوری سلطنت اسلامیہ میں کوئی بھوکا نہ رہا۔ لوگ اپنی زکوٰۃ لئے لئے پھرتے اور لینے والا کوئی نہ تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دولت کی ریل پیل دیکھ کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مضطرب ہوئے اور فتویٰ دیا کہ ”دولت جمع کرنا حرام ہے۔“

”تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ آواز پسند عام نہ ہو سکی اور نہ عوام میں کوئی فتنہ پیدا کر سکی کیونکہ زکوٰۃ کا قانون پورے نظام کے ساتھ جاری تھا۔“  
اس آواز کے بے اثر ہونے کا بنیادی سبب یہ تھا کہ  
”لوگ آسودہ حال تھے اول تو کوئی بھوکا پیا سانا نہ تھا اور جو تھے تو عہد عثمانی میں ان کا کھانا بیت المال سے مقرر تھا۔“

۱۔ منہ امام احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۶۱ ۲۔ سیرت النبی از علامہ سید سلیمان ندوی جلد ۵ صفحہ ۱۹۵ ۳۔ طبری جلد ۲ صفحہ ۳۸۰ بحوالہ خلفائے راشدین از شاہ معین الدین ندوی صفحہ ۲۳۴

یہ اسلامی اقتصادیات ہی کی برکت تھی کہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کبھی کبھی چھ روز بھوکے رہتے تھے آج کٹان کے کپڑے سے ناک صاف کرتے تھے۔ بحرن کے گورنر تھے اور دس ہزار نقد کے مالک تھے اس طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

”ایک زمانہ وہ تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا اور آج میرا یہ حال ہے کہ چالیس ہزار درہم سالانہ میری زکوٰۃ کی رقم ہوتی ہے۔“

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور کی حالت مہاجرین زید کی زبانی مینے! ”ہم لوگ صدقہ تقسیم کرتے تھے ایک سال کے بعد دوسرے سال وہ لوگ جو پہلے صدقہ لیتے تھے خود دوسروں کو صدقہ دینے لگتے تھے۔“

اشتراکیت ذاتی جائیداد کی بالکل نفی کر دیتی ہے۔ سرمایہ داری ملکیت پر کوئی تحدید عائد نہیں کرتی ایک طرف افراط ہے دوسری طرف تفریط، ان میں اعتدال کی راہ وہی ہے جو انسان کامل نے پیش کی تھی اور جس کی برکات سے دنیا ایک دفعہ پہلے بھی سرفراز ہو چکی ہے۔

ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اگر صحیح رہنمائی مطلوب ہے اور صرف ٹھوکریں کھانا مقصود نہیں تو اسی پینار نور کی طرف لوٹنا ہو گا جو سلسلہ تخلیق و ارتقار کی آخری کڑی ہے۔

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست رحمۃ للعالمین انتہاست

انسان کامل بحیثیت خاتم الانبیاء | یہ انسان کامل خاتم الانبیاء کی حیثیت سے آیا اور اس نے آئندہ نبوت

۱۔ منہ امام احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۵۹ بحوالہ خلفائے راشدین از شاہ معین الدین ندوی صفحہ ۲۳۲

۲۔ ابن سعد جلد ۵ بحوالہ تابعین صفحہ ۳۲۲

پر مہر لگا دی۔ عقل انسانی تقاضا کرتی ہے کہ خاتم الانبیاء اور انسانِ کامل وہی ہو سکتا ہے جو ان شرائط پر پورا اترے۔

۱۔ اُس کی نبوت عالمگیر ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ تمام انبیاء میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات تھی جو پوری انسانیت کی طرف مبعوث ہوئی اور جس نے یہ اعلان کیا:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔

(الاعراف - ۱۵۸)

ترجمہ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقصد کو یوں بھی بیان فرمایا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (بنا-۲۸)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔

۲۔ اُس کی تعلیمات ایسی جامع ہوں کہ ہر زمانہ میں رہنمائی کر سکیں۔

یہ شرط بھی اسی انسانِ کامل کی ذات میں سمپن پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے کیونکہ اس کے پاس وہ عالمگیر کتاب ہے جو ہر زمانے میں انسان کی رہنمائی کے فرائض سرانجام دے سکتی ہے۔

اقبال نے سچ کہا تھا۔

فاش گویم آنچه در دل مضمراست      این کتابے نیست چیزے دیگر است

صد جہان تازہ در آیات اوست      عصر ہا پیچیدہ در آفات اوست

۳۔ اس کی تعلیمات تا ابد محفوظ رہنے والی ہوں۔

یہ شرط بھی ہمیں یہیں پوری ہوتی نظر آتی ہے کیونکہ اس وقت صرف قرآن ہی ایسی آسمانی کتاب ہے جس کا محافظ خود خدا ہے!

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ  
لَحٰفِظُونَ ۝ (الحجر - ۱۹)

ترجمہ: بے شک ہم نے اُنارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

۴ - اُس کے پیچھے ایسی جماعت ہو جو اُس کی تحریک کو برابر آگے بڑھاتی رہے۔ یہ بات بھی ہمیں اسلام میں ہی ملتی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کی مقدس جماعت اس مشن کو برابر آگے بڑھاتی رہی۔

۵ - یہ جماعت قیام قیامت تک موجود رہے تاکہ ہر دور کے انسان تک اللہ کا پیغام پہنچایا جاسکے۔

یہ شرط بھی ہمیں ختمی المرتبت کی ہی اُمت میں پوری ہوتی نظر آتی ہے کیونکہ اس میں ہمیشہ اہل اللہ اور اولیاء اللہ کا ایسا گروہ موجود رہا ہے جو ن من دھن کو اسی مشن کی ترقی کے لئے وقف کئے رکھتا ہے۔

۶ - وہ خود بھی اعلان کرے کہ وہ آخری نبی ہے اور اللہ کی طرف سے بھی اُس کے اعلان کی تصدیق و تائید مل سکے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ تمام انبیاء کسی آنے والے کی خبر دیتے رہے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو اللہ نے اس سلسلہ پر خاتمیت کی مہر لگاتے ہوئے کہہ دیا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ  
وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط (الاحزاب - ۴۰)

ترجمہ: محمد باپ نہیں کسی کے تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہیں اللہ کے اور مہر سب نبیوں پر۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی بار بار اعلان فرمایا: ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“

ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ان تصریحات سے واضح ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی خاتم الانبیاء ہے اور یہی وہ انسان کامل ہے جو مقصود سلسلہ ترسیل رسل اور منزل تخلیق و ارتقاء تھا ہے عالم ترے وجود سے تکمیل پا گیا آئندہ ارتقاء کی ضرورت ہی نہیں

باب سوم

و صلے اللہ علیہ وسلم  
جمال مصطفیٰ

قرآن کے آیتنے میں ،





تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اس خاکدانِ عالم پر ایک لاکھ سے زیادہ انبیاء علیہم السلام تشریف لائے لیکن ان نفوسِ قدسیہ کے مکمل حالات، صحیح خدو خال نہ تو صفحاتِ تاریخ پر ثبت ہیں نہ ذہنِ انسانی یا حافظہ میں محفوظ ہیں یہ انفرادیت صرف اس کامل و اکمل ذات - سید المرسلین، رحمتہ للعالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ، صورتِ سیرت، طریقی عبادت، رہن سہن یا اختصار کے ساتھ یوں کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ہر گوشہ صفحاتِ تاریخ پر ہی نہیں بلکہ انسانی حافظہ میں بھی محفوظ ہے۔

موجودہ ساتنسی دور میں بھی یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ کائنات اپنی تمام رفعتوں، وسعتوں اور پہنائیوں کے باوجود محدود ہے لیکن حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، کمالات اور محاسن لامحدود ہیں۔ زبان و قلم ان کو کما حقہ، پیش کرنے سے قاصر اور حقیقی خدو خال پیش کرنے سے عاجز ہیں لیکن عاشقانِ جمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سراپا کا نقشہ الفاظ میں پیش کر کے اپنے قلوب کی نورانیت میں اضافہ کرتے ہیں اور دنیا کو یہ بتاتے ہیں کہ اس دنیائے چون و چند میں یہ شرف و عزت صرف حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کو حاصل ہے کہ انہوں نے اپنی اہلیت کے مطابق اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و صورت کو صفحاتِ تاریخ پر بلکہ عاشقانِ صادق کے قلوب پر مرسم کر دیا ہے۔

اگر ان کتابوں کا وہ تمام ذخیرہ دنیا سے معدوم ہو جائے اور دنیا میں صرف قرآن کریم ہی باقی رہ جائے تو تب بھی ہم اس میں صاحبِ قرآن کی شخصیت کو ایسی

صحیح اور صاف روشنی میں دیکھ سکتے ہیں کہ کسی شک و اشتباہ کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا کیونکہ قرآن حکیم نے جس مسئلے کو انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے آئیے ہم دیکھیں کہ قرآن اپنے لانے والے کو کس رنگ میں پیش کرتا ہے۔

دُنْيَا كِي حَالَت قَبْلَ اَزْ اِسْلَامٍ | ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ  
الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي

النَّاسِ (الرُّوم - ۴۱)

ترجمہ: خرابی، خشکی اور تری میں ان بُرائیوں سے ظاہر ہوئی جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں۔

سلسلہ نسب و پیدائش | رَبَّنَا اِنِّي اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ  
غَيْرِ ذِي زُرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ

الْمُحَرَّمِ (ابراہیم - ۳۷)

ترجمہ: اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس۔

حضور کے ظہور کی بشارتیں | الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ  
الْاَوْحَى الَّذِي يَجِدُ وَنَاهُ مَكْتُوبًا

عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْاِنْجِيلِ (الاعراف - ۱۵۷)

ترجمہ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول اُمّی، غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔

حضور کی ولادت باسعادت | رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ  
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

(البقرة - ۱۲۹)

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستر فرما دے بے شک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

حضور کے والد ماجد کا انتقال | **اَلَمْ يَجْعَلْ يَتِيْمًا فَاُوِيْهِ**  
(الضحیٰ - ۶)

ترجمہ: کیا اُس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔

شق صدق | **اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۗ** (الانشراح - ۱)  
ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

حضور کے حالات قبل از بعثت | **فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا**  
**مِّنْ قَبْلِهِۦٓ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ**

(رؤنس - ۱۶)

ترجمہ: تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

وحی کی ابتداء | **اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۙ**  
**خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۗ اقْرَأْ**  
**وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۗ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۗ عَلَّمَ**  
**الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝** (العلق - ۱-۲-۳-۴-۵)

ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھا یا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

حضور کا نظروں | **هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗٓ بِالْهُدٰى وَ دِيْنٍ**  
**الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلٰى الدِّيْنِ كَلِمَهٗ (الفتح - ۲۸)**

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

دعوتِ اسلام | اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ  
الْحَسَنَةِ وَجَادِ لَهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (النحل - ۱۲۵)

ترجمہ: اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے  
اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

پہلے ایمان لانے والے | وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۗ أُولَٰئِكَ  
الْمُقَرَّبُونَ ۗ (الواقعه - ۱۰-۱۱)

ترجمہ: اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت لے ہی گئے وہی مقرب  
بارگاہ ہیں۔

کفار کی ایذا رسانی | أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ  
يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۗ

(العنکبوت - ۲)

ترجمہ: کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں کہ کہیں ہم  
ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

ہجرتِ حبشہ | وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا  
ظَلَمُوا النَّبِيَّ تَتَّبِعُهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ

وَ لَوْ جَرُّ الْأَخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۗ

(النحل - ۴۱)

ترجمہ: اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور  
ہم انہیں دُنیا میں اچھی جگہ دیں گے اور بے شک آخرت کا ثواب بہت  
بڑا ہے کسی طرح لوگ جانتے۔

مکہ کے آخری ایام | وَإِنْ كَادُ الْيَسْتَفِزُّونَكَ مِنْ  
الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَ

إِذَا لَا يَلْبَتُونَ خَلْفَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۗ (بنی اسرائیل - ۷۶)

ترجمہ: اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین سے ڈکا دیں کہ تمہیں اس سے باہر کریں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنْ  
مَّرَجٍ | الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلٰی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا  
الَّذِیْ بَرَكْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیْہِہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ  
هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (بنی اسرائیل - ۱)

ترجمہ: پاکی سے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ جس کے گرد اگر وہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سنا دیکھتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ  
فَرِیْضَتٍ مَّسٰوٰۃٍ | کِتٰبًا مَّقْشُوْرًا (النساء - ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

وَ کَذٰلِکَ اَوْحٰیْنَا اِلَیْکَ  
قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی  
وَ مَنْ حَوْلَہَا وَ تُنْذِرَ یَوْمَ الْجُمُعِ لَا رَیْبَ فِیْہِ (الشوریٰ - ۷)  
ترجمہ: اور یوں ہی ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا کہ تم ڈراؤ اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کچھ شک نہیں۔

ہجرتِ مدینہ - قریش کا مشورہ | وَ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ  
کَفَرُوْا لِیَتَّبِعُوْکَ اَوْ

یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ (الانفال - ۳۰)

ترجمہ: اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر دیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں۔

غَارِ ثَوْرٍ | اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَتَدْنٰوْہُ اللّٰہُ اِذَا حُرِّجَہٗ

الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ج (التوبة - ۴۰)  
 ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جاتا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا۔ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْتُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر - ۹)

ترجمہ: اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو اُن کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیتے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔

قَبَائِلٍ مَسْجِدًا أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ (التوبة - ۱۰۸)  
 ترجمہ: بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پر ہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔

فِتْنَةِ يَهُودٍ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ (البقرة - ۶۱)

ترجمہ: اور ان پر مقرر کردی گئی خواری اور ناداری اور خدا کے غضب میں لوٹے۔

**فَرِيضَةٌ مَّجَاهِدًا** | اذِنَ لِلَّذِينَ يُقْتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا  
وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (الحج-۳۹)

ترجمہ: پروانگی عطا ہوئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔

**مَدِينَةَ كَيْبَتِ ابْنِ أَبِي قُحَيْفَةَ** | إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ  
بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (الأنفال-۷۲)

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

**غزوة بدر** | وَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ  
فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (آل عمران-۱۲۳)

ترجمہ: اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سرو سامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گزار نہ ہو۔

**غزوة بنی قینقاع اور غزوة بنی نضیر** | هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ

كَفَرُوا مِن أَهْلِ الْكِتَابِ  
مِن دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا  
أَنَّهُمْ مَا نَعْتُهُمْ حُصُونَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ  
مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا فَأَقْدَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ  
يُخْرَبُونَ بِمَبِئْتِهِمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَ  
فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ (الحشر-۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان کافر کتا بیوں کو اُن کے گھروں سے نکالا۔ ان کے پہلے حشر کے لئے تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ اُن کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے اُن کا گمان بھی نہ تھا اور اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں تو عبرت لو اے نگاہ والو۔

**غزوة اُحُد** وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ  
إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ (آل عمران - ۱۳۹)

ترجمہ: اور نہ سُستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آو گے اگر ایمان رکھتے ہو۔  
**غزوة خندق یا احزاب** (۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ جَاءَتْكُمْ

بُحُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۖ إِذْ جَاءَ وَكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ - (الاحزاب - ۹-۱۰)  
ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ شکر آئے تو ہم نے اُن پر آندھی اور وہ شکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔ جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جبکہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں اور دل گلوں کے پاس آ گئے۔

۲- وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۗ (الاحزاب - ۲۲)  
ترجمہ: اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو



ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور پچ فرمایا اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا۔

**غزوہ بنی قریظہ** | الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ  
عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَسْرَةٍ وَ هُمْ لَا يَتَّقُونَ  
فَأَمَّا تَشَقَّفْتَهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّ ذِيهِمْ مَنْ خَلَفَهُمْ  
لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ (الأنفال - ۵۶ - ۵۷)

ترجمہ: وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں تو اگر تم انہیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسا قتل کرو جس سے ان کے پس ماندوں کو بھگاؤ اس امید پر کہ شاید انہیں عبرت ہو۔

**صلح حدیبیہ** | إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ  
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ  
نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيكَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمًا ۝ وَ  
يَنْصُرُكَ اللَّهُ نَصْرًا عَظِيمًا ۝ (الفتح - ۱ - ۲ - ۳)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشنے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔

**بیعت رضوان** | لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَايَعُوا  
يَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا  
فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَ آثَابَهُمْ فَتَحًا  
قَرِيبًا ۝ وَ مَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَ وَ هَآؤُلَآءِ  
اللَّهُ عَزِيزٌ أَحْكِيمٌ ۝ وَ عَدَاكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً  
تَأْخُذُونَ وَ هَآؤُلَآءِ لَكُمْ هُدًى وَ كَفَّ أَيْدِي

النَّاسِ عَنْكُمْ وَ لِيَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَ  
يَهْدِيكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝ وَ أُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا  
عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا وَ كَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا  
وَ لَوْ قَاتَلَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوْا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا  
يَجِدُونَ وِلِيًّا وَ لَا نَصِيرًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ  
مِنْ قَبْلُ ۝ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا

(الفتح-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳)

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہو ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے  
تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان  
آنا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور  
اللہ عزت و حکمت والا ہے اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں  
کا کہ تم لوگے تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیتے  
اور اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو اور تمہیں یہی راہ دکھا دے اور  
ایک اور جو تمہارے بل کی نہ تھی وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر  
ہے اور اگر کافر تم سے لڑیں تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے پھر کوئی  
جما تھی نہ پائیں گے۔ نہ مددگار۔ اللہ کا دستور ہے کہ پہلے سے چلا آتا ہے اور ہرگز  
تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے۔

(۱) وَ هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ  
عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ  
عَلَيْهِمْ ۝ (الفتح-۲۴)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے  
ہاتھ ان سے روک دیئے وادی مکہ میں۔ بعد اس کے کہ تمہیں ان پر  
قابو دے دیا تھا۔

۲ - إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۖ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ  
فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۗ (النصر-۱-۲)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں  
فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔

غزوة خیبر وَعَدَّكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُوهَا  
فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ  
عَنكُمْ ۚ وَبِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَ يَهْدِيكُمْ  
صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۗ (الفتح-۲۰)

ترجمہ: اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگ تو  
تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیتے اور اس لئے  
کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

غزوة عمرة القضاء يا عمرة الصلح لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ  
الرُّءُ يَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ الْمِنِينَ لَا مُحَلِّقِينَ  
رُءُ وَسَاكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ۗ فَعَلِمَ مَا لَمْ  
تَأْمُرُوا فَبَجَلْ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتَأْقَرُوا بِأُوه (الفتح-۲۷)

ترجمہ: بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بے شک تم ضرور  
مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال  
منڈاتے یا تراشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے  
پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی۔

غزوة حنین لَقَدْ نَصَرَ كُمْ اللَّهُ فِي مَوْأِظِنَ كَثِيرَةٍ  
وَأَيُّومَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ  
فَلَمْ تَغْنَنَّ عَنْكُمْ شَيْئًا وَصَاقَتْ عَلَيْكُمْ الْأَرْضُ

بِمَا رَحِمْتَ ثُمَّ وَ لِيْتُمْ مُّذْبِرِينَ هَ ثُمَّ أَنْزَلَ  
 اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَ  
 أَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ  
 ذَلِكَ جَزَاءُ الْكٰفِرِينَ ه (التوبة - ۲۵ - ۲۶)

ترجمہ: بے شک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم  
 اپنی کثرت پر تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ  
 ہو گئی پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور  
 مسلمانوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور  
 منکروں کی بھی سزا ہے۔

غزوة تبوک یا جیش العسرت | لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ  
 الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ الَّذِينَ

اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَنْفُخُ الْقُلُوبَ  
 فَرِيْقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُفٌ  
 رَّحِيْمٌ ه (التوبة - ۱۱۷)

ترجمہ: بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے  
 اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دیا  
 بعد اس کے کہ قریب تھا ان میں سے کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر ان پر  
 رحمت سے متوجہ ہوا۔ بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔

بادشاہوں کو دعوت اسلام | قُلْ يَا هَلَلْ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى

كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ  
 أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَ لَا يَتَّخِذَ  
 بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ه (آل عمران - ۶۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ

عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اُس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے اللہ کے سوا۔

حجۃ الوداع | عَلَیْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا

(المائدة - ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

وصال النبی ﷺ | وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ

عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ (آل عمران - ۱۴۳)

ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اٹھے پاؤں پھر جاؤ گے۔

حضور کا اُسوۂ حسنہ | لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ

حَسَنَةٌ (الاحزاب - ۲۱)

ترجمہ: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

خوارق عادات | خوارق عادات کی بہت سی اقسام ہیں۔ منجملہ ان کے وہ معجزات ہیں جو کلام سے متعلق ہیں، ایسے معجزات میں قرآن کریم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ ہے جو ہر وقت ہر شخص کی نظروں کے سامنے ہے۔ قولہ تعالیٰ!

۱ - وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ (البقرة - ۲۳)

ترجمہ: اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص بندے) پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تولے آؤ۔

۲- فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا (البقرة - ۲۳)

ترجمہ: پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرماتے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے۔

۳- قُلْ لَنْ اجْتَمَعَتِ الْاَوْسُ وَالْحِمْيَرُ عَلَىٰ اَنْ يَّاتُوا بِمِثْلِ  
هَذَا الْقُرْآنِ لَآيَا تُؤْنِ بِمِثْلِهِ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ  
لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۸۸)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی  
مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے  
کا مددگار ہو۔

اور منجملہ خوارق عادات کے حضور کا عالم علویات (چاند ستاروں) میں تصرف  
کرنے کا ثبوت قرآن مجید میں موجود ہے۔ اہل مکہ نے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم سے درخواست کی کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھلائیں تو ہم آپ پر ایمان لے  
آئیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کے اشارے سے چاند کے  
دو ٹکڑے کر کے انہیں دکھا دیے اور دونوں ٹکڑے اتنے فاصلے پر ہو گئے  
کہ کوہ حرا ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں نظر آتا تھا۔ قال اللہ تعالیٰ:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالشَّقُّ الْقَمَرُ ۝ (القمر - ۱)

ترجمہ: پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔

صلی اللہ علیہ وسلم  
حَضْرًا كَابِسًا لَطَّ عَالَمٍ فِي تَصْرِفِ كَرْنًا | وَ لَكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ (الانفال - ۱۷)

ترجمہ: تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔

۲- وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لَكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج (الانفال - ۱۷)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

اخبار غیب | آئندہ زمانہ کی خبریں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان  
فرمائیں جن کو پیش گوئیاں کہتے ہیں ان کو پورا ہوتے

ہوتے تمام دنیا نے دیکھا ہے ان کا قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر ذکر ہے ذیل میں بطور نمونہ دس پیشین گوئیاں درج کی جاتی ہیں۔

۱- فتح خیبر کے باب میں | وَ أَتَابَهُمْ فَتَحًا قَرِيبًا ۝  
وَمَغَانِمَ كَثِيرًا مِّنْ يَسَارٍ

خُذْ وَنَهَاط (الفتح ۱۸-۱۹)

ترجمہ: اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں۔

۲- عمرہ القضاء کے باب میں | لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ  
إِنْ شَاءَ اللَّهُ (الفتح-۲۷)

ترجمہ: بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے۔

۳- فتح فارس و روم کے باب میں | وَ أُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا  
عَلَيْهَا (الفتح-۲۱)

ترجمہ: اور ایک اور جو تمہارے بل کی نہ تھی۔

ب- سَتُدْعُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولَىٰ بِأْسٍ شَدِيدٍ (الفتح-۱۶)

ترجمہ: عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے۔

۴- غلبہ روم کے باب میں | أَلَمْ نَغْلِبِ الرُّومَ ۝ رَفِئَ أَدْنَىٰ  
الْأَرْضِ وَ هُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلِبِهِمْ

سَيَغْلِبُونَ ۝ رَفِئَ بَضْعِ سِنِينَ ۝ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ  
وَمِنْ بَعْدُ ۝ وَيَوْمَئِذٍ يَفْسَحُ الْمَوْتُ مِنُّونَ ۝

بِنُصْرِ اللَّهِ ۝ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ ۝ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝  
وَ عَدَّ اللَّهُ ۝ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ ۝ وَ لَكِنَّ أَكْثَرَ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا  
وَ هُمْ عَنِ الْآخِرَةِ ۝ هُمْ غَفِلُونَ (الروم- اتا۷)

تس جملہ : رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں۔ حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے۔ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان۔ اللہ کا وعدہ۔ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں۔

**مراجعت وطن کی پیشین گوئی** | إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدُكَ إِلَىٰ مَعَادِ رَبِّكَ أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

(القصص - ۱۸۵)

تس جملہ : بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیرے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو تم فرماؤ۔ میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے۔

**مسلمانوں کے عروج کی پیشین گوئی** | وَالَّذِينَ هَاجَرُوا إِلَى اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَا جُزْءَ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝

(النحل - ۴۱ - ۴۲)

تس جملہ : اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔ اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کسی طرح لوگ جانتے۔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

**شر مرتدین کے دفع کے باب میں** | مَنْ يَسُدَّ مِنْكُمْ



عَنْ دِينِهِ (المائدة - ۵۴)

ترجمہ: تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا۔

۶۔ یہود تمنائے موت نہ کریں گے | وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا  
(البقرة - ۱۹۵)

ترجمہ: اور ہرگز بھی موت کی آرزو نہ کریں گے۔

۷۔ خلفائے راشدین کے باب میں | وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا  
مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ  
قَبْلِهِمْ ۖ وَ لِيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي  
ارْتَضَى لَهُمْ ۖ وَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ  
أَمْنًا (النور - ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لاتے اور اچھے کام کئے  
کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی ان سے پہلوں کو دمی اور ضرور  
ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو اُن کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور  
اُن کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

۸۔ غلبہ اسلام پر جمع ادیان کے باب میں | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ  
رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَ

دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ  
(التوبة - ۳۳)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے  
سب دینوں پر غالب کرے۔ پڑے بڑا مانیں مشرک۔

۹۔ شرعاً اعدا سے حضور کے محفوظ ہونے کے باب میں | يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ  
مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ

رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ  
يَعِصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ - ۶۷)

ترجمہ: اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا  
نہ ہو تو تم نے اُس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

۱۰- حفاظت قرآن کے باب میں | اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ  
اِنَّا لَكُلُّهُ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر - ۹)

ترجمہ: بے شک ہم نے اُتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔  
ب - اِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقُرْآنُهُ ۝ (القيمة - ۱۷)

ترجمہ: بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

حضور کی تبلیغ اور اُس کا نتیجہ | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کی مدت کل  
۲۳ سال ہے اس مختصر مدت میں حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے ایسی کامل تعلیم دی کہ انبیائے سابقین علیہم السلام میں جن حضرات کو اس  
سے بدرجہا زائد مدت ملی تھی ان کی تعلیم میں اس تعلیم کا عشر عشر بھی نہیں پایا جاتا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو برس کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ

وَمَا اٰمَنَ مَعَهُ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ (هود - ۴۰)

ترجمہ: اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ اُن کے متبعین بوقت جہاد  
کہتے ہیں کہ:

قَالُوْا يٰمُوسٰى اِنَّا لَنْ نَّبْدُ خُلُفَاۗءَ اٰمَادًا مَّوَا

فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلْ اِنَّا هُنَا

قَاعِدُوْنَ ۝ (المائدہ - ۲۴)

ترجمہ: بولے اے موسیٰ! ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں

ہیں تو آپ جاتیے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

بخلاف اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا اثر یہ ہے کہ  
 إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۗ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ  
 فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۗ (النصر - ۱-۲)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آئے لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل  
 ہوتے ہیں۔

وہی عرب تھے جو قبل از اسلام ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے لیکن  
 بعد از اسلام ان میں اتنی اُفت پیدا ہوئی کہ دو حقیقی بھائیوں میں بھی اس قدر اُفت  
 کی نظیر نہیں مل سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ

وَ اذْكُرْ فَاِذْ اُنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلْفَ  
 بَيْنٍ تُلُوبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِبِنْعَمَتِهِ اِخْوَانًا (آل عمران - ۱۰۳)  
 ترجمہ: اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں بیرتھا اُس نے  
 تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اُس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے۔  
 اُن کی پہلے یہ حالت تھی کہ انہوں نے خدا پرستی کا خواب بھی کبھی نہیں دیکھا تھا  
 لیکن اسلام لانے کے بعد یاد خدا اُن کا محبوب مشغلہ بن گیا۔ قال اللہ تعالیٰ:

۱ - وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْقُدُوتِ وَالْعَشِيِّ  
 يُرِيذُونَ وَجْهَهُ (الانعام - ۵۲)

ترجمہ: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس  
 کی رضا چاہتے ہیں۔

۲ - وَ كُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ  
 مِنْهَا (آل عمران - ۱۰۳)

ترجمہ: اور تم ایک غار ووزخ کے کنارے پر تھے تو اُس نے تمہیں اُل سے بچایا۔  
 ۳ - تَرَاهُمْ رُكْعًا سُبْحًا يُبْتَغُونَ فِضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَ  
 رِضْوَانًا سِيمَا هُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ اَثْرِ السُّجُودِ (الفتح - ۲۹)

ترجمہ: تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔  
 لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۗ وَمَغَانِمَ كَثِيرًا ۗ يَأْخُذُونَهَا  
 وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ (الفتح - ۱۸-۱۹)

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جاننا جو ان کے دلوں میں سے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

## حضور کے نبی برحق ہونے کا ثبوت <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup>

اہل کتاب حضور <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کا نبی برحق ہونا جانتے تھے  
 وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ

أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ (البقرة - ۱۲۴)

ترجمہ: اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔

۲- الَّذِينَ اتَّيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ  
 أَبْنَاءَهُمْ ۗ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ  
 يَعْلَمُونَ ۝ (البقرة - ۱۲۶)

ترجمہ: جب ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے

آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بے شک اُن میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہیں۔

۳- وَالَّذِينَ اتَّيْنَاهُمْ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ  
مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ (الانعام - ۱۱۵)

ترجمہ: اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے  
پسح اُترتا ہے تو اسے سُننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو۔

۴- وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسَتْ مُرْسَلَةٌ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ  
شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (الرعد ۴۳)

ترجمہ: اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور وہ  
جسے کتاب کا علم ہے۔

۵- أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ  
(الشعراء - ۱۹۷)

ترجمہ: اور کیا یہ ان کے لئے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے علم۔

۶- كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا  
أَنَّ الرُّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي  
الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (آل عمران - ۸۶)

ترجمہ: کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لاکر کافر ہو گئے اور گواہی  
دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں اور اللہ  
ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

۱- قُلْ أَيُّ شَيْءٍ  
حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت پر اللہ تعالیٰ کی شہادت  
اَكْبَرُ شَهَادَةٌ

قُلِ اللَّهُ قَدْ شَهِدَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ قَف (الانعام - ۱۹)

ترجمہ: تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی ہے تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں۔

۲- وَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا  
 بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝ (الرعد-۱۲۳)

ترجمہ: اور کافر کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم  
 میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے۔

حضور پر اسی طرح وحی ہوئی جس طرح دو سے انبیاء پر ہوئی | اِنَّا اَوْحَيْنَا

اَوْحَيْنَا اِلَىٰ نُوْحٍ وَ النَّبِيِّنَّ مِنْۢ مَّۤا بَعْدُ ۗ وَ اَوْحَيْنَا  
 اِلَىٰ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاِسْبٰطِ وَ عِيْسٰى  
 وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۗ وَ اَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُوْرًا ۗ  
 (النبا — ۱۶۳)

ترجمہ: بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوع اور  
 اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور  
 یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان  
 کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔

۲- وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَمْ  
 نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۗ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيْمًا ۗ (النساء-۱۶۴)

ترجمہ: اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے اور ان رسولوں کو جن کا  
 ذکر تم سے نہ فرمایا اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتہ کلام فرمایا۔

۳- رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِكُلِّ اُمَّةٍ ۗ وَ لِنَاسٍ  
 عَلٰى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۗ ۙ بَعْدَ الرُّسُلِ ۗ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۗ (النساء-۱۶۵)

ترجمہ: رسول خوشخبری دیتے اور ڈرنا تے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں  
 کو کوئی عذر نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

۴- لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ ۗ اَنْزَلْنَاهُ بِعِلْمِنَا وَ الْمَلٰٓئِكَةُ

يَشْهَدُونَ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ (النساء - ۱۶۶)

ترجمہ: لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے جو اُس نے تمہاری طرف اُتارواہ  
اُس نے اپنے علم سے اُتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے

حضور کی اور دوسرے انبیاء کی تعلیم ایک تھی | ۱- مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ  
قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلُ

(حجر سجدہ - ۲۳)

ترجمہ: تم سے نہ فرمایا جائے گا مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا۔

۲- قُلْ مَا كُنْتُ بِدُعَاءِ مَنْ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي  
وَإِ بِكُمْ إِنِ اتَّبَعُ إِلَّا مَا يَوْحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ  
مُّبِينٌ ۝ (الاحقاف - ۹)

ترجمہ: تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں (از خود) نہیں جانتا میرے  
ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی  
ہوتی ہے اور میں نہیں مگر ڈرسانے والا۔

حضور حضرت موسیٰ کی مانند رسول تھے | اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ  
رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِنَا

كَمَا اَرْسَلْنَا اِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ (المزمل - ۱۵)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا کہ تم پر حاضر ناظر ہیں  
جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔

توریت میں حضور کا ذکر | ۱- الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ  
الَّذِي اٰتٰهُمُ الْكِتٰبَ وَيَتَّبِعُوْنَ الْاٰرْحٰمٰى الَّذِي يَجِدُوْنَ لَهُ مَكْتُوْبًا

عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰتِ وَالْاِنْجِيْلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ  
وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ  
عَلَيْهِمُ الْخَبِيْثٰتِ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ

الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۖ فَالَّذِينَ اٰمَنُوْا بِهِ وَاَعَزُّوْهُ وَ  
نَصَرُوْهُ وَاَتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْ اُنزِلَ مَعَهُ ۗ اُولٰٓئِكَ  
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف - ۱۵۷)

ترجمہ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول اُمّی غیب کی خبریں دینے والے کی جسے  
لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا  
اور بُرائی سے منع فرمائے گا اور سحری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور  
گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے  
جو اُن پر تھے اتارے گا تو وہ اس پر ایمان لائیں گے اور اُس کی تعظیم کریں گے  
اور اُسے مدد دیں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو اُس کے ساتھ اُترا وہی  
بامراد ہوں گے۔

۲ - وَقَالُوا لَوْلَا يٰٓاٰتِيْنَا بِآيَةٍ مِّنْ رَبِّهٖۙ اَوْ لَمَّا تَاْتِيهِمْ  
بَيِّنَةٌ مَّا فِي الصُّحُفِ الْاُولٰٓئِی ۝ (طہ - ۱۳۳)

ترجمہ: اور کافر بولے یہ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے  
اور کیا انہیں اس کا بیان نہ آیا جو اگلے صحیفوں میں ہے۔

۳ - وَاِذْ قَالَ عِيسٰی ابْنُ مَرْيَمَ يٰٓبَنِيْ اِسْرٰٓءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلٌ  
اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ يَدَیْ مِنْ التَّوْرٰتِ  
وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ اِسْمٰهٖ اَحْمَدُ ۗ  
فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْٓا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝  
رالف (۴)

ترجمہ: اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری  
طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا  
ہوا اور اُن رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے۔  
اُن کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر



تشریف لاتے۔ بولے یہ کھلا جادو ہے۔

اہل کتاب جو باتیں چھپاتے تھے حضورؐ نے انہیں ظاہر فرمایا | ۱- يَا أَهْلَ الْكِتَابِ

رَسُولَنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ  
مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ  
نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝ (المائدة - ۱۵)

ترجمہ: اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لاتے  
کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں  
اور بہت سی معاف فرماتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے  
ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

۲- يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَ  
يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَ يَهْدِيهِمْ  
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (المائدة - ۱۶)

ترجمہ: اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اُسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے  
راستے اور انہیں اندھیریوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے علم  
سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

حضورؐ کی رسالت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی | ۱- أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا  
الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ

مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمْ إِلَّا وَوَالِينَ ۝ (المؤمنون - ۶۸)

ترجمہ: کیا انہوں نے بات کو سوچا نہیں یا ان کے پاس وہ آیا جو ان کے  
باپ دادا کے پاس نہ آیا تھا۔

۲- أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۝  
(المؤمنون - ۶۹)

ترجمہ: یا انہوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تو وہ اُسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں۔  
 ۳- اَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ وَ أَكْثَرُ هُمْ  
 لِلْحَقِّ كُرْهُونَ ۝ (المؤمنون - ۷۰)

ترجمہ: یا کہتے ہیں کہ اسے سوا ہے بلکہ وہ تو اُن کے پاس حق لاتے اور اُن  
 میں اکثر کو حق بُرا لگتا ہے۔

۴- وَ لَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَ الْأَرْضُ  
 وَ مَنْ فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ  
 مُعْرِضُونَ ۝ (المؤمنون - ۷۱)

ترجمہ: اور اگر حق اُن کی خواہشوں کی پیروی کرتا تو ضرور آسمان اور زمین اور  
 جو کوئی ان میں ہیں سب تباہ ہو جاتے بلکہ ہم تو اُن کے پاس وہ چیز لاتے  
 جس میں اُن کی ناموری تھی تو وہ اپنی عزت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

۵- اَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَّجْ رَبِّكَ خَيْرٌ ۝  
 هُوَ خَيْرُ الرِّزْقِیْنَ ۝ (المؤمنون - ۷۲)

ترجمہ: کیا تم اُن سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو تمہارے رب کا اجر سب سے  
 بھلا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا۔

۶- وَ اِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ اِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ ۝ (المؤمنون - ۷۳)  
 ترجمہ: اور بے شک تم انہیں سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہو۔

حضور لکھتے تھے اور نہ لکھا ہوا دیکھ کر پڑھتے تھے | ۱- وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوا  
 مِنْ قَبْلِهِ مِنْ

كِتَابٍ وَ لَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَأُرْسَبَ  
 الْمُبْطِلُونَ ۝ (العنكبوت - ۲۸)

ترجمہ: اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ  
 لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

۲- بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ  
 وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ۝ (العنكبوت - ۴۹)  
 ترجمہ: بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا اور ہماری آیتوں  
 کا انکار نہیں کرتے مگر ظالم۔

۳- وَقَالُوا لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّمَا  
 الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ (العنكبوت - ۵۰)  
 ترجمہ: اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم  
 فرماؤ کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈرسانے والا ہوں۔  
 ۴- أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى  
 عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآرْحَمَةً وَذِكْرًا لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝  
 (العنكبوت - ۵۱)

ترجمہ: اور کیا یہ انہیں کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی  
 جاتی ہے۔ بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے  
 ۵- وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي  
 مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي  
 بِهِ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى  
 صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ (الشورى - ۵۲)

ترجمہ: اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جانفز اپنی اپنے حکم سے اس سے  
 پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل ہاں ہم نے اُسے نور کیا  
 جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بے شک  
 تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

۶- صِرَاطَ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اِلَّا اِلٰى  
 اللّٰهِ تَصِيْرٌ ۝ (الشورى - ۵۳)

ترجمہ: اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ زمین میں سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں۔

۱- وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ  
حضور شاعر نہ تھے (ریس - ۶۹)

ترجمہ: اور ہم نے اُن کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ اُن کی شان کے لائق ہے۔  
۲- اَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَنَّبَهُ بِهٖ رَيْبَ الْمُنُونِ ۝ (الطور - ۳۰)  
ترجمہ: یا کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادثِ زمانہ کا انتظار ہے۔

۳- قُلْ تَرَوْا بَصُورًا فَاِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَنِ بِصِيْنًا ۝ (الطور - ۳۱)  
ترجمہ: تم فرماؤ انتظار کتے جاؤ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں۔

۴- اَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۗ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ (الطور - ۳۳)

ترجمہ: یا کہتے ہیں انہوں نے یہ قرآن بنا لیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔

۵- فَلْيَا تُوَا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ (الطور - ۳۴)  
ترجمہ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔

۶- وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۙ (الحاقة - ۴۱)

ترجمہ: اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں۔

اَفَذَكَرْتُمْ فَمَا اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ  
حضور کاہن نہیں تھے  
بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُوْنٍ ۝ (الطور - ۲۹)

ترجمہ: تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہونہ مجنوں۔

۲- وَلَا يَقُولِ كَاهِنٍ ۙ (الحاقة - ۴۲)

ترجمہ: اور نہ کسی کاہن کی بات۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ  
حضور اپنی خواہش سے نہیں صرف وحی سے بولتے  
الْهَوٰی ۙ اِنْ

هُوَ الْوَحِيُّ، يُوحَىٰ ۝ (النجم - ۳-۴)  
ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں  
کی جاتی ہے۔

وَقَالُوا إِنَّا نَتَّبِعُ  
حضور پر ایمان لانے میں قریش کفار کے فضول عذر | الْهُدَىٰ مَعَكَ

نُتَخِطُّفُ مِنْ أَرْضِنَا ۖ أَوْلَمْ نُمْكِنْ لَهُمْ حَرَمًا  
إِمْنًا يُجِيبِي إِلَيْهِ تَمَرَاتٌ كُلِّ شَيْءٍ رَزَقًا مِنْ لَدُنَّا  
وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (القصص - ۵۷)

ترجمہ: اور کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہمارے  
ملک سے ہمیں اچک لے جائیں گے کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والی حرم  
میں جس کی طرف ہر چیز کے پھل لاتے جاتے ہیں ہمارے پاس کی روزی  
لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں۔

حضور دین حق لائے | اِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ  
بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أُرْسِلَ اللَّهُ ۖ وَلَا تَكُنْ

لِلنَّافِثِينَ خَصِيمًا ۝ (النساء - ۱۰۵)

ترجمہ: اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں  
فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو۔

حضور حق پر تھے | اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ (النمل - ۷۹)  
ترجمہ: بے شک تم روشن حق پر ہو۔

حضور نے رسولوں کی تصدیق کی | بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ  
الْمُرْسَلِينَ ۝ (الصفّات - ۳۷)

ترجمہ: بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی  
تصدیق فرمائی۔

حضور کو خدا نے اپنے بندوں پر حجت پورا کرنے کے لئے بھیجا | ا- وَ لَوْ لَا اَنْتَ  
تُصِيبَهُمْ مُّصِيبَةٌ

بِمَا قَدَّمْتْ اَيْدِيَهُمْ فَيَقُوْا لَوْ اَرْبٰنَا لَوْ لَا اَرْسَلْتَ  
اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَ نَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ه  
(القصص - ۲۷)

ترجمہ: اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت اس کے سبب جو ان کے  
ہاتھوں نے آگے بھیجا تو کتنے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف  
کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے۔

۲- وَ لَقَدْ وَّصَلْنَا لَهُمْ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ه  
(القصص - ۵۱)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے ان کے لئے بات مسلسل اتاری کہ وہ دھیان کریں۔  
۳- لِيُنذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَ يَحِقُّ الْقَوْلُ عَلٰى  
الْكٰفِرِيْنَ ه ریس - ۷۰

ترجمہ: کہ اُسے ڈراتے جو زندہ ہو اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے۔

حضور راہ راست پر تھے اور لوگوں کو سیدھی راہ پر بلاتے تھے | ا- اِنَّكَ  
لَعَلٰى

هُدٰى مُّسْتَقِيْمٍ ه (الحج - ۶۷)

ترجمہ: بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔

۲- عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ه ریس - ۲

ترجمہ: سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔

۳- وَ اِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ه (المؤمنون - ۷۳)

ترجمہ: اور بے شک تم انہیں سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہو۔

۴- وَ اِنَّكَ لَتَمْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ه (الشوری - ۵۲)

ترجمہ : اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔  
 ۵- صَا طِ اللّٰهِ الَّذِي لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ اِلَّا اِلَى  
 اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْر ۝ (الشّٰوٰرِی - ۵۳)

ترجمہ : اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں  
 سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں۔

۶- اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (الزّخرف - ۴۳)

ترجمہ : بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔

۷- وَ يَهْدِيْكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ (الفتح - ۲)

ترجمہ : اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

حَضُوْرَتِ سَبْعِيْنِ خَدَايَا سَبْعِيْنِ اَنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَكَ  
 اللّٰهُ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰٓى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهِ  
 اللّٰهُ فَيُوْثِقْ لَهٗ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (الفتح - ۱۰)

ترجمہ : وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اُن  
 کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد کو توڑا اس نے اپنے بُرے کو  
 عہد توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اُس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد  
 اللہ اُسے بڑا ثواب دے گا۔

۱- كَذٰلِكَ اَرْسَلْنَاكَ فِيْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ  
 مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ لِّتَسْلُوْا عَلَيْهِمْ الَّذِي

اَوْ حِيْنَآ اِلَيْكَ وَ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۚ وَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّيْ  
 لِاِِلٰهٍ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ ۝ (الرعد - ۳۰)

ترجمہ : اسی طرح ہم نے تم کو اُس اُمت میں بھیجا جس سے پہلے اُمتیں ہو  
 گزریں کہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ رحمن

کے منکر ہو رہے ہیں تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اُس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اُسی پر بھروسہ کیا اور اُسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

۲- يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدة - ۶۷)

ترجمہ : اے رسول! پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

۳- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ آپ اپنے ساتھ والے متبعین اور آنے والے مومنین کے لئے

(یعنی آپ پہلوں اور پچھلوں کے سفارشی ہیں)

وَاسْتَغْفِرْ لِمَنْ يَلِيكَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (محمد - ۱۹)

نوٹ : بعض مترجمین نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

ترجمہ مولوی محمود حسن :

”اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لئے۔“

ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی :

”اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے۔“

ترجمہ ابوالاعلیٰ مودودی :

”اور معافی مانگو اپنے قصور کے لئے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی۔“

ان مترجمین نے اپنے ترجموں میں ایسے الفاظ استعمال کئے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ خطا کار اور قصور وار بنا ڈالا۔ ذرا غور کیجئے ان غیر محتاط تراجم کے مطالعہ سے ایک عام مسلمان یا ایک غیر مسلم کیا تاثر لے



سکتے ہیں یہی کہ معاذ اللہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن بھی خطاؤں سے پاک نہ تھا۔ کیا یہ تراجم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار تھا دینے کے موجب نہیں ہوں گے؟ کیا ان تراجم سے عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا مسلمہ عقیدہ مجروح نہیں ہوتا ان تراجم کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ ایمان و عرفان اور علم و تحقیق کا ایک حسین مرقع ہے انہوں نے خدائے قدوس کے کلامِ پاک کے شایانِ شان ترجمہ کر کے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محبوبیت اور عظمتِ مصطفویت کو کتنے عمدہ پیرایہ میں اجاگر کیا ہے اور کسی طویل تفسیر کے بغیر ترجمہ میں ہی ساری بات واضح کر دی ہے کہ ”مومنین و مومنات“ سے تمام مسلمان مرد و زن مراد ہیں اور ”ذنبک“ میں امت مسلمہ کے خواص کی طرف اشارہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خطاؤں کا ذکر نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات معصوم اور پاک ہے جن کی زبان وحی ترجمان اور جن کا سینہ الم نشرح کا گنجینہ ہو جو شفیع المذنبین ہوں جن کے معاملہ کو خدا اپنا معاملہ اور جن کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمائے ان کے متعلق گناہ و خطا کی نسبت کا تصور بھی گناہ اور خطا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے!

”اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔“

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ:

**خصائص النبی** | ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر نہیں پکارا بلکہ صفت کا ذکر کیا ہے جیسے ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ“ ”يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ“ ”يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ“ لیکن باقی انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے نام لے کر

ندا فرمائی گئے "مثلاً"

۱- يَا دَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرة - ۳۵)

ترجمہ: اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو۔

۲- يَنْوُحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا (هود - ۴۸)

ترجمہ: اے نوح! کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ

۳- يَا بَرَاهِيمُ اَعْرِضْ عَنْ هَذَا ج (هود - ۷۶)

ترجمہ: اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ۔

۴- وَمَا تَلَّكَ بِيَمِينِكَ يَمْوُئِي ه (طہ - ۱۷)

ترجمہ: اور تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ

۵- يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْاَرْضِ (ص - ۲۶)

ترجمہ: اے داؤد! بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

۶- يٰذِكْرٰى اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلْمٍ اِسْمُهُ يٰحْيٰى (مریم - ۷)

ترجمہ: اے زکریا! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے

۷- يٰحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (مریم - ۱۲)

ترجمہ: اے یحییٰ کتاب مضبوط متھام۔

۸- اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّىْكَ وَ رَافِعُكَ اِلٰى وَّ مَطَهَّرُكَ

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا - (آل عمران - ۵۵)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا

اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تجھے کافروں سے پاک کروں گا۔

رسول اکرم سے خطابِ ربانی

۱- يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ

مِن رَّبِّكَ (المائدة - ۶۷)

ترجمہ: اے رسول پہنچا دو جو کچھ اتارا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔  
 ۲ - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (الاحزاب-۴۵)  
 ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا۔

۳ - لَيْسَ هُوَ وَالْقُرْآنُ الْحَكِيمُ ۚ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ (یس-۳۱)  
 ترجمہ: حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تم بھیجے ہو وہ میں سے ہو۔  
 ۴ - يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۚ قُمْ أَيْلًا إِلَّا قَلِيلًا ۝ (الزلزلہ-۱-۲)  
 ترجمہ: اے جھڑمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سو اچھ رات کے۔  
 نوٹ: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی تصریح فرمائی وہاں ساتھ ہی رسالت یا کسی اور وصف کا ذکر فرمایا:  
 ۱ - وَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۖ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ  
 (آل عمران - ۱۴۴)

ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔  
 ۲ - مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَ لَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَ كَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (الاحزاب-۴۰)  
 ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔  
 ۳ - وَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ -  
 ترجمہ: اور جو ایمان لاتے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لاتے جو محمد پر اتارا گیا۔

۴ - مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۗ وَ الَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ  
 رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ - (الفتح-۲۹)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور

اپس میں نرم دل۔

۱۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ  
حضور نور ہیں | مبین ۵

ترجمہ: بے شک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

۲۔ مَثَلُ نُورٍ كَمِشْكُوَةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ط (النور-۳۵)

ترجمہ: اُس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اُس میں ایک چراغ ہے۔

۲۔ يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا

أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ (التوبة-۳۲)

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نے مانے

گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر

مولوی ظفر علی خان نے اس آیت کے مفہوم کو اپنے ایک شعر میں اس طرح بیان

کیا ہے۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

۲۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ

وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ (الصف-۸)

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور

پورا کرنا سے پڑے برا مانیں کافر۔

۵۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝

وَكَانَ عِوَابًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ فَسِرًا جَانِبِيًّا ۝ (الاحزاب-۴۵-۴۶)

ترجمہ: اے نبی کی خبریں بتانے والے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم نے تمہیں

بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈرنا تا اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلاتا

اور چمکا دینے والا آفتاب۔

۱- اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ  
حَضْرًا حَاضِرًا نَازِلًا ۝ (الفتح - ۸)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سنانا۔  
۲- وَاُولَٰئِكَ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاَسْتَغْفَرَ لَهُمْ الرَّسُوْلُ لَوْ جَدَّ اللّٰهُ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء - ۶۴)  
ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

۳- وَاَمَّا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط (الانفال - ۳۳)  
ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

۴- وَاَحْسَبُكَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ (النساء - ۴۱)  
ترجمہ: اے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں۔  
۵- اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَٰهِدًا عَلٰیكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ (الزلزلہ - ۱۵)  
ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے کہ تم پر حاضر و ناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے۔

۱- اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا  
وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ (التوْمِنُوْا

بِاللّٰهِ وَّرَسُوْلِهِ وَتَعَزَّ رُوْهُ وَاَتُوْا رُوْهُ ط (الفتح - ۸-۹)  
ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

۲- يَآٰيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

وَأَوْ تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ (المحجرات - ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

۳- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۝ (المحجرات - ۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔

۴- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَبْرِينَ إِنَّهُ

(الاعزاب - ۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو۔ نبی کے گھروں میں حاضر نہ ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ۔ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تگو۔

۵- إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُوتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ (المحجرات - ۲)

ترجمہ: بے شک وہ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں

۶- لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۝ (النور - ۶۳)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

۷- فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَنْ رُؤْيَاهِ وَنَصَرُوهُ ۝ (الاعراف - ۱۵۷)

ترجمہ: تو وہ جو اُن پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں۔  
۸ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَا

كُم لِمَا يَحْيِيكُمْ (الانفال - ۲۴)

ترجمہ: جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشتے گی۔

۱ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا  
حضور کی گستاخی کفر ہے | وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا لِكَلِمَةٍ

عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ (البقرة - ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں  
اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۲ - وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (التوبة - ۶)

ترجمہ: اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۳ - إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ (الاحزاب - ۵۶)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت  
سے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لئے ذلت کا عذاب تیار  
کر رکھا ہے۔

۴ - لَوْ تَعَزَّذُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنَّ

تَعَفُّ عَنْ طَائِفَةٍ مِّنْكُمْ نَعْدِبُ طَائِفَةً ۚ

بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝ (التوبة - ۶۶)

ترجمہ: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر اگر تم میں کسی کو معاف کریں  
تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے۔

۵ - وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمَوْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَ

نُصَلِّهِمْ جَهَنَّمَ ط وَ سَاءَتْ مَصِيرًا ه (النساء - ۱۱۵)  
ترجمہ: اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اُس کے حق راستہ اُس پر کھل چکا  
اور مسلمانوں کی راہ سے جدا جدا چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے  
اُسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

۶ - وَ مَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ه  
ذِكْرُكُمْ فَذُوقُوهُ وَ أَنْ لِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّسْتَأْرَهُ ه  
(الانفال - ۱۳ - ۱۴)

ترجمہ: جو اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب  
سخت ہے یہ تو چکھو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو آگ کا عذاب ہے۔  
۷ - فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ  
فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ه (النور - ۶۳)  
ترجمہ: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے  
یا اُن پر کوئی دردناک عذاب ہے۔

۸ - إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ، كَبِتُوا كَمَا كَبَتَ الَّذِينَ  
مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ط وَ لِلْكَافِرِينَ  
عَذَابٌ مُّهِينٌ ه يَوْمَ يُبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا  
عَمِلُوا أَمْ أَحْصَاهُ اللَّهُ وَ نَسُوا لَأَط وَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
شَهِيدٌ ه (المجادلة - ۵ - ۶)

ترجمہ: بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے  
گئے جیسے اُن سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بیشک ہم نے روشن آیتیں  
اتاریں اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے  
گا پھر انہیں ان کے کوتاہی رکوت، جتا دے گا۔ اللہ نے انہیں گن رکھا ہے  
اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔



۹ - ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ج وَ مَنْ يُّشَاقِ

اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (المحشر - ۲)

ترجمہ: یہ اس لئے کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے پھٹے رہے جو اللہ اور اس کے رسول سے پھٹا رہے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

۱ - فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ  
حضور کی محبت و اتباع فرض ہے | النَّبِيِّ الْاَوْمِيِّ الَّذِيْ يُوْمِنُ بِاللّٰهِ

وَ كَلِمَاتِهِ وَ اتَّبِعُوْهُ رَالاَعْرَافِ - ۱۵۸

ترجمہ: تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اس کی غلامی کرو۔

۲ - قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُّحِبِّكُمْ اللّٰهُ وَ  
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران - ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرما بزدار بن جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۳ - يَاٰۤیُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اطِيعُوا اللّٰهَ وَ اطِيعُوا الرَّسُوْلَ  
(النساء - ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

۴ - وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (الاعراف - ۱۵۸)

ترجمہ: اور ان کی غلامی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔

۵ - فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهِ وَ غَزَّوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ

الَّذِيْ اُنزِلَ مَعَهُ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف - ۱۵)

ترجمہ: تو وہ جو ان پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں

اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اتر رہا ہے یا مراد ہوئے۔

۶۔ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ (الاعراف - ۱۵۷)

ترجمہ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے کی۔

۷۔ وَإِنْ تُطِيعُوا تَهْتَدُوا (النور - ۵۴)

ترجمہ: اور اگر رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے۔

۸۔ وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

(المحتر - ۷)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمادیں وہ لو اور جس سے منع فرمادیں باز رہو۔

حضور بحیثیت حاکم و فرمانروا | ۱۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ

إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (النساء - ۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

۲۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء - ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

۳۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ

كُنْتُمْ تَوَاقِفُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (النساء - ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت

والے ہوں۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول

کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

۴۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ (محمد - ۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل

باطل نہ کرو۔

۵- إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ  
فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ج (الفتح - ۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان  
کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

حضور اُمت کے تمام معاملات اور فیصلوں میں قاضی ہیں | اِنَّا أَنْزَلْنَا  
إِلَيْكَ

الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ

(النساء - ۱۰۵)

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں  
میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے۔

۲- وَ قُلْ أَمِنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَ أُمُورٍ  
لَا عُدْلَ بَيْنَكُمْ (الشوری - ۱۵)

ترجمہ: اور کہو میں ایمان لایا اور اس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے  
حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں۔

۳- إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ  
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَتَّقُوا اللَّهَ أَنْ يَسْمَعُوا وَ أَطَعْنَا (النور - ۵۱)

ترجمہ: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاتے  
جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے تو عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا۔

۴- وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ  
الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (النساء - ۶۱)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف  
آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

۵- وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ

أَمْ أَنْ يَكُونَنَّ لَهُمُ الْخَيْرَةُ مِنْ أَمْرِ هُمْ (الاعزاب - ۳۶)  
ترجمہ: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور رسول  
کچھ فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار ہے۔

۶ - فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ  
بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ أَلْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا  
قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (النساء - ۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک  
اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے  
دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

حضور معلم کتاب و حکمت ہیں | ۱ - رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا  
مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ  
أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (البقرة - ۱۲۹)

ترجمہ: اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر  
تیری آیتیں تلاوت فرماتے اور انہیں تیری کتاب اور سچتہ علم سکھاتے  
اور انہیں خوب ستر فرماتے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

۲ - كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ  
آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ  
يُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝ (البقرة - ۱۵۱)

ترجمہ: جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت  
فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور سچتہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں  
وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

۳ - لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ

أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُنزِلُ عَلَيْهِمْ وَيُؤْتِيهِمْ  
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

(آل عمران - ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہے مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک  
رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے انہیں کتاب  
وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

۴- هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ  
آيَاتِهِ وَيُنزِلُ عَلَيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ  
كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ (الجمعة - ۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان  
پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و  
حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

۱- وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً  
لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

حضور سارے جہان کے نبی ہیں

۵ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (سبا - ۲۸)

ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں  
کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا ڈر سنانا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

۲- وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (الانبیاء - ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت۔

۳- قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا - (الاعراف - ۱۵۸)

ترجمہ: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

۴- إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكُوثَرَ ۝ (الکوثر - ۱)

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

۵ - وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا (النساء-۴۹)  
ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا اور اللہ کافی  
سے گواہ۔

۶ - تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ  
نَذِيرًا ۝ (الفرقان - ۱)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اُناراقرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان  
کو ڈرسانے والا ہو۔

حضور کو علم غیب دیا گیا | ۱ - عَلِيمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ  
أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ (الحج - ۲۶)  
ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسدّد نہیں کرتا سوائے اپنے  
پسندیدہ رسولوں کے۔

۲ - وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُسُلِهِ  
مَنْ يَشَاءُ ۝ (آل عمران - ۱۷۹)

ترجمہ: اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ جن لیتا  
سے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

۳ - وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۝ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ  
عَظِيمًا ۝ (النساء - ۱۱۳)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔  
۴ - مَا فَزَّ طَنَارًا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (الانعام - ۳۸)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز۔

۵ - وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل - ۱۹)

ترجمہ: اور ہم نے تم پر قرآن اُناراکہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

۶ - وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (یونس - ۳۷)

ترجمہ سب کی تفصیل سے اس قرآن میں کچھ شک نہیں پر ڈوکار عالم کی طرف سے۔  
 ۷۔ اَلرَّحْمٰنُ هٗ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ هٗ (الرحمن - ۱-۲)  
 ترجمہ: رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔

۸۔ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ هٗ (التکویر - ۲۲)  
 ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

۹۔ وَا لَا رَطْبٌ وَّ لَا يَابِسٌ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِيْنٍ هٗ (الانعام - ۵۹)  
 ترجمہ: اور کوئی تر اور خشک نہیں مگر ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا۔

حضور کا اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہونا  
 وَ وَجَدَكَ ضَالًّا  
 فَهَدٰی هٗ (الضحیٰ - ۷)

ترجمہ: اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی راہ دی۔

نوٹ: مولوی محمود حسن نے مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

”اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سبھانی“

مولوی محمود حسن کے ترجمہ میں لفظ ”بھٹکتا“ قابل غور ہے۔ ذیل میں اردو  
 کی چند لغتوں سے اُس کے معنی درج کئے جاتے ہیں۔

بھٹکنا: گمراہ ہونا۔ راہ بھولنا۔ بے راہ چلنا۔ آوارہ ہونا۔ سرگشتہ ہونا۔  
 ڈانواں ڈول ہونا۔ (فرسنگ اصفیہ)

بھٹکنا: گمراہ ہونا۔ راہ بھولنا۔ بے راہ چلنا۔ آوارہ ہونا۔ سرگشتہ ہونا۔ ڈانواں ڈول ہونا  
 (نور اللغات)

بھٹکنا: گمراہ ہونا۔ رستہ بھولنا۔ بے راہ ہونا۔ آوارہ ہونا (جامع اللغات)  
 مترجم نے ایک لفظی معنی کے پیچھے پڑ کر یہ نہ سوچا کہ ان کے قلم سے کس عظیم  
 القدر ہستی کا دامن عصمت چاک ہو رہا ہے ایک لفظ کے ہر جگہ ایک معنی نہیں  
 ہوتے۔ ضال کے معنی گمراہ کے بھی ہیں لیکن اس کے معنی کسی امر کی طلب اور محبت  
 میں محو ہو جانے کے بھی ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے

بارے میں آتا ہے :

قَالُوا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِي ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ (يوسف - ۹۵)

ترجمہ: بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اس پرانی خود رفتگی میں ہیں۔

یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں محویت کو ”ضلال“ کہا گیا ہے۔

لفظ ضال عربی زبان میں متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے اس کا ایک معنی ہے مغلوب ہونا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ”ضال الماء في اللبن“ پانی دودھ میں

مخلوط ہو کر مغلوب ہو گیا۔ جو درخت بیابان میں تنہا ہو اس کے لئے بھی اس

لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں ”شجرة ضالة“ اور جب کوئی لفظ متعدد

معنوں میں مستعمل ہو تو اس کے کسی ایک معنی کے تعیین مقام اور حال کے مناسبت

سے کی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب اس

جگہ صرف محبت میں محو ہونے کا معنی ہے۔ جس طرح اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان

بریلوی نے اس آیت میں ”ضال“ کو محبت پر محمول کیا ہے۔ جس کتاب نے

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعلان کیا ہو!

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ (البختم - ۲)

ترجمہ: تمہارے صاحب نہ بھکے نہ بے راہ چلے۔

تو پھر وہی کتاب یہ کس طرح کہہ سکتی ہے کہ تجھ کو ”بھٹکتا پایا“ لہذا یہ

معنی قطعاً غلط ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ نبی معصوم کے حق میں اس قسم کے الفاظ کا

استعمال کتنی بڑی سوء ادبی ہے مگر اس چیز کی پرواہ کئے بغیر مولوی محمود حسن نے

اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

”اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ بھائی“

حالانکہ یہ ترجمہ اُمت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہے۔ امام رازی،

امام راغب اصفہانی، علامہ سلیمان جمل، علامہ صاوی اور شاہ عبدالعزیز محدث

دہلوی نے لکھا ہے کہ ”ضال“ کا استعمال محبت میں محو ہونے کے لئے بھی ہوتا



ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے آیت زیر بحث کے ترجمہ میں اپنی ہینٹال لغت دانی اور حُب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم ترین ثبوت دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

”اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفته پایا تو اپنی طرف راہ دی۔“

لفظ خود رفته ایک طرف تو ادبی محاسن کا مرقع ہے دوسری طرف اس سے محبت و شہتگی کے تمام جذبات کا اظہار ہو جاتا ہے۔

حضور کی ذات قدسی صفات ہر مسلمان کیلئے اسوۂ حسنہ ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي

رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ  
الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (الاحزاب - ۲۱)

ترجمہ: بے شک تمہیں رسول کی پیروی بہتر ہے اُس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کے اُمید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

حضور کیلئے مقام محمود

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝ (بنی اسرائیل - ۷۹)

ترجمہ: قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

حضور مسلمانوں کی جانوں سے بھی عزیز ہیں

الِنَّبِيِّ أَوْ لِي بِالْهُؤُومِنِيِّنَ  
مِنْ أَلْفِهِمْ (الاحزاب - ۶)

ترجمہ: نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

حضور کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف اور بے انتہا اجر

وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا  
غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ (القلم - ۳-۴)

ترجمہ: اور ضرور تمہارا ہے لئے بے انتہا ثواب ہے اور بے شک تمہاری

خوبڑی شان کی ہے۔

دعائے خلیل و نوید میجا | ۱- رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ  
يَسْأَلُوا عَلَيْهِمْ إِلَيْكَ وَيُعَلِّمُهُمُ

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُنزِلْ عَلَيْهِمُ ط (البقرة - ۱۲۹)

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھاتے اور انہیں خوب سحر فرمائے۔

۲- وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنَ بَعْدِهَا اسْمُهُ أَحْمَدُ (الصف - ۶)  
ترجمہ: اور ان رسول کی بشارت سنا تا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

مسلمانوں کی تکلیف حضور پر شاق گزرتی ہے | عَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا  
عَنِتُّمُ (التوبة - ۱۲۸)

ترجمہ: جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گرا ہے۔

حضور پر کتاب اور حکمت نازل کی گئی | وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ  
وَالْحِكْمَةَ (النساء - ۱۱۳)

ترجمہ: اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری۔

حضور مراد الہی کے مبیین (بیان کرنے والے) ہیں | وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ  
الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ

لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل - ۴۴)

ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کرو جو ان کی طرف اترا۔

حضور کا عذاب الہی سے روک ہونا | وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ  
أَنْتَ فِيهِمْ ط (الانفال - ۲)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ اُن پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم اُن میں تشریف فرما ہو۔

مَاضِلٌ صَاحِبِ كُمْ وَمَا  
غَوَى (النجم - ۲)

ترجمہ: تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔

تَحْلِيلٌ وَتَحْرِيمٌ رَأْيَا كَوَحْلَالٍ وَحَرَامٍ كَرَامٍ حَضْرُوكِ مَنْصِبٍ فِي دَاخِلِ تَهَا  
۱- وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ط (الاعراف - ۱۵۷)

ترجمہ: اور ستھری چیزیں اُن کے لئے حلال فرماتے گا اور گندی چیزیں انہیں حرام کرے گا۔

۲- قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (التوبة - ۲۹)

ترجمہ: لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اُس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اُس کے رسول نے۔

أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ  
رَسُولُنَا يَبَيِّنُ لَكُمْ

كَثِيرٍ مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ (المائدة - ۱۵)

ترجمہ: اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لاتے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں۔

حَضْرُوكِ نُبُوتِ كَاثِبُوتِ وَاسْتِدْلَالِ  
أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ  
قُلْ إِنْ افْتَرَيْتُهُ

فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ

فِيهِ كَفَى بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ط (الاحقاف - ۸)  
 ترجمہ: کیا کہتے ہیں انہوں نے اسے جی سے بنایا تم فرماؤ اگر میں نے اسے جی سے  
 بنایا ہوگا تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ خوب جانتا ہے  
 جن باتوں میں تم مشغول ہو اور وہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔

حضور پر ایمان نہ لانے والوں کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں | ذَلِكُمْ بِأَنَّهُمْ  
 كَرِهُوا مَا

أَنْزَلَ اللَّهُ فَأَجَبَتْ أَعْمَالَهُمْ ۝ (محمد - ۹)

ترجمہ: یہ اس لئے ہے کہ انہیں ناگوار ہوا جو اللہ نے اتارا تو اللہ نے ان کا کیا  
 دھرا اکارت کیا۔

حضور پر ایمان لانے والوں کے درجات اور ان کا صلہ | وَالَّذِينَ آمَنُوا  
 وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ  
 عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ (محمد - ۲)

ترجمہ: اور جو ایمان لاتے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لاتے جو محمد پر اتارا  
 گیا اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے ان کی برائیاں اتار  
 دیں اور ان کی حالتیں ستوار دیں۔

حضور کے وطن کی عظمت | لَوْ أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۗ وَأَنْتَ  
 حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۗ وَالْأُدُومِ

مَا وَكَلَهُ ۗ (البلد - اتا ۳)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور  
 تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ازل میں تمام پیغمبروں سے حضور پر ایمان لانے کا عہد لیا | وَإِذْ أَخَذَ  
 اللَّهُ مِيثَاقَ

النَّبِيِّ لَمَّا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتَتَّوَعُنَّ مِنْهُ لِتُنَصَّرُوا بِهِ وَتُقَالَ لَكُمْ قَدْ كَفَرْتُمْ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَتَسْمَعُونَ وَأَنْتُمْ كُنْتُمْ كَافِرِينَ ۝ ۸۱

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لاتے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا۔ فرمایا۔ کیوں تم نے اقرار کیا اور اُس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

حضور کو سبع مثانی عطا ہونے کا انعام | وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ

(الحج - ۸۷)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن۔

حضور کی ازواج مسلمانوں کی مائیں ہیں | وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (الاحزاب - ۶)

حضور کے بعد ازواج مسلمات کوئی نکاح نہیں کر سکتا | وَ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا زَوْجَاتٍ لَسْتُمْ بِمُؤْمِنِينَ (الاحزاب - ۵۳)

ترجمہ: اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ اُن کے بعد کبھی اُن کی بیبیوں سے نکاح کرو۔

حضور کے مزاج اور نرم دلی کی تعریف | فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ  
وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ

لَا انْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ص (آل عمران - ۱۵۹)

ترجمہ: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے  
اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔

اللہ نے حضور کا سینہ کھول دیا اور بوجھ ہلکا کر دیا | اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ  
صَدْرَكَ ۗ (الانشراح - ۱)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

اللہ نے حضور کا ذکر دنیا میں بلند کر دیا | وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۗ  
(الانشراح - ۲)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

حضور پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں مسلمانوں کو بھی حکم | اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهُ  
يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۗ (الاحزاب - ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے  
نبی پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

حضور کی دعا لوگوں کیلئے قرب خدا ہے | وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا  
عِنْدَ اللَّهِ وَ صَلَوَاتِ الرَّسُولِ

أَلَا إِنَّهَا قُرْبٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ (التوبة - ۹۹)

ترجمہ: اور جو خرچ کریں اُسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ  
سمجھیں۔ ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعثِ قرب ہے۔ اللہ جلد انہیں رحمت  
میں داخل کرے گا۔

حضور کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا | ا - اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا

إِلَى رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا  
 أَنْ لَهُمْ قَدَمٌ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط (يونس - ۲)  
 ترجمہ: کیا لوگوں کو اس کا اچھنبا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی  
 کہ لوگوں کو ڈرناؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے ان کے رب  
 کے پاس سچ کا مقام ہے۔

۲۔ اِنْتَنِي لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ه (هود - ۲)  
 ترجمہ: بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے  
 والا ہوں۔

۳۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ه (الفرقان - ۵۶)  
 ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سنانا۔  
 ا۔ اِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ  
 أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ه (البقرة - ۱۱۹)  
 ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور ڈر سنانا اور تم سے  
 دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا۔

۴۔ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ  
 مِّنَ الرَّسُولِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ  
 فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ ط (المائدة - ۱۹)  
 ترجمہ: اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف  
 لاتے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا  
 آنا مدتوں بند رہا تھا کہ کبھی کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشی سنانے والا نہ  
 آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لاتے ہیں۔  
 ۵۔ اِنَّا اِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ه (الاعراف - ۱۸۸)  
 ترجمہ: میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

۷- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝

(الاحزاب - ۴۵)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و  
ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈرسانا۔

۸- وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا  
وَ لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (سبا - ۲۸)

ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں  
کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈرسانا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

۹- إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۝ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ  
إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝ (فاطر - ۲۲)

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا جو خوشخبری دیتا  
اور ڈرسانا اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈرسانے والا گزر چکا۔

۱۰- إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۝ ط (ہود - ۱۲)

ترجمہ: تم ڈرسانے والے ہو۔

۱۱- إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ ۝ وَبِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (الرعد - ۷)

ترجمہ: تم تو ڈرسانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی۔

۱۲- وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ۝ (الحجر - ۸۹)

ترجمہ: اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں صاف ڈرسانے والا۔

۱۳- أَوْ لَمْ يَتَّفَكُرُوا ۝ أَمْ أَبْصَارُهُمْ مِّنْ جَنَّةٍ ۝ إِنَّ

هُوَ الْأَنْذِيرُ الْمُبِينُ ۝ (الاعراف - ۱۸۴)

ترجمہ: کیا سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو جنوں سے کچھ واسطہ نہیں وہ تو صاف  
ڈرسانے والے ہیں۔

۱۴- قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ (الحج - ۴۹)



ترجمہ: تم فرما دو کہ اے لوگو! میں تو یہی تمہارے لئے صریح ڈرسانے والا ہوں۔  
 ۱۵ - تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُوْنَنَّ لِلْعٰلَمِيْنَ  
 نٰذِيْرًا (الفرقان - ۱)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان  
 کو ڈرسانے والا ہو۔

۱۶ - فَقُلْ اِنَّمَا اَنَا مِنَ الْمُنذِرِيْنَ ۝ (النمل - ۹۲)

ترجمہ: تو فرما دو کہ میں تو یہی ڈرسانے والا ہوں۔

۱۷ - وَاِنَّمَا اَنَا نٰذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (العنكبوت - ۵۰)

ترجمہ: اور میں تو یہی صاف ڈرسانے والا ہوں۔

۱۸ - اِنْ هُوَ اِلَّا نٰذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝

(سبا - ۲۶)

ترجمہ: وہ تو نہیں مگر تمہیں ڈرسانے والے ایک سخت عذاب کے آگے۔

۱۹ - اِنْ اَنْتَ اِلَّا نٰذِيْرٌ ۝ (فاطر - ۲۳)

ترجمہ: تم تو یہی ڈرسانے والے ہو۔

۲۰ - قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنذِرٌ وَمَا مِنْ اِلٰهِ اِلَّا اللهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

(ص - ۶۵)

ترجمہ: تم فرماؤ میں ڈرسانے والا ہی ہوں اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ  
 سب پر غالب۔

۲۱ - اِنْ يُّوْحَىٰ اِلَيَّْ اِلَّا اَنْتَ اِنَّمَا اَنَا نٰذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (ص - ۷۰)

ترجمہ: مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر روشن ڈرسانے والا۔

۲۲ - اِنْ اَتَّبِعْ اِلَّا مَا يُّوْحَىٰ حٰی اِلَيَّْ وَمَا اَنَا اِلَّا نٰذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (الاحقاف - ۹)

ترجمہ: میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر صاف  
 ڈرسانے والا۔

۲۳۔ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (الذاریت - ۵۰)  
ترجمہ: بے شک میں اُس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے  
والا ہوں۔

۲۴۔ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النَّذِرِ الْاُولٰی ۝ (النجم - ۵۶)

ترجمہ: یہ ایک ڈر سنانے والے ہیں اگلے والوں کی طرح۔

۲۵۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ مَّنْ یَّحْشَاهُ (النزعت - ۲۵)

ترجمہ: تم تو فقط اُسے ڈرانے والے ہو جو قیامت سے ڈرنے والا ہو۔

۱۔ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ وَ رَحْمَتُهُ  
حضور پر خدا کا خاص فضل | لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ یُّضِلُّوْكَ ط

وَ مَا یُضِلُّوْنَ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ وَ مَا یُضِرُّوْكَ مِنْ شَیْءٍ ط وَ اَنْزَلَ  
اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط

وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ۝ (النساء - ۱۱۳)

ترجمہ: اور اے محبوب! اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا تو ان میں سے کچھ  
لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکا دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں اور  
تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں  
سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

۲۔ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ ط اِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا

(بنی اسرائیل - ۸۷)

ترجمہ: مگر تمہارے رب کی رحمت بے شک تم پر اُس کا بڑا فضل ہے۔

۳۔ وَ مَا كُنْتَ تَرْجُو اَنْ یُّلْقٰی اِلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ

رَبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظٰهِرًا لِّلْكَافِرِیْنَ ۝ (القصص - ۸۶)

ترجمہ: اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی ہاں تمہارے رب  
نے رحمت فرمائی تو تم ہرگز کافروں کی پشتی نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور کو کبھی نہیں چھوڑا | مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝

(الضحیٰ — ۳)

ترجمہ: کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ ناپسند جانا۔

حضور کا آخر اول سے بہتر ہے | وَاللَّائِحَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ  
الْوَالِي ۝ (الضحیٰ — ۴)

ترجمہ: بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد | وَكَسُوفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ  
فَتَرْضَىٰ ۝ (الضحیٰ — ۵)

ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ۔

اللہ نے حضور کو یتیمی میں پناہ دی | اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاْوَىٰ ۝  
(الضحیٰ — ۶)

ترجمہ: کیا اُس نے تمہیں یتیم نہیں پایا پھر جگہ دی۔

حضور کو خدا نے غنی کیا | وَوَجَدَكَ عَائِلًا غَنِيًّا ۝  
(الضحیٰ — ۸)

ترجمہ: اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔

حضور نے دوسروں کو غنی کر دیا | وَ مَا نَقَمُوا اِلَّا اَنْ اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ  
وَرَسُوْلًا مِّنْ فَضْلِهِ (التوبہ - ۷۴)

ترجمہ: اور انہیں کیا بُرا لگا؟ یہی ناکہ اللہ ورسول نے اپنے فضل سے  
غنی کر دیا۔

حضور کے پیروں سے خدا کی محبت | قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ  
فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران - ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرما دو۔ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے

فرمانبردار بن جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضور اہل کتاب کے قبلہ کے تابع نہیں | وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قَبْلَتَهُمْ  
(البقرہ - ۱۴۵)

ترجمہ: اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو۔

حضور کی امت سب امتوں سے افضل ہے | وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ  
أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا

شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرہ - ۱۴۳)  
ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

۲۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ  
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران - ۱۱۰)  
ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

حضور کے متبعین کے لئے فلاح | فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ  
وَ نَصَرُوهُ وَ اتَّبَعُوا النُّورَ

الَّذِي أَنْزَلَ مَعَهُ أَوْ لِلَّذِينَ هُمْ الْمُضِلُّونَ (الاعراف - ۱۵۷)  
ترجمہ: تو وہ جو اُس پر ایمان لائیں اور اُس کی تعظیم کریں اور اُس سے مدد دیں اور اُس نور کی پیروی کریں جو اُس کے ساتھ اترتا رہی با مراد ہوتے۔

حضور کے اخلاق ستودہ | ا۔ فِيمَا رَحِمَهُ مِنَ اللَّهِ  
إِنِّي لَأَنْتَ لَهُمْ ج وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا

عَلِيظًا الْقَلْبُ لَا أَنْفَضُوا مِنْ حَوْلِكَ ص فَاعْفُ عَنْهُمْ  
وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ج فَإِذَا عَزَمْتَ

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ (آل عمران - ۱۵۹)  
 ترجمہ: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم اُن کے لئے نرم  
 دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گروے  
 پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور اُن کی شفاعت کرو اور کاموں  
 میں اُن سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو  
 بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

۲- أُولَئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ  
 عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا  
 بَلِيغًا ۝ (النساء - ۶۳)

ترجمہ: اُن کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو تم اُن سے چشم پوشی کرو  
 اور انہیں سمجھا دو اور اُن کے معاملہ میں اُن سے رسا بات کہو۔

۳- وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا وَإِلَى  
 رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُونِهِ وَاِلَىٰ "وَلَا شَافِعَ" لَعَلَّهُمْ  
 يَتَّقُونَ ۝ (الانعام - ۵۱)

ترجمہ: اور اس قرآن سے انہیں ڈراؤ جنہیں خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف  
 سے یوں اٹھائے جائیں کہ اللہ کے سوانہ اُن کا کوئی حمایتی ہو نہ کوئی سفارشی  
 اس امید پر کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔

۴- وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْقَدَاةِ وَالْعَشِيِّ  
 يُرِيبُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ  
 مِنْ شَيْءٍ وَمِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ  
 فَتَكُونَنَّ مِنَ الظَّالِمِينَ (الانعام - ۵۲)

ترجمہ: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس  
 کی رضا چاہتے تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے

حساب سے کچھ نہیں پھرا نہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔  
 ۵۔ وَكَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهَذَا لَآءُ  
 مِّنَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّكِرِينَ  
 (الانعام - ۵۳)

ترجمہ: اور یوں ہی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے کے لئے فتنہ بنایا کہ  
 مالدار کافر، محتاج مسلمانوں کو دیکھ کر کہیں کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا  
 ہم میں سے کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو۔

۶۔ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ  
 كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَن عَمِلَ مِنكُمْ  
 سُوءًا مَّ بَجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَصْلَحَ فَإِنَّهُ  
 غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (الانعام - ۵۴)

ترجمہ: اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے  
 ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت  
 لازم کر لی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ بُرائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ  
 کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۷۔ وَكَذَلِكَ نَفُصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (الانعام - ۵۵)  
 ترجمہ: اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں اور اس لئے کہ مجرموں  
 کا راستہ ظاہر ہو جائے۔

۸۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ  
 وَتَحْزَنَ عَلَيْهِمْ وَخَفِضْ جَنَاحَكَ  
 لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ (الحجر - ۸۸)

ترجمہ: اور اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو  
 برتنے کو دی اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کو اپنی رحمت کے پروں میں نہ لو۔

۹- وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ  
وَالْعُتْيِ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ  
تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تَطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا  
قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبِعْ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا  
(الكهف - ۲۸)

ترجمہ: اور اپنی جان اُن سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے  
ہیں اُس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ  
پڑیں کیا تم دُنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے؟ اور اُس کا کہا نہ مانو جس کا دل  
ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اُس  
کا کام حد سے گزر گیا۔

۱۰- وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَ مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِرْ مِنْ قَفِ وَ مَنْ  
شَاءَ فَلْيُكْفُرْ ج (الكهف - ۲۹)

ترجمہ: اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان  
لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

۱۱- وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ه (الشراء - ۲۱۵)

ترجمہ: اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے۔

۱۲- فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ه (الشراء - ۲۱۶)

ترجمہ: تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرما دو میں تمہارے کاموں سے بے  
علاقہ ہوں۔

۱۳- فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ه (الصَّفَات - ۱۷۴)

ترجمہ: تو ایک وقت تک تم اُن سے منہ پھیر لو۔

۱۴- وَأَبْصُرْ هُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ه (الصَّفَات - ۱۷۵)

ترجمہ: اور انہیں دیکھتے رہو کہ عنقریب وہ دیکھیں گے۔

۱۵- اَفْبَعَذَ ابْنَايَ تَتَعَجَّلُونَ ۝ (الصُّفَّت - ۱۴۶)

ترجمہ: تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔

۱۶- فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ (الصُّفَّت - ۱۴۷)

ترجمہ: پھر جب اترے گا ان کے آنکھن میں تو ڈراتے گیوں کی کیا ہی بُری صبح ہوگی۔

۱۷- فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۚ وَلَا تُكِنُّ كَصَاحِبِ الْحُوتِ ۚ اِذَا نَادَىٰ

وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۝ (الفلم - ۲۸)

ترجمہ: تو تم اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو اور اُس مچھلی والے کی طرح نہ ہونا جب

اس حال میں پکارا کہ اُس کا دل گھٹ رہا تھا۔

۱- وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

حضور کی شفقت و رحمت

(التوبة - ۶۱)

ترجمہ: اور جو تم میں مسلمان ہیں اُن کے واسطے رحمت ہیں۔

۲- لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَنِ بَيْنِ عَالِيَةٍ مَّا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبة - ۱۲۸)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لاتے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا

مشقت میں پڑنا گرا ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں

پر کمال مہربان ہے۔

۳- فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (التوبة - ۱۲۹)

ترجمہ: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی

کی بندگی نہیں۔ میں نے پھر اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

۴- فَلَمَّا كَفَتْ اٰخِذْ بِاُذُنِ الْوَيْلِ مِنَ الْبُرْجِ اذْهَبْ ۚ نَفْسُكَ عَلٰى اٰتَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا

بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسْفَا ۝ (الكهف - ۶)

ترجمہ: تو کہیں تم ابرہہ جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر



ایمان نہ لائیں غم سے۔

۱۔ قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ  
أَجْرًا ۖ إِن هُوَ إِلَّا ذِكْرًا

لِلْعَالَمِينَ ۝ (الانعام - ۹۱)

ترجمہ: تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت  
سارے جہان کو۔

۲۔ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۗ إِن هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝

(یوسف - ۱۰۴)

ترجمہ: اور تم اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے یہ تو نہیں مگر سارے  
جہان کو نصیحت۔

۳۔ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخُرْجٌ مِّن رَّبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا هُوَ خَيْرٌ

الرِّزْقَيْنِ ۝ (المؤمنون - ۷۲)

ترجمہ: کیا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو تمہارے رب کا اجر سب سے  
بھلا اور سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

۴۔ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنَّمَا أَنَا خَائِفٌ لِّمَن يَتَّخِذُ

إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ (الفرقان - ۵۷)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر جو چاہے کہ اپنے  
رب کی طرف راہ لے۔

۵۔ قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِن أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ

اللَّهِ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ (بنا - ۴۷)

ترجمہ: تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہیں کو، میرا اجر تو  
اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

۶۔ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ۝ (ص - ۸۶)

ترجمہ: سب سے تم فرماؤ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں نہیں۔

۷۔ قُلْ لَوْ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (الشوریٰ ۲۳)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

۸۔ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَفْرُومٍ مُثْقَلُونَ ۗ (الطور ۴۰)

ترجمہ: یا تم ان سے کچھ اجر مانگتے ہو تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں۔

۱۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ  
وَ لَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط (الاعزاب ۴)

حضور آخری نبی ہیں

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں سب نبیوں میں پچھلے۔

۲۔ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ط (المائدہ ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

۳۔ وَ لَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ ۗ

(البقرہ ۸۹)

ترجمہ: اور جب ان کے پاس اللہ کی آخری کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (تورات) کی تصدیق فرماتی ہے۔

۴۔ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيكَ صِرَاطًا

مُسْتَقِيمًا ۗ (الفتح ۲)

ترجمہ: اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

## اسمائے نبوی کا تذکرہ قرآن میں

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں فضائل میں سے ایک اہم فضیلت یہ ہے کہ آپ کی صفاتِ حسنہ کے مطابق آپ کے اسمائے گرامی بھی بکثرت موجود ہیں۔ اسمانی صحائف، قرآن حکیم اور احادیث میں ان اسمائے مبارکہ کا ذکر و جہر ثنادابی قلب و نظر ہے۔ خدا کے بعد یہ شرف آپ ہی کے لئے مخصوص ہے۔ کثرتِ اسمائے حسنیٰ مسیٰ کے شرف و اجتناب پر دلالت کرتی ہے کیونکہ یہ صفائی نام کسی نہ کسی صفت سے متعلق ہوتے ہیں۔ ذیل میں آپ کے صرف وہ اسمائے گرامی درج کئے جا رہے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہوا ہے اور ساتھ ہی وہ آیاتِ مقدسہ بھی تحریر کی جا رہی ہیں جن میں ان اسماء کا ذکر ہوا ہے یا جن سے وہ مستنبط ہیں۔ حوالہ میں سورۃ کا نام اور آیت کا نمبر لکھ دیا گیا ہے۔

نمبر	اسم نبوی	آیت مقدسہ	حوالہ
۱	الْأَمْرُ	يَا مَعْشَرَ النَّبِيِّينَ	الاعراف - ۱۵۷
۲	أَحْمَدُ	وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنَ بَعْدِي	الصف - ۶
۳	الْأُمِّيَّةُ	اسْمُهُ أَحْمَدُ ط	الاعراف - ۱۵۷
۴	الْأَمِينُ	الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ	الدخان - ۸
۵	الْبُرْهَانُ	إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝	النساء - ۱۷۵
۶	الْبَيِّنَةُ	قَدْ جَاءَكُمْ بَرَاهِيقٌ	الانعام - ۱۵۸
۷	الْتَّالِي	فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ	العنكبوت - ۲۵
۸		أَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ	

نمبر شمار	اسم نبوی	آیت مقدّسه	حوالہ
۸	الْحَرِیصُ	حَرِیصٌ عَلَیْكُمْ	التوبة - ۱۲۸
۹	الْحَكَمُ	حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ	النساء - ۶۵
۱۰	حَمّ	حَمّ ۛ	المجاثیة - ۱
۱۱	الْحَاتِمُ	وَ خَاتَمَ النَّبِیْنَ ط	الاحزاب - ۴۰
۱۲	الذَّكْرُ	وَ اذْكُرْ رَبَّكَ	الاعراف - ۳۰۵
۱۳	الرَّاضِی	لَعَلَّكَ تَرْضٰی	طه - ۱۳۰
۱۴	الرَّسُوْلُ	یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ	المائدة - ۴۱
۱۵	رَسُوْلُ اللّٰهِ	مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ط	الفتح - ۲۹
۱۶	السَّاجِدُ	وَ كُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ ۛ	الحجر - ۹۸
۱۷	السَّرَاجُ	وَ هِیَ اِجَامُنِیْرٌ ۛ	الاحزاب - ۴۶
۱۸	الشَّاکِرُ	وَ كُنْ مِنَ الشَّكْرِیْنَ ۛ	الاعراف - ۱۴۴
۱۹	الشَّاهِدُ	اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَهِدًا	الاحزاب - ۴۵
۲۰	الشَّمْسُ	وَ الشَّمْسُ وَ ضُحٰیهَا ۛ	الشمس - ۱
۲۱	الصَّابِرُ	وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۛ	المدثر - ۷
۲۲	الصَّاحِبُ	مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ	النجم - ۲
۲۳	صَاحِبُ الْحِكْمَةِ	وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ	النساء - ۱۱۳
۲۴	صَاحِبُ الْخَوْضِ	اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۛ	الکوثر - ۱
۲۵	صَاحِبُ الْقُرْآنِ	وَ لَقَدْ اَتَيْنَاكَ سُبْحٰنَ الْمَثٰنِیْ	
		وَ الْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ ۛ	الحج - ۸۷
۲۶	صَاحِبُ الْكِتَابِ	وَ مَنَّا لِنَا عَلَیْكَ الْكِتَابَ	النحل - ۸۹
۲۷	صَاحِبُ الْوَحْیِ	ثُمَّ اَوْحٰیْنَا اِلَیْكَ	النحل - ۱۲۳
۲۸	الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ	وَ اِذْكَ لَتَّخَذِیْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۛ	الشوری - ۵۲

نمبر شمار	اسم نبوی	آیت مقدسہ	حوالہ
۲۹	الضُّحٰی	وَ الضُّحٰی	الضحیٰ - ۱
۳۰	الطَّاهِرُ	وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ه	البقرة - ۲۲۲
۳۱	طَسَّ	طَسَّ قَف	النمل - ۱
۳۲	طَه	طَه ه	طه - ۱
۳۳	الطَّيِّبُ	وَ الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ	النور - ۲۶
۳۴	ظَلُّ اللّٰه	الْمَ تَرَىٰ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الْبَصَرَ	الفرقان - ۴۵
۳۵	الْعَابِدُ	وَ اعْبُدْ رَبَّكَ	الحجر - ۹۹
۳۶	الْعَالِمُ	فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	محمد - ۱۹
۳۷	الْعَبْدُ	سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهِ	بنی اسرائیل - ۱
۳۸	عَبْدُ اللّٰهِ	وَ اَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ	الجن - ۱۹
۳۹	الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰی	فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی	البقرة - ۲۵۶
۴۰	الْفَجْرِ	وَ الْفَجْرِ ه	الفجر - ۱
۴۱	الْقَارِیُّ	اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ	العلق - ۱
۴۲	الْقَاضِیُّ	اِذَا قَضٰی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمْرًا	الاحزاب - ۳۶
۴۳	قَدَمٌ صِدْقٍ	اِنَّ لَهُمْ قَدَمٌ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ	یونس - ۲
۴۴	الْمَامُوْرُ	وَ اسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ ج	الشوریٰ - ۱۵
۴۵	الْمُبَشِّرُ	يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا وَّ مُبَشِّرًا	الاحزاب - ۴۵
۴۶	الْمُبْعُوْثُ	هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاَوْمِیْنِ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ	الجمعة - ۲
۴۷	الْمُبَلِّغُ	يٰۤاَيُّهَا الرُّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنزِلَ اِلَيْكَ	المائدة - ۶۷
۴۸	الْمُبَيِّنُ	مِنْ رَبِّكَ ط	النحل - ۴۴
۴۹	الْمُبْتَلِیُّ	لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ وَ تَبْتَلٰ اِلَيْهِ تَبْتِیْلًا ه	المنزل - ۸

بمَثَلِ	اسم نبوی	آیت مقدّسه	حوالہ
۵۰	الْمُتَوَكِّلُ	وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ط	الاحزاب - ۲۸
۵۱	الْمُتَهَجِّدُ	وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ط	بنی اسرائیل - ۷۹
۵۲	الْمُجْتَبَى	وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مَنْ رُسِلَهُ مِنْ يَشَاءُ ط	آل عمران - ۱۷۹
۵۳	الْمَحْفُوظُ	يَحْفَظُونَكَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ط	الرعد - ۱۱
۵۴	مُحَمَّدٌ	وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ط	آل عمران - ۱۴۴
۵۵	مُحَمَّدٌ	عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مُمَجَّدًا ط	بنی اسرائیل - ۷۹
۵۶	الْمُخْتَارُ	وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ط	القصص - ۶۸
۵۷	الْمُدَّثِّرُ	يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝	المدثر - ۱
۵۸	الْمُذَكَّرُ	إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكَّرٌ ۝ ط	الغاشية - ۲۱
۵۹	الْمُرْتَضَى	إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ ط	الجن - ۳۷
۶۰	الْمُرْتَلِّ	وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ ط	الزمل - ۲
۶۱	الْمُرْسَلُ	إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ ط	الاحزاب - ۴۵
۶۲	الْمُرْفُوعُ	وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ ط	الانشراح - ۲
۶۳	الْمُنَكِّي	وَيُنَ كِيهِمْ ط	آل عمران - ۱۶۲
۶۴	الْمُنْمَلُ	يَا أَيُّهَا الْمُنْمَلُ ط	المنزل - ۱
۶۵	الْمُبْسَحُ	فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ ط	الواقعة - ۷۴
۶۶	الْمُسْتَعِيدُ	فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ط	النحل - ۹۸
۶۷	الْمُسْتَغْفِرُ	وَاسْتَغْفِرْ لِدُنُوبِكَ ط	محمد - ۱۹
۶۸	الْمُسْتَقِيمُ	وَاسْتَقِيمْ كَمَا أُمِرْتَ ط	الشورى - ۱۵
۶۹	الْمُصَدِّقُ	مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ط	البقرة - ۹۷
۷۰	الْمُصَدِّقُ	بِصَدَقَ بِهِ ط	الزمر - ۳۳
۷۱	الْمُصْطَفَى	لَقَدْ يُصْطَفَىٰ مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَ مِنَ النَّاسِ ط	الحج - ۷۵

آیت مقدّسہ	اسم نبوی	نمبر
فَصَلِّ لِي بِكَ	الْمُصَلِّي	۷۲
وَيُطَهِّرْكُمْ تَطْهِيرًا	الْمُطَهِّر	۷۳
وَتُعِزِّرُ رَوْهَةً	الْمُعِزِّر	۷۴
وَاللَّهُ يَعِصُكَ مِنَ النَّاسِ	الْمُعْصُوم	۷۵
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ	الْمُعَلِّم	۷۶
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ	الْمُعَلِّم	۷۷
لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ	الْفَقُور	۷۸
وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ	الْمُفَضَّل	۷۹
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	الْمُقْتَدَى	۸۰
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ	الْمُقَرَّب	۸۱
إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ	الْمَكْفَى	۸۲
فِيمَا رَحِمْتَهُ مِنَ اللَّهِ لَئِن لَّهُمْ جَسْمًا	الْمَلِين	۸۳
سَمِعْنَا مُنَادِيًا	الْمُنَادَى	۸۴
إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ	الْمُنذِر	۸۵
وَيَنْصُرُكَ اللَّهُ نَصْرًا عَظِيمًا	الْمَنْصُور	۸۶
وَسِوَا جَا مَنِيرًا	الْمَنِير	۸۷
وَتَوْقِرُوهُ	الْمَوْقِر	۸۸
أَمِنَ الرَّسُولُ	الْمُؤْمِن	۸۹
وَإَيْدُهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا	الْمُؤَيَّد	۹۰
وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا	الْمُهْدَى	۹۱
وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ	النَّاهِي	۹۲
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ	النَّبِيُّ	۹۳

نمبر شمار	اسم نبوی	آیت مفتر	حوالہ
۹۴	النَّجْمُ	وَالنَّجْمِ اِذَا هَوَىٰ ۝	النجم - ۱
۹۵	النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝	النَّجْمِ الثَّاقِبِ ۝	الطارق - ۳
۹۶	النِّعْمَةُ	يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ	النحل - ۸۳
۹۷	الْهَادِي	وَ اِنَّكَ لَتَهْدِي	الشورى - ۵۲
۹۸	يَسَّ	يَسَّ	يس - ۱

## حضور کا اسماء الحسنیٰ سے موسوم ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب جناب محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خود اپنے اسماء الحسنیٰ سے بھی نوازا ہے۔ قرآن حکیم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ذیل اسماء گرامی مذکور ہیں :-

- ۱۔ اسم الہی - اَحْسَنُ - فَتَبٰرَكَ اللهُ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ (المؤمنون - ۱۴)
- ۲۔ اسم نبوی - اَحْسَنُ - لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ (التين - ۴)
- ۳۔ اسم الہی - بَشِيْرٌ - يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ - (التوبة - ۲۱)
- ۴۔ اسم نبوی - وَبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف - ۱۸۸)
- ۵۔ اسم الہی - الْحٰكِمُ - حَتّٰى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۝ (الاعراف - ۸۷)
- ۶۔ اسم نبوی - فَاحْكُم بَيْنَهُمْ - (العائدۃ - ۴۸)
- ۷۔ اسم الہی - الْحَقُّ - وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ - (الاحزاب - ۴)
- ۸۔ اسم نبوی - قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۝ (يونس - ۱۰۸)
- ۹۔ اسم الہی - الْخَبِيْرُ - وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ (الملک - ۱۴)
- ۱۰۔ اسم نبوی - فَسَلِّ بِهٖ خَبِيْرًا ۝ (الفرقان - ۵۹)



- ٤ - اسم الہی - اَلدَّاعِي - وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى دَارِ السَّلَامِ (يونس - ٢٥)
- اسم نبوی - // - وَ اِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (المؤمنون ٤٣)
- ٥ - اسم الہی - اَلرَّحْمَةُ - وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ط (الكهف - ٥٨)
- اسم نبوی - // وَ مَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ه (الانبيا ١٠٤ - ١٠٤)
- ٨ - اسم الہی - اَلرَّحِيْمُ - هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ه (البقرة - ١٦٢)
- اسم نبوی - // - بِالْمُؤْمِنِيْنَ رِءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ه (التوبة - ١٢٨)
- ٩ - اسم الہی - اَلرِّءُوْفُ - اِنَّ رَبَّكُمْ لَرِءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط (النحل - ٤)
- اسم نبوی - // - بِالْمُؤْمِنِيْنَ رِءُوْفٌ - (التوبة - ١٢٨)
- ١٠ - اسم الہی - اَلتَّهِيْدُ - وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ط (الفتح - ٢٨)
- اسم نبوی - // - وَ يَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ط (البقرة - ٩٤)
- ١١ - اسم الہی - اَلصَّادِقُ - وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ه (النساء - ٨٤)
- اسم نبوی - // - مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (البقرة - ٩٤)
- ١٢ - اسم الہی - اَلْعَزِيْزُ - اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ه (الحج - ٢٠)
- اسم نبوی - // - لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ (التوبة - ١٢٨)
- ١٣ - اسم الہی - اَلْعَظِيْمُ - وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ه (البقرة - ٢٥٥)
- اسم نبوی - // - وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ه (القلم - ٢)
- ١٢ - اسم الہی - اَلْعَفُوْرُ - اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوْرٌ غَفُوْرٌ ه (الحج - ٤٠)
- اسم نبوی - // - فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اَصْفَحْ ط (المائدة - ١٣)
- ١٥ - اسم الہی - اَلْعَلِيْمُ - اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلِقُ الْعَلِيْمُ ه (الحجر - ٨٤)
- اسم نبوی - // - وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط (النساء - ١١٣)
- ١٤ - اسم الہی - اَلْفَتّٰحُ - وَ هُوَ الْفَتّٰحُ الْعَلِيْمُ ه (سبا - ٢٤)
- اسم نبوی - // - فَقَدْ جَاءَكُمْ اَلْفَتْحُ ج (الانفال - ١٩)
- ١٤ - اسم الہی - اَلْقَائِمُ - قَائِمًا بِالْقِسْطِ ط (آل عمران - ١١٨)

- اسم نبوی - اتقائم - وَأَنْتَ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ (الجن - ۱۹)
- ۱۸ - اسم الہی - الْكِرِيمُ - يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ (الانفطار - ۷)
- اسم نبوی - ۱۹ - ۱۹ - إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (التكوير - ۱۹)
- اسم الہی - ۱۹ - ۱۹ - أَلَمْبِينُ - إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ (النور - ۲۵)
- اسم نبوی - ۱۹ - ۱۹ - إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ (الحج - ۲۹)
- اسم الہی - ۲۰ - ۲۰ - أَلْمُهَيْمِنُ - أَمَلِكُ الْقُدُوسِ السَّلَامِ الْمُؤْمِنِ الْمُهَيْمِنِ (الحشر - ۲۳)
- اسم نبوی - ۲۱ - ۲۱ - وَمُهَيْمِنًا عَلَيَّ (المائدة - ۲۸)
- اسم الہی - ۲۱ - ۲۱ - النَّاصِرُ - نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ (الانفال - ۲۰)
- اسم نبوی - ۲۲ - ۲۲ - وَ لَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ (العنكبوت - ۲۰)
- اسم الہی - ۲۲ - ۲۲ - النَّذِيرُ - فَاذْذُرْتُمْ نَارًا تَلْقَوْنَ (البل - ۱۳)
- اسم نبوی - ۲۳ - ۲۳ - إِنَّ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ (فاطر - ۲۳)
- اسم الہی - ۲۳ - ۲۳ - النُّورُ - اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (النور - ۳۵)
- اسم نبوی - ۲۴ - ۲۴ - قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (المائدة - ۱۵)
- اسم الہی - ۲۴ - ۲۴ - الْوَلِيُّ - اللَّهُ وَرَى الَّذِينَ آمَنُوا - (البقرة - ۲۵۷)
- اسم نبوی - ۲۵ - ۲۵ - إِنَّمَا وَرَىٰ لَكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (المائدة - ۵۵)
- اسم الہی - ۲۵ - ۲۵ - لَهْدَى - إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى (البقرة - ۱۲۰)
- اسم نبوی - ۲۶ - ۲۶ - وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِّن رَّبِّهِمْ الْهُدَى (النجم - ۲۳)

## حضور کا صفاتِ الہیہ سے متصف ہونا

اللہ تعالیٰ اپنے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝ (الاحزاب - ۴۳)

ترجمہ: اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

اور دوسرے مقام پر اپنے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد

فرمایا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَنِ بَيْنِ عَيْنَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ  
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ (التوبة - ۱۲۸)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لاتے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا

مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے۔

مسلمانوں پر کمال مہربان۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ میں بندوں کو دعا کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ (الفاتحة - ۵)

ترجمہ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔

سورۃ الشوریٰ میں حضور کے متعلق فرمایا۔

وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (الشوریٰ - ۵۲)

ترجمہ: اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ  
عَلَيْهِمْ ۝ (الفاتحة - ۵ - ۶)

ترجمہ: ہم کو یہ ہمارا ستہ چلا۔ راتہ اُن کا جن پر تُو نے احسان کیا۔

سورة الاحزاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِي اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ  
عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاَتَى اللهُ ط (الاحزاب - ۲۷)

ترجمہ: اور اے محبوب ایسا کرو جب تم فرماتے تھے اُس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَاَمَلِكْتُمْ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ  
الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ ط (الاحزاب - ۴۳)

ترجمہ: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیرے سے اُجالے کی طرف نکالے۔

سورة ابراہیم میں اپنے حبیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق فرمایا ہے:

الَّذِي كَتَبْنَا اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ  
اِلَى النُّوْرِ لَا يَآذِنُ رَبِّهِمْ اِلَى صِرَاطٍ الْعَنِزِ الْحَمِيْدِ ؕ (ابراہیم - ۱)

ترجمہ: ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اُجالے میں لاؤ۔ ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو عزت والا

سب خوبوں والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ط بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ  
يَّشَاءُ (النساء - ۲۹)

ترجمہ: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے۔

سورۃ الجمعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے:  
 هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِينَ رُسُلًا وَمِنْهُمْ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ  
 آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعة-۲)  
 ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان  
 پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب  
 اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے۔

وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ ۝ (آل عمران - ۹۸)

ترجمہ: اور تمہارے کام اللہ کے سامنے ہیں۔

دوسرے مقام پر حضور کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:-

۱- فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ  
 عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ (النساء - ۴۱)

ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب!  
 تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں۔

۲- وَيَكُونَنَّ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝ (البقرة - ۱۴۳)

ترجمہ: اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

اللہ تعالیٰ اپنے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّبَكَ بِبَلَدِكَ الْكَرِيمِ ۝ (الانفطار - ۶)

ترجمہ: اے آدمی! تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔

دوسری جگہ حضور کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ (التكوير - ۱۹)

ترجمہ: بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا:-

فَتَعَلَى اللَّهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج

(المؤمنون - ۱۱۶)

ترجمہ: تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ۔

اپنے محبوب کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَشَهِدُوا أَنَّ الْمُرْسُولَ حَقٌّ

(آل عمران - ۱۸۶)

ترجمہ: اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ ه

(الحج - ۴۰)

ترجمہ: بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

دوسرے مقام پر حضور کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تَنْ أَلْ تَطَّلِعُ عَلَى خَائِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ط إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ه

(المائدة - ۱۳)

ترجمہ: اور تم ہمیشہ ان کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے سوائے کچھوں

کے تو انہیں معاف کرو اور درگزر کرو۔ بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل میں اپنے محبوب کو شامل فرماتے

ہوتے ارشاد فرمایا ہے

۱- وَ مَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَعْنَاهُمْ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ مِنْ

فَضْلِهِ ج (التوبة - ۷۴)

ترجمہ: اور انہیں کیا بُرا لگا یہی ناکہ اللہ و رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

۲- وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ لَا وَ

قَالُوا أَحْسَبْنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَ رَسُولُهُ

إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ه (التوبة - ۵۹)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا کہ اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے

اُن کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اور  
اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

۳۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ (الاحزاب - ۳۷)

ترجمہ: جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کے اعمال کو اللہ اور رسول دونوں دیکھتے ہیں۔

۱۔ وَقُلْ اَعْمَلُوا فَاَسَیْرِی اللّٰهُ عَمَلِكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

(التوبة - ۱۰۵)

ترجمہ: اور تم فرماؤ۔ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول  
اور مسلمان۔

اللہ تعالیٰ نے حضور کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا =

۱۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ

وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ج (الانفال - ۱۷)

ترجمہ: تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے کیا اور اے محبوب! وہ خاک جو تم

نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

۲۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبٰیِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبٰیِعُوْنَ اللّٰهَ بِیَدِ اللّٰهِ

فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ج (الفتح - ۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اُن

کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

*[Faint, illegible handwritten text in Urdu script, likely bleed-through from the reverse side of the page.]*



باب چہارم

نورِ مُصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم



## نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر کجا بینی جهان رنگ و بو      آنکہ از خاکش بروید آرزو  
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است      یاز نورِ مصطفیٰ اورا بہاست

راقبال رحمۃ اللہ علیہ

نور و بشر کا مسئلہ آجکل نہایت اختلافی و نزاعی صورت اختیار کر چکا ہے حالانکہ قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا واضح ثبوت موجود ہے مگر اس کو کیا کیا جائے کہ کچھ بہت دھرم لوگ علمائے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر ثابت کرنے میں زبان و قلم کا پورا زور صرف کر کے اپنی سوختہ، سختیوں کے کتبے لکھ رہے ہیں۔ ہمیں اُن کی معاندانہ ضد سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ یہ ثقافت اُن کا مقدر ہے۔ قلب و ذہن پر جب تہ بہ تہ تاریکیوں کا تسلط ہو تو دلیل و برہان کی شعاعیں راہ نہیں پاسکتیں۔ ہمارا رویہ سخن تو اُن سادہ لوح مسلمانوں کی طرف ہے جو حقائق سے نابلد ہونے کے باعث اُن کی کھوکھلی لفاظیوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ذیل میں انہیں لوگوں کی تفہیم کے لیے قرآن و حدیث سے مسکت دلائل فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اہل سنت حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت اور نورانیت دونوں کے قائل ہیں۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مماثلت کا دعویٰ کرنے والوں کو گستاخ اور بے ادب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء کو اپنی مثل بشر کہنا ہمیشہ سے کفار کا دستور رہا ہے۔

قرآن کریم میں بشر سے متعلق دو قسم کی آیات ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔  
 ا:- جن آیات میں انبیاء علیہم السلام سے کہا گیا ہے کہ ہم تم جیسے بشر ہیں تو  
 مطلب یہ ہے کہ خالص مخلوق ہونے میں ہم تم جیسی مخلوق ہیں کہ جس طرح تم نہ  
 خدا ہو نہ خدا کے بیٹے اور نہ خدا کے ساتھی۔ اسی طرح ہم نہ خدا ہیں نہ اُس  
 کے بیٹے اور نہ اُس کے شریک۔

ب:- جن آیات میں انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنے والوں کو کافر کہا گیا ہے ان کا مطلب  
 یہ ہے کہ جو انبیاء کی ہمسری اور برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے انہیں بشر کہے یا  
 ان کی اہانت کی غرض سے انہیں بشر کہے۔

ا کے ثبوت میں درج ذیل آیات ہیں!

۱- قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنَّمَا إِلَهُمُ اللَّهُ  
 وَ أَحَدٌ ج (الکھف - ۱۱۰)

ترجمہ: تم فرماؤ ظاہری صورت بشری میں تو تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا  
 معبود ایک ہی معبود ہے۔

۲- قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لَكِنَّ اللَّهَ  
 يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ط (ابراہیم - ۱۱)

ترجمہ: اُن کے رسولوں نے ان سے کہا ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے  
 بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے۔

ان جیسی تمام آیات میں یہی مراد ہے کہ ہم اللہ نہ ہونے میں اور خالص مخلوق  
 ہونے میں تم جیسی مخلوق ہیں لیکن ”مثکم“ کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ پیغمبر  
 دوسرے انسانوں کے برابر ہیں اس دعویٰ کی تائید مندرجہ ذیل آیات سے ہوتی ہے!

۱- وَ مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَ لَا طَيْرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ  
 إِلَّا أُنمِّئُ مِثْلُكُمْ ط (الانعام - ۳۸)

ترجمہ: اور نہیں ہے کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ اپنے پروں

۱۸۷  
پراڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں۔

۲۔ مَثَلُ نُورٍ كَمِثْلِكَ فِيهَا مَصْبَاحٌ ط (النور - ۳۵)

ترجمہ: اُس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔  
پہلی آیت میں تمام جانوروں کو انسانوں کی مثل بتایا گیا ہے۔ حالانکہ انسان اشرف  
المخلوقات ہیں۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کے نور کو طاق اور چراغ سے مثال دی  
گئی ہے حالانکہ کہاں طاق اور چراغ اور کہاں اللہ تعالیٰ کا نور۔ جس طرح ان دونوں  
آیات کی رو سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انسان جانور کی طرح ہے اور خدا کا نور چراغ  
کی طرح ہے اسی طرح متذکرہ بالا آیات کی رو سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انبیاء علیہم  
السلام دوسرے انسانوں کے برابر یا ان کی طرح ہیں۔

ب کے ثبوت میں درج ذیل آیات ہیں:

۱۔ سورہ ہود میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرُكَ إِلَّا بَشَرًا

مِثْلَنَا۔ (ہود - ۲۷)

ترجمہ: تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو نہیں اپنے ہی جیسا آدمی  
دیکھتے ہیں۔

۲۔ سورہ مومنون میں ارشاد ہے!

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِإِيقَاعِ الْآخِرَةِ

وَآتَىٰ فَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ

يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۗ وَلَئِن

أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلُكُمْ إِنْكُمْ إِذَا لَخِيسُ ۗ وَن ۗ (المؤمنون - ۳۳-۳۴)

ترجمہ: اور بولے اس قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا  
اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی جو تم کھاتے  
ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے اور اگر تم کسی

اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھائے میں ہو۔  
اسی سورۃ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون  
علیہ السلام کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا!

ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَآخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ  
مُّبِينٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا  
عَالِينَ ؕ فَقَالُوا إِنَّا نُؤْمِنُ بِبَشَرٍ مِّثْلِنَا - (المؤمنون ۴۵-۴۶)

ترجمہ: پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند  
کے ساتھ بھیجا۔ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے غرور کیا  
اور وہ لوگ غلبہ پاتے ہوتے تھے تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے  
جیسے دو آدمیوں پر۔

سورۃ یسین میں سے ۱

إِذَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ  
فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ ؕ قَالُوا أَمَا آنتُمْ إِلَّا  
بَشَرٌ مِّثْلُنَا - (یسین ۱۵)

ترجمہ: جب ہم نے ان کی طرف دو بھیجے پھر انہوں نے ان کو جھٹلایا تو ہم نے تیسرے  
سے زور دیا۔ اب ان سب نے کہا کہ بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں  
بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی۔

پس ثابت ہوا کہ کفار اپنے زمانہ کے انبیاء کو اپنی مثل بشر کہتے رہے قرآن  
میں ایک جگہ بھی یہ نہیں بتایا گیا کہ کسی امتی نے اپنے نبی کو بشر کہا ہو۔ کفار نے  
انبیاء کرام کو بشر اس وجہ سے کہا کہ وہ انہیں اپنی طرح بشر سمجھتے تھے۔ جب مشرکین  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہنے لگے کہ آپ بھی ہماری مانند ہیں ہم اور آپ  
یکساں برابر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان ہمسری اور برابری کا دعویٰ کرنے والوں  
کو یہ جواب دینے کا حکم فرمایا کہ:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ الْكَلِمَٰتُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَإِنِّي مِنَ الْمُرْسَلِينَ  
(الكهف - ۱۱۰)

ترجمہ: تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا  
معبود ایک ہی معبود ہے۔

یعنی مجھ میں اور تم میں بہت فرق ہے کہ میں تو اپنے خالق اور مالک سے یہ  
تعلق رکھتا ہوں کہ مجھ پر اس کے فرمان نازل ہوتے ہیں اور تم یہ تعلق نہیں رکھتے۔  
آج جو لوگ ”قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ سے یہ مطلب اخذ کرتے  
ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے بشر تھے وہ مشرکین کی طرح عقل اور دل کے  
اندھے ہیں ان لوگوں نے بشر کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ بشر - بَشَرٌ ءَآءَ سے بنا  
ہے جس کے معنی ہیں کھال - چمڑا - چہرہ - حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ  
بشر کا اطلاق بھی اسی ظاہری شکل و شباہت کی بنا پر کیا گیا ہے۔ چنانچہ تفسیر  
خازن میں ہے۔

”سُئِيَ الْأَدَمِيَّ بَشَرًا لِأَنَّهُ بَادِي الْبُشْرَةِ ظَاهِرُ الْجِلْدِ“  
چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صورت دیگر بنی نوع انسان سے ملتی جلتی  
تھی اس لئے حضور کو بشر کہا گیا مگر اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اپنے اوصاف  
کمالات میں بھی دوسرے انسانوں کے ساتھ برابر ہیں۔ حدیث پاک میں مذکور  
ہے کہ حضور نے فرمایا: ”أَيْكُمْ مِثْلِي“ تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ کسی صحابی نے  
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنے کی جرأت نہیں کی۔

حضور کی نورانیت | حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا مطلب بیان کرنے  
کے بعد اب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کے اثبات  
میں حقائق پیش کرتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے!

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ۝ (المائدہ - ۱۵)

ترجمہ: بے شک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

اس آیت کے تحت حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رقمطراز ہیں:

”نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب قرآن مجید ہے۔“

۲۔ ”اور یہ جملہ متائفہ ہے اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

بعثت کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ جس مضمون کو اہل کتاب مخفی رکھتے ہیں۔ آپ

اس کو واضح فرمادیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں بے شمار منافع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔“

۳۔ علامہ محمد ابن جریر طبری لکھتے ہیں!

”اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو خطاب فرمایا کہ اے اہل کتاب (تورات اور انجیل)

تمہاری طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آچکے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے

حق کو روشن کیا اور اسلام کو ظاہر کیا اور شرک کو مٹایا پس آپ اُس شخص کے لئے

نور ہیں جس نے آپ کے نور کی روشنی سے نفع اٹھایا۔“

۴۔ صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں!

”اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نور رکھا ہے اس لئے کہ آپ

سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ جس طرح کہ نور سے اندھیرے میں راہنمائی

حاصل ہوتی ہے۔“

۵۔ صاحب تفسیر عرّاس البیان لکھتے ہیں:

”اور اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں جن سے انبیاء اور اولیاء کے وجود جلوہ گر ہوتے۔“

۱۔ تفسیر موضح القرآن مطبوعہ دین محمدی پریس لاہور صفحہ ۱۰۲

۲۔ فتوحات الہیہ شرح جلالین از علامہ سلیمان جمل جلد اول صفحہ ۵۷۵

۳۔ تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن از محمد ابن جریر طبری جلد ۶ صفحہ ۱۰۲

۴۔ تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۳

۵۔ عرّاس البیان جلد ۱ صفحہ ۱۷۷



۶- ابوالسعود بیان کرتے ہیں :

”اور من جار کا تعلق جام سے ہے اور من ابتداء غایت کے لئے ہے یا محذوف کے ساتھ مل کر نور سے حال ہے۔ پس اس میں صراحت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور جار مجرور کو فاعل پر اس لئے مقدم کیا گیا کہ آنے والے کی طرف شوق دلانا مقصود ہے اور نور میں تنوین عظمت نشان پر دلالت کرتی ہے۔“

۷- علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

”اور نور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک مراد ہے اور اسی طرح حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا اور زجاج نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔“

۸- امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں :

”نور اور کتاب دونوں سے قرآن مراد لینا ضعیف ہے کیونکہ عطف کی وجہ سے معطوف اور معطوف علیہ میں مغائرت کا ہونا ضروری ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور سے اس لئے کہ نور ظاہر سے نظر کو ظاہری اشیا کے ادراک میں قوت حاصل ہوتی ہے اور نور باطن سے حقائق اور معقولات کے ادراک میں بصیرت قلبی کو تقویت ہوتی ہے۔“

۹- بیضاوی، جلالین، جامع البیان، معالم التنزیل، جواہر الحسان، تنویر المقیاس، السراج المنیر، الجامع لاحکام القرآن، فتح البیان فی مقاصد القرآن، مدارک التنزیل، قاموس المحيط، منہتی الارب، تفسیر منظری، صاوی حاشیہ جلالین، حاشیہ شہاب خضاجی، غرائب القرآن اور تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ ”نور سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔“

۱- تفسیر ابوالسعود جلد ۲ صفحہ ۱۳۷ ۲- تفسیر روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۸۷ ۳- تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۶۶

نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام صفات الہیہ کے مظہر اتم ہیں جو مخلوق میں

جلوہ گر ہو سکتی ہیں۔ باقی انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی جگہ جزوی طور پر صفات الہیہ کے مظاہر ہیں لیکن آنحضرت جامع الصفات ہیں اور ظاہر و باطن میں مجسم نور ہیں۔

نور کیا چیز ہے؟ نور کی کوئی جامع و مانع تعریف کرنا بہت ہی مشکل کام ہے بلکہ نور کی کسی تعریف کا ادراک بھی عام عقل و فکر کی حدود سے باہر ہے۔ یہاں اجمالی طور پر صرف اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہو گا کہ نور روح عظیم کی قوت تجلی کا نام ہے اور نور ہی زمین و آسمان میں ہر چیز کی طاقت کا مصدر و ماخذ ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیقی قوت کی پہلی جامع تجلی (RADIATION) نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام کائنات کے لئے سرچشمہ حیات ہے۔

۲۔ تمام انوار و تجلیات کا ابتدائی مرکز خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اُس کی ذات نور، اُس کی صفات نور، اُس کا علم نور، اُس کا کلام نور، ارادہ نور، اُس کا ہر اسم اور ہر حکم نور، اُس کی ہر صفت نور، ہر نعمت نور،

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط۔

۳۔ نور و تجلیات کا ثانوی مرکز حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جو تمام صفات حسنہ کی حامل ہے۔

۴۔ چونکہ نور ذات کی پہلی تجلی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی تمام خلقت پیدا ہوتی ہے اس لئے خالق اور مخلوق کے درمیان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک لازمی اور ابدی واسطہ ہے اس نور کی وساطت کے بغیر کوئی نعمت و برکت یا رحمت و راحت خالق کی طرف سے مخلوق تک نہیں پہنچتی ہے۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قوانین نور کی سب سے زیادہ مظہر ہے اُن ہی کا نور کائنات کی ہر شے میں کار فرما ہے اُنہی کے نور کی تخلیق موجودات عالم کا سب سے بڑا راز ہے۔ اُنہی کے صدقے قلب انسانی تجلی کا نور ذات

بنا ہے۔ انہیں کے فیض سے قوانین نور کا علم انسان کو حاصل ہوا ہے جسے علم الدنی کا نام دیا گیا ہے۔ ان ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حیات انسانی کی رہنمائی کے لئے قرآن پاک کی شکل میں ایک نوری ہدایت نامہ عطا فرمایا۔ انہیں کی زندگی ان ہدایات الہیہ کا بہترین عملی مرقع ہے اور انہوں نے ہی تسخیر کائنات کے سینکڑوں نمونے اپنی ذات سے پیش کر کے انسانی عروج کا رخ متعین کیا ہے اس ضمن میں مشتمل نمونہ از خروارے کے طور پر چند امور کا اجمالی ذکر کیا جاتا ہے :

۱: عالم بشری میں نزول وحی کی تاب لا کر بندوں کو خدا کا کلام سنایا اور ایک مکمل ضابطہ حیات عطا فرمایا۔

ب: انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھایا۔

ج: شب معراج میں عروج بشری کا منہا دنیا پر واضح کر دیا۔ اور انتہائی ٹائم کنٹرول اور پیس کنٹرول کی مثالیں قائم کیں۔

۱- اپنے جسد مبارک کے ساتھ ایک لمحہ میں افلاک تک بلکہ بالائے افلاک پرواز کی ملائکہ اور ارواح کی سلامیاں لینے کے بعد رب ذوالجلال سے ہم کلام ہوتے اور بالمشافہ زیارت کا شرف حاصل کیا۔

۲- طویل ترین زمانہ ایک ثانیہ کی قلیل ترین مدت میں سمیٹ کر رکھ دیا۔

۳- تمام افلاک کے حالات کو مختصر ترین وقت میں ملاحظہ فرمایا اور۔

۴- پھر اسی مختصر وقت میں اتنی بلندیوں سے اپنے مقام ارضی پر واپس تشریف لائے۔

۵: ایک موقع پر اپنے وجود باسعود کو زمین کے آبی چشموں سے ہم آہنگ کر کے آن واحد میں اپنے دست مبارک کی انگلیوں سے پانی کے فوارے جاری کر دیئے۔

۶: شجر و حجر کو اپنے حکم سے قوت گویائی بخشی۔

۷: بارہا انسانی سمع و بصر کو حضور و غیب کی حدود سے بے نیاز کر کے دنیا

کو متحیر کیا۔

نہ اپنے پیشرو انبیاء علیہم السلام کے معجزات کی اس طرح تصدیق فرمائی کہ انہیں  
خود اپنی ذات بابرکات سے متعدد بار صادر فرمایا و علیٰ ہذا القیاس۔

اب میں اس بحث کو ایک ایمان افروز اور لافانی شعر کی  
مختصر تشریح کے بعد ختم کرتا ہوں۔

وہ شعر یہ ہے۔

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے  
نہ جانے یہ شعر کس شاعر کا نتیجہ فکر ہے۔ بہر حال کسی عاشق رسول کی تخلیق ہے۔  
خدا جانے شاعر نے کس ساعت سعید میں اور کس والہانہ کیفیت میں یہ شعر کہا تھا۔  
تو یہ ہے کہ جب سے یہ شعر کہا گیا اس وقت سے اب تک اس کا اثر کم نہیں ہوا۔  
میں نے بچپن ہی میں یہ شعر پڑھا اور اس طرح حافظہ پر نقش ہوا کہ میرا وظیفہ حیات  
بن گیا جب کبھی یہ شعر پڑھتا ہوں تو جسم و روح میں ایک ایسی وجدانی کیفیت محسوس  
کرتا ہوں کہ جس کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں۔

بظاہر تو یہ آسان اور سادہ سا شعر ہے لیکن اس میں جو اسرار و رموز مضمر  
ہیں ان پر بہت کم لوگوں کی نظر ہوگی اس لئے میں اس شعر کے رموز و عوامض کو  
بابانانک کے دو شعروں کی روشنی میں منظر عام پر لانا چاہتا ہوں۔

بابانانک کہتے ہیں۔

عدد گنوں جس انچر کے چوگنے تا دس ملا و پنج گن کیجیو کاٹو بیس بنا

باقی بچے جو نو گن لیجیو دو اس میں اور ملا نانک ہر کے بچن سے محمد نام بنا

بابانانک کے ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ آپ دنیا کی کسی جاندار یا بے جان  
شے کا نام لیجئے اور اس کے عدد بحساب ابجد نکال لیجئے۔ ان اعداد کو چار گنا کر لیجئے  
ان میں دس عدد ملا لیجئے پھر پانچ گنا کر لیجئے۔ اب ان کو بیس پر تقسیم کیجئے جو باقی  
بچے ان کو نو گنا کر لیجئے اور ان میں دو عدد جمع کر لیجئے نتیجہ میں بانوے کا عدد برآمد

ہوگا جو کہ بحساب اسجد حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عدد ہے۔

یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے بابا نانک کے ان شعروں کو پڑھتے ہی معرفت کے درواہ ہو جاتے ہیں۔ تمام افکار و تخیلات و رطہ حیرت میں ڈوب جاتے ہیں اور سارے اشکال خود بخود رفع ہو جاتے ہیں۔ لولاک لما کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے اور مولوی ظفر علی خان کے اس شعر کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو  
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں  
اگر کائنات میں محمد کا نور جلوہ گر نہ ہوتا تو پھر جو صورت ہوتی اُس کی تفصیل  
علامہ اقبال کی زبان سے سُنئے۔

ہو نہ یہ بھول، تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو چمن دہریں کلیوں کا بتسم بھی نہ ہو  
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو خم بھی نہ ہو  
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے  
نبض ہستی تیش آمادہ اسی نام سے ہے

Faint, illegible handwritten text in Urdu script, possibly bleed-through from the reverse side of the page.

Second block of faint, illegible handwritten text in Urdu script, separated from the first block by a horizontal line.

باب پنجم

در نگاهِ او غیبِ کائنات

تیسرا

مشکوٰۃ مشکوٰۃ مشکوٰۃ



## درنگاہِ اُوغیوبِ کائنات

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ نبی علم کے بلند ترین مقام پر فائز ہوتا ہے جن حقائق پر ہمارا ایمان بالغیب ہوتا ہے نبی کا ایمان بالشہود ہوتا ہے۔ خدائے عالم الغیب والشہادہ اُسے دنیائے محسوسات و غیر محسوسات کا مشاہدہ کرا دیتا ہے وہ حقیقت کو بالکل بے نقاب و پشم خویش دیکھتا ہے اس لئے اس کے علم کی حقیقت پر بحث خلل و ماغ کے سوا کچھ نہیں۔

جس طرح ایک چڑیا اپنی چوچ کے پیمانے سے بحرِ بے پایاں کی حدود فراموش و سنتوں کا اندازہ نہیں کر سکتی اسی طرح ایک غیر نبی اپنے محدود ذہن سے علومِ نبوت کی حدود و قیود کے تعین سے قاصر ہے۔ جو لوگ کرید کرید کر علمِ نبوت کو حدود میں محصور ثابت کرنے کے دلائل لانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں وہ اصل میں نبوت کے موہب کبرامی ہونے کے منکر ہیں۔ نبی کو جو کچھ عطا کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے ہم کیا جانیں کہ لینے والے نے کتنا لیا اور دینے والے نے کتنا دیا۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ لینے والے کا طرف بھی حدود نا آشنا و سعتیں رکھتا تھا اور دینے والے کی فیاضیاں بھی غیر محدود تھیں۔ اس لئے علمِ نبوت کا تعین اور بالخصوص علمِ سرورِ انبیاء کا تعین ہماری علمی و عقلی سطح سے وراہِ الوراہ ہے۔ ہمارا علمِ نفس و آفاق ہیں اسیر ہے اور نبی کی ذاتِ حدودِ نفس و آفاق سے بلند تر ہے۔ اُسے محدود کرنے والے اپنی بدبختی اور کوڑھ مغزی کا ثبوت فراہم کرنے کے سوا کچھ نہیں کرتے۔ وقت

کا تعین حادث کائنات کے اندازے سے کیا جاتا ہے۔ سرتاج انبیاء زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہیں اُن کے لئے مکان کے نزدیک و دور، تحت و فوق اور پس و پیش کی کوئی حیثیت نہیں وقت اُن کے سامنے ایک اکائی ہے جسے ماضی، حال اور استقبال میں تقسیم نہیں کیا گیا۔

خرد ہوتی ہے زمان و مکان کی زاری نہ ہے زمان نہ مکان لا الہ الا اللہ یہ الگ بات ہے کہ نبی کا رگاہ حیات میں عالم ناسوت سے منسلک رہنے کے لئے کبھی ملکہ نبوت سے کام نہیں لیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کو کائنات کے اندر محیط کر لیا جائے تو وہ نبی نہیں رہتا۔ حضرت علامہ اقبال نے ایک عام مرد مومن کو کافر سے یوں ممتاز کیا ہے۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق  
ذیل میں اس مسئلہ (علم غیبِ رسول) کو نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

غیب کی تعریف | امام فخر الدین رازی، غیب کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ان الغیب هو الذی یکون غائباً عن المحاسن“

ترجمہ: غیب وہ ہے جو حاسنہ سے باہر ہو یعنی حواس خمسہ سے غائب ہو۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”غیب نام آل چیز است کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ خارج باشد۔“

ترجمہ: یعنی غیب وہ چیز ہے جو حواس ظاہری و باطنی کے ادراک سے خارج ہو۔

علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

خاصہ نبوت | ”نبوت کا سب سے اہم خاصہ اس کا غیبی علم ہے یعنی

وہ علم جو عام انسانوں کی طرح وجدان، احساس یا عقل و  
قیاس سے نہیں بلکہ براہ راست صدائے غیب یا  
رویائے صادقہ یا فرشتوں کے ذریعے خدائے پاک  
سے حاصل ہوتا ہے۔ لے

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نبی کا معنی بیان کرتے  
ہوتے فرماتے ہیں : لفظ نبی کا مفہوم

” نبی اُسے کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ غیب پر مطلع  
کرنے اور اُسے یہ بتلا دے کہ وہ نبی ہے اور وہ  
اس وقت نبی فعیل بمعنی مفعول کے ہوگا یا نبی کا معنی  
ہے جو ان (امور غیبیہ) کی خبر دے جنہیں اللہ تعالیٰ نے  
اُسے دے کر بھیجا ہے اور اس وقت فعیل بمعنی  
فاعل ہوگا۔“

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ثابت ہوا کہ نبی کا معنی غیب جاننا بھی  
ہے اور غیب بتلانا بھی۔ اگر بمعنی مفعول ہو تو غیب جاننا معنی ہے اور اگر بمعنی فاعل  
ہو تو غیب بتلانا اس کا معنی ہے اور یہی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ آگے چل کر  
لکھتے ہیں :

” نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔“  
علامہ شیخ قاسم، نبی کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :  
” لفظ نبی فعیل بمعنی مفعول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی سے  
اسرار غیبیہ کی خبریں دی ہیں گے۔“

۱۔ سیرت النبی جلد چہارم صفحہ ۵۲-۵۵ ۲۔ شفاء جلد اول صفحہ ۱۶۰  
۳۔ شفاء جلد اول صفحہ ۱۶۱ ۴۔ شرح مسائرہ مع المسامرہ صفحہ ۲۱۶

علمائے دیوبند کے دس رکنی بورڈ نے مشہور عربی لغت المنجد کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو دارالاشاعت کراچی نے شائع کیا ہے انہوں نے اس لغت میں نبی اور نبوت کے حسب ذیل معانی بیان کئے ہیں =

النبوة والنبوة : خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر غیب کی بات بتانا۔  
النبی والنبی : اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب کی باتیں بتانے والا ہے  
اس عبارت سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ علمائے دیوبند کے فل پنخ کا یہی فیصلہ ہے کہ نبی غیب بتانے والے کو کہتے ہیں۔

قرآن میں علم غیب الرسل کے شواہد | قرآن حکیم میں ہے :  
ذٰلِكَ مِنْ اَنْبِیَاءِ

الْغَيْبِ نُوْهِیْهِ اِلَیْكَ ط (آل عمران - ۴۴)

ترجمہ : یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

۲ - وَ عَلِمْتَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ

عَلَيْكَ عَظِيْمًا و (النساء - ۱۱۳)

ترجمہ : اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

۳ - وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لَكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ

رُسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ (آل عمران - ۱۷۹)

ترجمہ : اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے۔

ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

صاحب تفسیر جمل اس آیت کے تحت لکھتے ہیں :

” اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسولوں میں سے

جسے چاہے منتخب فرما لیتا ہے پھر اسے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔“

۴۔ عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ إِلَّا مَنِ  
ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ - (الجن - ۲۶ - ۲۷)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے  
پسندیدہ رسولوں کے۔

اس آیت کے تحت صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں:  
”ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر رسول مرتضیٰ کے سوا  
کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب اس کے ساتھ مختص نہیں اس پر غیر رسول کو  
بھی مطلع فرماتا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب پر بخیل نہیں“  
اس آیت کے تحت صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب حاصل ہوتا ہے۔ پس وہ اس غیب  
پر بخیل نہیں ہیں بلکہ تم کو بھی اس کی تعلیم دیتے ہیں۔“

زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ  
سے منقول ہے کہ:

”نبی میں چوتھی صفت یہ ہے کہ اُس کی ذات میں ایک ایسا نور ہوتا ہے  
جس کی وجہ سے وہ آئندہ صادر ہونے والے امور غیبیہ کا ادراک کر لیتا ہے“  
پس قرآن حکیم کی آیات اور مفسیرین کرام کے اقوال سے ثابت ہو گیا کہ نبی اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا فرمایا تھا۔

علم غیب عطائی | علامہ سید سلیمان ندوی، قرآن حکیم کی حسب ذیل دو  
آیات کے متعلق لکھتے ہیں:

۱۔ عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ

إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ (الجن - ۲۶ - ۲۷)

۲۔ وَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطَّلِعَ عَلَيْكُمْ عَلَىٰ الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ

رُّسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ (آل عمران - ۱۷۹)

” ان دو آیتوں سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو غیب کی باتوں کی اطلاع دیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جن آیتوں میں غیب دانی کی کلیتہً اور قطعاً نفی کی گئی ہے ان سے مراد ذاتی اور حقیقی علم ہے۔ یعنی خدا کے سوا بالذات کسی کو غیب کا علم نہیں۔ البتہ خدا کے واسطہ اور ذریعہ سے اور اس کی تعلیم و اطلاع سے پیغمبروں کو اس کا علم حاصل ہوتا ہے۔“

ایک اشکال اور اس کا حل | قرآن حکیم کی بعض آیات میں انبیاء علیہم السلام سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ جیسے ”عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا هو“ اور بعض آیات میں علم غیب کا ثبوت کیا گیا ہے۔ جیسے ”علیم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احدہ الا من ار تفضی من رسول“ پس ان آیات سے تعارض دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نفی میں آیات کو علم ذاتی پر محمول کیا جائے اور اثبات میں علم عطائی پر۔

چنانچہ علامہ بیضاوی بھی اسی وجہ سے غیب کی تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اور وہ (غیب) دو قسم ہے ایک قسم وہ ہے کہ اس کے لئے کوئی دلیل نہیں اور اللہ کے قول کے وہی معنی ہیں یعنی وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ (الانعام-۵۹) ترجمہ: اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے۔ اور دوسری قسم یہ ہے کہ دلیل موجود ہو جیسا کہ صانع یعنی بنانے والا اور اس کی صفات۔

والیوم الآخر اور اس کے حالات متعلقہ۔ اس آیت میں یہی آخری معنی مراد ہے“

ثانیاً ” و لا اعلم الغیب “ میں جو علم غیب کی نفی ہے۔ مفسیرین کرام نے اس کو ذاتی علم کی نفی پر محمول کیا ہے۔ چنانچہ علامہ محمد اسماعیل حق صاحب روح البیان ” لا یَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ “ کے تحت لکھتے ہیں :

” یعنی غیب نہیں جانتا مگر اللہ کے بتلانے سے۔ “

صاحب تفسیر نیشاپوری لکھتے ہیں :

” یعنی میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ موصوف

ہوں۔ “

علامہ آلوسی بغدادی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں :

” لا اعلم الغیب کہنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ فائدہ تو اس میں سے کہ یوں کہا جائے کہ میں یہ بات نہیں کہتا تھا کہ ان دونوں وصفوں کی نفی ہو جائے جو خواص الوہیت میں سے ہیں تاکہ حاصل یہ ہو کہ میں الوہیت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ “

ان حوالوں سے ظاہر ہو گیا کہ تمام معتبر اور مستند مفسیرین ہی کہتے ہیں کہ لا اعلم الغیب میں مطلقاً غیب جاننے کی نفی نہیں ہے بلکہ اس غیب کی نفی ہے جو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اور اسی کو علم ذاتی کہا جاتا ہے۔

علم غیب رسول اور ایک حدیث کی شرح | برصغیر کے نامور عالم اور صوفی حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان پھلپوری

علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک مکتوب میں علم غیب رسول سے متعلق ایک حدیث کی پُر از حقائق و معارف شرح لکھی ہے۔ چونکہ یہ شرح ہمارے موضوع سے متعلق ہے اس لئے ذیل میں اس کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الَّذِي يُرِي مَن خَلْفَهُ كَمَا يُرِي

مَن أَمَامَهُ

” اے اللہ محمد پر صلوة بھیج جو پیچھے بھی اس طرح دیکھتے تھے جس طرح سامنے دیکھتے تھے۔ “

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل اور مظہرِ اتم تھے پس ”اللہ نور السموات  
والارض“ کی تجلی جب آپ پر ہوتی تو باوجود پیکرِ انسانی ہونے کے آپ نور  
ہی نور تھے۔

عالم چہ شود ہمسر و ہمتا تے محمد

نورست ہمہ نور سر ایا تے محمد

نور آفتاب کو حجاب مانع ہو سکتا ہے لیکن اس نور الہی کے لئے ظہور و بروز  
کو درود یوار و ستوف و کوہ و حیل ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور نہ پیکرِ جسم و تن اس  
کی پُر نور شعاع کو محدود کر سکتا ہے جسے حضرت حافظ رحمۃ اللہ علیہ یوں رو کر فرماتے  
ہیں۔

حجاب چہرہ جاں می شود غبار تنم

خوشاد میکہ ازیں چہرہ پردہ بر فلگنم

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں وہ چیزیں جنہیں خفی و اخفی سمجھتے  
ہیں۔ جلی و اجلی تھیں اور جنہیں نہاں سمجھتے ہیں عیاں تھیں۔ وقائعِ عالم آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم پر روشن تھے۔ عالم برزخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نظر۔ کبھی دوزخ  
و بہشت کو دیکھتے۔ کبھی عالم ملکوت پر نظر کرتے۔ کبھی جبریل علیہ السلام و میکائیل  
علیہ السلام سے مکالمہ فرماتے اور کبھی حضرت موسیٰ و ابراہیم و یونس علیہم السلام  
کو مختلف حالات میں دیکھتے۔ الغرض نور کوئی حجاب نہ تھا۔ اب تم اس درود شریف  
کا مطلب سمجھ گئے ہو گے۔ عامۃ کتب احادیث مشکوٰۃ و صحیح بخاری و مسلم و  
مند احمد وغیرہ ہا میں مختلف طریق سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے نمازی مقتدیوں سے فرمایا کہ ”رکوع و سجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔ میں  
جس طرح اپنے سامنے کی چیزوں کو دیکھتا ہوں اسی طرح پس پشت بھی دیکھتا  
ہوں۔“ یعنی تمہاری حالت سے بے خبر نہیں ہوں سب مجھ پر عیاں ہے اب  
میں عمومی و خصوصی دونوں طرح کی حد پیش پیش کرتا ہوں۔



۱- اخرج ابن عدی و البیهقی و ابن عساکر عن عائشہ رضی اللہ عنہا قارت کان رسول اللہ علیہ وسلم یرى فی الظلماء کما یرى فی النور۔

”ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی میں بھی مثل روشنی کے دیکھتے تھے“

۲- و اخرج البیهقی عن ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرى باللیل فی الظلمت کما یرى بالنہار فی الضوء۔

”حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندھیری رات میں بھی ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا روز روشن میں۔“

۳- و اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال هل ترون قبلی ہونافو اللہ ما یخفی علی رکوکم ولا سجدکم انی لا راکم و لا رظہری۔

”یعنی بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے قبلہ رو سمجھتے ہو۔ خدا کی قسم تمہارے رکوع و سجدہ مجھ پر آشکارا ہیں میں تو تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔“

۴- و اخرج مسلم عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایہا الناس انی اما کم فلا تسبقونی بالمرکوع و لا بالسجود فانی اراکم من امامی و من خلفی۔

”مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا امام یا تم سے آگے ہوں۔ پس رکوع و سجدہ میں مجھ سے سبقت نہ کرو میں تمہیں آگے پیچھے دونوں جانب سے دیکھتا ہوں۔“

۵- و اخرج عبد الرزاق فی جامعہ و الحاکم و ابو نعیم عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لا انظر الی ما ورائی

کما انظر ما بين يدي -

” یعنی عبدالرزاق نے اپنی جامع میں اور حاکم والبنوعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پیچھے ویسا ہی دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے۔“

۶ - علامہ فاسی محدث مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں درود کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

و ثبت رواية صلعم من خلفه في حديث ابى هريرة  
والس عند الشيخين وعند عبدالرزاق في جامع  
والحاكم عن ابى هريرة وعند الحميدى في مسنده  
وابن المنذر في تفسيره البيهقي عن مجاهد مرسل  
” یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس پشت دیکھنا شیخین کے ہاں حضرت ابوہریرہ  
اور انس رضی اللہ عنہم کی روایتوں سے ثابت ہے اور نیز عبدالرزاق ،  
حاکم، حمیدى، ابن منذر اور بیہقی کے نزدیک بھی ثابت ہے جیسا کہ ان حضرات  
کی جامع و تفسیر و مسند سے ظاہر ہے۔“

علامہ فاسی ونبہانی کی وسعت نظر بے شک قابل قدر ہے مگر تعجب ہے  
کہ ان دونوں بزرگوں نے امام المحدثین امام احمد کی تخریج کا کوئی ذکر نہ فرمایا۔  
لہذا میں بتاتا ہوں کہ امام احمد نے بھی مسند میں یہ حدیث روایت کی ہے دیکھو  
مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۱۱۵

حدثنا عبد الله شني ابى ثنا يحيى عن شعبة ثنا قتادة  
عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتوا الركوع  
والسجود فوفى الله انى لاراكم من بعدى وربما قال  
من وراء ظهري اذا ركعتم وسجدتم -

” یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ اے لوگو! اپنے رکوع و سجود کو بہ تمام ادا کرو۔ اس لئے کہ بخدا میں تم کو پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں اور کبھی فرماتے جب تم رکوع و سجود میں ہوتے ہو میں اپنی پشت سے دیکھتا ہوں۔“

اے عزیز! صحابہ کرام نے جب اپنے آپ کو محمدیت میں فنا کر دیا تو ان پر بھی کبھی کبھی اس پُر زور نورانیت محمدیہ کی تجلی ہوا کی اور خنی امور ان پر جلی ہو جایا کئے۔ کتب احادیث و سیر اس سے مملو ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرض موت میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میری بی بی بنت خاریہ حاملہ ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ بیٹی جنے گی۔ پس تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنوں (سوا تمہارے) میں تقسیم جا تا ہوگی۔ موطا کے شروع میں اس واقعے کی تفصیل دیکھو۔ پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا الی امری“ کہنا اسی روایت محمدیہ اور بصیرت احمدیہ کا انعکاس ہے۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ محدث تھے ہی۔ نور محمدیت میں فانی ہو کر انہوں نے ایسی پُر زور نگاہ پیدا کر لی تھی کہ مدینہ منورہ میں برسر منبر خطبہ پڑھ رہے تھے اور نہادند کی رزم گاہ اُن کے سامنے تھی۔ مسلمانوں کا پسا ہونا اُن سے دیکھنا نہ گیا۔ عین خطبے میں چلا اُٹھے:

”يَا سَائِرِيَّةُ الْجَبَلِ الْجَبَلِ“

اور وہاں فوجی سپہ سالار نے بھی سن لیا اور فرمان پر عمل کر کے فتحیاب ہوا۔ اس واقعے کو محدثین نے بہ طرق متعددہ بیان کیا ہے اور تم نے شرح عقائد نسفی و مشکوٰۃ شریف میں بھی پڑھا ہوگا۔

اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک صاحب چلے راستے میں ایک پرانی عورت کو دیکھنے لگے۔ جب دربار عثمانی میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان ذی النورین نے انہیں دیکھ کر یوں ارشاد فرمایا:

هَاهَا هَاهَا اَيُّدُ خُلُوعِي اَحَدِكُمْ وَ فِي عَيْنِيهِ اَشْرُؤُ التَّرَانَا۔ ۹

”یعنی ہے سے کیا میرے پاس کوئی ایسا شخص چلا آتا ہے جس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہے؟“  
انہوں نے یہ مکاشفہ دیکھ کر کہا!

یا امیر المؤمنین! اَوْحَىٰ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ؟  
”یعنی کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی وحی کا

وجود ہے؟“

آپ نے فرمایا:

لَا اَوْ كِنَّهٗ فِرَاسَةُ الْمُؤْمِنِ

”نہیں بلکہ یہ تو فراست مومن ہے۔“

کنز العمال و ریاض النضرہ و اذالۃ الخفا و غیرہ میں بہ تخریج محدثین یہ روایات مندرج ہیں اس مکاشفہ کو فراست کہو یا کرامت۔ درحقیقت یہ سب اسی نور محمدیت کے انعکاسات و تجلیات ہیں جسے کبھی حجاب حاجر نہیں ہوا۔ یوں ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں جو فاتح باب ولایت تھے ان کے مکاشفات کی داستانیں بے شمار ہیں کنز العمال و ریاض النضرہ و کتب مناقب ان سے مملو ہیں۔ انہیں محمدیت میں فنا تے اتم حاصل تھی پس اسی نور سے متجلی ہو کر سب کچھ دیکھتے تھے جب ضرورت دیکھی بیان کیا ورنہ صدور الابرار قبور الاسرار لپاک لوگوں کے سینے رازوں کے دینے ہیں، اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے!

اِنَّ هُمْ نَا عُلُوًّا مَا جُمِعَتْ لَوْ وَجَدَتْ لَهَا حِمْلَةً

”یہ علوم کا خزانہ ہے کاش میں اس کے لئے لینے والوں کو پاتا۔“

یہ روایت میں نے مزی محدث کی کتاب رجال تہذیب الکمال میں دیکھی ہے اور دیگر محدثین نے بھی اسے نقل کیا ہے اور صحابہ و اہل بیت کے بعد دیگر طبقات اولیاء اللہ کے متعلق بھی مشاہدے اور مکاشفے کی صدہا حکایتیں بہ روایات

صحیحہ منقول ہیں اور آخری فیصلہ یوں سنا دیا گیا ہے  
 قلوب العارفين لها عيون تری مالایلاہ الناظر ونا  
 و اجنتہ تطیر بغیر ریش الی ملکوت رب العالمینا  
 ”عارفوں کے قلوب میں بھی آنکھیں ہوتی ہیں جن سے وہ ایسے چیزیں دیکھتے  
 ہیں جن کو آنکھ والے نہیں دیکھتے اور ان کے ایسے بازو ہیں جو بغیر پر کے عالم  
 ملکوت کی جانب پرواز کرتے ہیں۔“  
 اب تم سمجھ سکتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے وسیع علم کے متعلق  
 یوں کہنا کہ

”ان کا علم ایسا تھا کہ پس دیوار کی حالت بھی جانتے تھے اور دوسروں کے نیز  
 اپنے حاتمے سے بھی بے خبر تھے۔“ معاذ اللہ کس قدر کم بینی و تشک نظری بلکہ  
 عماتے بصیرت ہے۔ خدا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی وہ علم حاصل  
 ہے جس کی نظیر متمنع ہے بوجہ استغراق آپ سے بیان نہیں فرماتے لیکن کبھی ذرہ  
 ذرہ کر کے قیامت تک کے تمام ”ماکان و مایکون“ لوگوں کو بتا دیتے ہیں۔  
 حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 مقاما ما تراء شیا یكون من مقامه ذالک الی قیام  
 الساعة الا حدثه الخ (متفق علیہ)

”یعنی حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم ہم لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے تو اس وقت سے قیامت تک  
 کے تمام آئندہ واقعات بنا دیتے اور کچھ نہ چھوڑا۔“  
 نیز طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”دنیا میرے لئے بلند کی گئی ہے پس اسے اور جو کچھ قیامت  
 تک اس میں ہونے والا ہے میں نے سب کچھ اس طرح دیکھ لیا جس طرح

میں اپنی ہتھیلی دیکھ رہا ہوں۔“

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برسبر منبر فرمایا۔ ”سلوئی عما شئتم“  
 (جو کچھ تمہیں پوچھنا ہے پوچھ لو) چنانچہ ایک مشکوک شخص نے پوچھا۔ میرا باپ کون  
 ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الفور نام بتا دیا اور اس کی ماں نے تصدیق کی۔ یہ  
 روایت عامہ کتب حدیث میں موجود ہے۔

قرآن کریم میں آپ کو ”یا ایھا النبی“ اور خاتم النبیین“ فرمایا گیا اور  
 نبی کو معصوم ہونا ضروری ہے۔ پھر اپنے خاتمے سے بے خبر رہنا کیا معنی ہے؟  
 نیز احادیث متکاثرہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محمود میں رہنا۔  
 حوض کوثر پر ہونا۔ شفیع و مشفع ہونا، جنت کے اعلیٰ درجے میں ہونا موجود ہے۔  
 معاذ اللہ جب آپ کو اپنے خاتمے کی خبر نہ تھی تو آپ نے اپنے لئے یہ مقامات  
 کیونکر بیان فرماتے اور جب آپ کو دوسروں کے حسن خاتمہ کی خبر ہی نہ تھی (معاذ اللہ)  
 تو اپنے اصحاب و اہل بیت کو جنت کی بشارت کیونکر دی کہ ”ابوبکر فی الجنة“  
 ”عمر فی الجنة“ اور الحسن والحسین سید شباب اہل الجنة“ اور فاطمہ  
 سیدۃ نساء اہل الجنة“۔ کیا بلا تیقن حسن خاتمہ، جنت کی بشارت دے کر  
 عشرہ مبشرہ اور سردار نوجوانان بہشت اور سیدۃ النساء جنت قرار دیا؟  
 لا و اللہ۔ اور یہ آیت پاک:

قُلْ مَا كُنْتُ بِدَعَا مَنِ الرُّسُلِ وَ مَا أَدْرِیْ مَا یَفْعَلُ بِنِیْ وَ لَوْ بِكُمْ  
 ”یعنی اے رسول! آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں  
 اور میں خود نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا پیش آئے گا۔“  
 اس سے یہ مراد ہے کہ میں خدا کے بتلے بغیر از خود کچھ نہیں جانتا پس جو  
 کچھ کہتا ہوں یا کہوں گا سب خدا کی بتائی ہوئی باتیں ہوں گی۔ انکل پچو نہ ہوں گی۔  
 پس اس آیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع و محیط علم کی نفی کرنا قرآن کریم  
 کی دیگر آیات و احادیث صحیحہ کی تکذیب کرنا ہے اور ان احادیث کو جو

علی سبیل التواضع و ہضم نفس ر کسر نفسی آپ نے بیان فرمائی ہیں۔ حقیقت پر محمول  
 کرنا ایک کھلی ہوئی ضلالت ہے۔ اللہ ہم سب لوگوں کو اس سے بچائے آمین  
 مسئلہ علم غیب رسول کی عارفانہ تشریح | بہترین عارفانہ تشریح عالم اسلامی کے

ایک بہت بڑے ولی اللہ حضرت سید عبدالعزیز دباغ مغربی علیہ الرحمۃ نے کی ہے۔  
 موصوف چونکہ بکر معرفت کے ثناور ہیں اس لئے وہ اپنے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر  
 پر علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کی اطلاع قوی ترین ہے کیونکہ  
 دنیا کی کوئی شے اس سے محبوب نہیں ہے اس لئے آپ کو عرش و  
 فرش، علو و سفلی، دنیا و آخرت اور دوزخ و جنت سب کی خبر ہے  
 اس لئے کہ یہ سب کچھ تو آپ ہی کی بدولت پیدا ہوا ہے لہذا آپ  
 کی تمیز ان تمام جہانوں کو چیر کر نکل جانے والی ہے۔ چنانچہ آپ کو  
 اجرام سماویہ میں سے ہر جرم کا علم ہے کہ یہ کہاں سے پیدا کیا گیا ہے؟  
 کب اور کیوں پیدا کیا گیا اور اس کا منہا کیا ہوگا؟ آپ کو سہر آسمان  
 کے فرشتوں کا پتہ ہے کہ کونسا فرشتہ کس فلک پر پیدا کیا گیا؟ کب پیدا  
 کیا گیا اور اس کا انجام کیا ہوگا؟ اور آپ کو ان اختلاف مراتب  
 اور منہا درجات کا بھی علم ہے اور اسی طرح آپ کو ستر حجابوں اور  
 ہر حجاب کے فرشتوں کا بھی علم ہے آپ کو عالم علوی کے اجرام نیتر  
 کا بھی علم ہے مثلاً تارے، سورج، چاند، لوح، قلم، برزخ  
 اور وہ روحیں جو برزخ میں ہیں اسی طرح آپ کو زمینوں، ہر

شمس المعارف مرتبہ مولانا شاہ غلام حسین قادری چشتی سیلمانی پھلواروی و مولانا شاہ محمد جعفر ندوی

پھلواروی صفحہ ۱۲۹ تا ۱۵۵

زمین کی مخلوقات اور بحر و بر کی تمام اشیاء کا علم ہے۔ اسی طرح آپ کو جنت، اس کے درجات، اس کے رہنے والوں کی تعداد اور ان کے مقامات کی پوری واقفیت ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دیگر عوالم کے متعلق بھی آپ کے علم کا یہی حال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تعالیٰ کے قدیم ازلی سے مزاحم نہیں ہوتا کیونکہ علم خداوندی کی معلومات لامتناہی ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اس عالم میں نہیں سما سکتا جس کی وجہ یہ ہے کہ اسرار ربوبیت اور اوصاف الوہیت جن کی کوئی انتہا نہیں ہے ان سے اس عالم کی کوئی نسبت نہیں ہو سکتی پھر جب روح کی ذات سے محبت ہوتی ہے تو ذات کی اس تمیز کے ساتھ مدد کرتی ہے اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ان تمام عوالم کو جانتی تھی جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ پاک ہے وہ خدا جس نے آپ کی ذات کو شرف بخشا، عزت بخشی اور اس تمیز پر قدرت دی ہے۔“

علامہ اقبال کا عقیدہ دربارہ علم غیب رسول | مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش راوی ہیں کہ جب مسجد وزیر خان لاہور میں علمائے اہل سنت اور علمائے دیوبند کے مابین حضور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے موضوع پر مناظرہ ہونا پایا اور فریقین میں شرائط مناظرہ طے نہ ہونے کی وجہ سے بحث زیادہ طول پکڑ گئی تو معززین لاہور کے ایک وفد نے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ فریقین کے چیدہ چیدہ علماء آپ کے سامنے آکر مناظرہ کریں اور آپ جو فیصلہ فرمائیں وہ عوام الناس کو سنا دیا جائے۔ علامہ مرحوم نے جب معززین سے یہ بات سنی تو بے اختیار

لے خزینہ معرفت اردو ترجمہ ابریز شریف جلد اول صفحہ ۹۳-۹۴ مترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن

ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی۔



ہو کر زار زار رونے لگ گئے جب آپ کی طبیعت بحال ہوتی تو حاضرین نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ مرحوم فرمانے لگے کہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج علمائے دیوبند، حضور صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ امی و ابی روحی و جسدی) کے علم کو ناقص ثابت کرنے کے لئے آتے ہیں۔ مجھے آپ لوگوں کے ایمان پر تعجب ہے کہ آپ مجھ سے یہ فیصلہ چاہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ناقص تھا یا کامل۔ میرا تو یہ ایمان ہے

چشم او بر زشت و خوب کائنات  
در نگاہ او غیوب کائنات

مسئلہ علم غیب رسول سے متعلق علامہ اقبال کا ایک اور حقیقت کشا بیان ملاحظہ فرمائیے: علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ہمدردیرینہ سید نذیر نیازی مرحوم لکھتے ہیں کہ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۸ء کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک علمی محفل منعقد ہوئی جس میں علامہ ممدوح نے نبی اور شعور نبوت پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:

”شعور نبوت کو تو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں زمانے کی ساری وسعتیں سمٹ کر ایک نقطے پر آجاتی ہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل کا امتیاز قائم نہیں رہتا۔ لہذا ہمارے لئے جو بات آنے والی ہوتی ہے۔ شعور نبوت کو پہلے ہی سے اس کا علم ہوتا ہے اس طرح جیسے کہ اس کا ظہور ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر حقیقت اور ہر صداقت کو اپنے سامنے عیاں دیکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے وحی الہی میں ان کے یقین کامل کی۔ لہذا جس علم کا سرچشمہ وحی الہی ہے اس میں یقین ہی یقین ہوگا۔ اس کے برعکس عقل و فکر کی دنیا کہ ہم اس میں قدم بہ قدم آگے بڑھتے ہیں اس میں اثبات ہوگا۔“

۱۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ فرمائیے ماہنامہ شمس المشائخ رمداس بابت ماہ نومبر ۱۹۳۸ء

اس میں اثبات کے ساتھ بھی نفی اور یقین کے ساتھ ظن کا پہلو قائم رہتا ہے۔ فلسفہ نام ہے انسان کی دماغی کاوشوں کا لیکن یہ کاوشیں آخر انسانی ہیں ان میں یقین کا رنگ پیدا نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص وہ یقین جسے ہم علم الیقین سے تعبیر کرتے ہیں۔ فکر میں یقین کا رنگ پیدا ہو گا تو وحی الہی کی بدولت کہ اس کی رہنمائی میں آگے بڑھے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی متذکرہ بالا محفل میں دوسرے شہر کا سر کے علاوہ غلام احمد پرنی بھی شامل تھے انہوں نے اپنی ڈائری میں نبوت سے متعلق علامہ اقبال کے جو خیالات نقل کئے ہیں وہ سید نذیر نیازی کی روایت کے مؤید ہیں۔ ایک اقتباس پرویز صاحب کی ڈائری سے درج ذیل ہے۔

”رسول کی تعریف ( Definition ) کے متعلق فرمایا

کہ ایک رسول میں اللہ کی طرف سے یہ شعور پیدا کر دیا جاتا ہے کہ وہ امتداد

زمانہ ( Length of Time ) کو سمیٹ کر

ایک حال کے اندر مرکوز کرے لہذا جو باتیں دوسروں کے نزدیک ۲ ہزار

برس بعد آنے والی ہوتی ہیں وہ رسول کے سامنے زمانہ مستقبل کی نہیں

بلکہ حال کی ہوتی ہیں اس لئے وہ اپنی وحی میں اس قدر محکم یقین رکھتا ہے

کہ اس کی سچائیاں اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں وہ ان کا مشاہدہ

کرتا رہتا ہے اس لئے اس کے دل میں شک و ریب کا کوئی دخل

نہیں ہو سکتا۔

۱۔ اقبال کے حضور از سید نذیر نیازی صفحہ ۶۲

۲۔ ماہنامہ طلوع اسلام لاہور بابت اپریل ۱۹۵۱ء صفحہ ۳۲

باب ششم

معراج مُصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم



# معراجِ مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

واقعہ اَسْرٰی | حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مکی زندگی کا ایک مہتمم  
باشان واقعہ معراج ہے۔ بہت سی روایات میں ہے کہ

یہ واقعہ ہجرت سے ڈیڑھ سال قبل ۲۷ رجب اور سوموار کی رات کو پیش آیا تھا۔  
روایات میں واقعہ کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم،  
اُم ہانی کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام چند فرشتوں کی معیت میں حاضر  
ہوتے۔ چھت کھل گئی اور آپ کو اٹھا کر حطیم میں لے آئے۔ حطیم خانہ کعبہ کا وہ حصہ ہے  
جو تعمیرِ ابراہیمی میں خانہ کعبہ میں شامل تھا۔ بعثت نبوی سے کچھ عرصہ قبل سیلاب کے  
باعث جب کعبہ کی دیواریں کمزور ہو گئیں تو اہل مکہ نے کعبہ کی تعمیر نو شروع کی اور یہ  
شرط لگائی کہ تعمیر میں صرف حلال کی کمائی صرف کی جائے گی۔ جس کی کمائی میں حرام کا معمولی سا  
اشتباہ بھی ہوتا تو اسے روک دیا جاتا۔ اس طرح سرمایہ کم فراہم ہوا اور انہوں نے  
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اصل بنیاد میں کچھ حصہ کم کر کے خانہ کعبہ تعمیر کر دیا۔ یہی حصہ  
جو کعبہ کی اصل چار دیواری میں موجود تھا مگر تعمیر ثانی میں چھوڑ دیا گیا تھا حطیم کہلانے  
لگا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں لایا گیا تو آپ نیم خواب اور نیم بیداری کے  
عالم میں تھے۔ فرشتے آپ کو وہاں سے اٹھا کر چاہ زمزم پر لے گئے۔ یہیں شقِ صد  
کا واقعہ پیش آیا۔ آپ کا دل آپ زمزم سے دھویا گیا اور سینے میں ملاءِ اعلیٰ سے  
مناسبت رکھنے والا خزینہ نور بھرا گیا۔ اب آپ مکمل طور پر بیدار تھے۔ پھر آپ حرم کعبہ  
سے باہر تشریف لاتے۔ یہاں اسرافیل علیہ السلام کی قیادت میں ستر ہزار فرشتوں کی

جماعت سلامی کے لئے دو رویہ کھڑی تھی۔ یہاں سواری کے لئے براق پیش ہوا۔ یہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جانور تھا۔ اس کی تعریف میں ملا معین ہروی لکھتے ہیں:

”براق کیسا براق، ملک آسا، فلک پیما، نور شید پیکر، آسماں میداں،  
شہاب کی طرح روشن آنکھیں، خوبصورت پیشانی، خوش خصال، بلند فضائل،  
ثابت قدم، تیز، آراستہ بال، نورانی ریاں، عنبریں دُم، موتیوں جیسے سُم،  
ریحانِ جنت جس کا چارہ، جنت جس کی چراگاہ، سریع السیر، تیز گام،  
زمردیں لگام، زبرجدی پشت، یاقوتی زین، ستارہ جہیں، سیدھی تیلی ٹانگیں،  
نظر قدم پر اور قدم نظر پر پڑتا تھا۔“

جبریل علیہ السلام نے رکاب تھامی، میکائل علیہ السلام نے باگ پکڑی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی گئی کہ آپ سوار ہو جائیں۔ آپ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو براق کھمبایا۔ شوخی پر جبریل امین نے تھپکی دیتے ہوئے کہا ”اے خوش بخت! خدا کی قسم تیری پیٹھ پر اس سے بہتر سوار کبھی نہیں بیٹھا۔“ یہ سن کر براق پسینے میں شرابور ہو گیا۔

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری حرم پاک سے مسجد اقصیٰ کی طرف روانہ ہوئی۔ راستے میں ایک نخلستان آیا اور جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کا دارالہجرت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اترے اور دو نفل ادا کئے۔ یہ پہلی منزل مدینہ طیبہ تھی۔ آگے چلے تو ایک مقام پر پہنچ کر جبریل امین نے کہا یہ طور سینا ہے۔ یہیں جناب موسیٰ علیہ السلام کے سر مبارک پر کلیم الہی تاج رکھا گیا تھا۔ یہیں انہوں نے التجا کی تھی کہ رَبِّ ارْنِي اَنْظُرُ اِلَيْكَ (اے رب میرے! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں) اس پر خدائے ذوالجلال نے جواب دیا کہ

لَنْ تَنْ اِنْفِ (تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا) بایں ہمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شوق  
 دیدار اس قدر اضطراب انگیز تھا کہ نقاب کشائی کی دوبارہ التجا کی۔ یہ اصرار دیکھ کر اس  
 محبوب حقیقی نے اپنے عاشق صادق کو شکستہ خاطر تو نہ کرنا چاہا لیکن محض اتمام حجت  
 کے لئے فرمایا کہ پہلے میں پہاڑ پر اپنی ایک تجلی پھینکتا ہوں۔ اگر وہ میرے جلوۂ نور  
 کی تاب لاسکا اور اپنی جگہ پر برقرار رہا تو پھر تجھے بھی دیدار سے محروم نہیں کیا جائے گا۔  
 حضرت موسیٰ اس شرط پر رضامند ہو گئے چنانچہ طور پر تجلی کا گزرنا تھا کہ کوہ طور  
 جل کر خاکستر ہو گیا۔ پس باری تعالیٰ کی تجلی کا بذات خود متحمل ہونا تو کجا فقط اس کی  
 دیدہ ہی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ حضور نے یہاں بھی دو نفل  
 ادا کئے۔ تیسری منزل بیت اللحم تھی۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ جناب مسیح علیہ السلام  
 کا مقام پیدائش ہے۔ آپ نے یہاں بھی سواری سے اتر کر دو نفل ادا کئے۔ آگے  
 چلے تو کسی نے آپ کو پکارا مگر آپ نے کوئی توجہ نہ دی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ  
 یہودیت تھی جو آپ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھی۔ کچھ اور آگے بڑھے تو اسی طرح  
 نصرانیت کی پکار بلند ہوئی مگر آپ بے التفاتی سے آگے بڑھ گئے۔ پھر ایک  
 دوشیزہ طنناز بصد عشوہ و ناز سامنے آئی مگر منزل نورانیت کے مسافر نے کوئی توجہ  
 نہ دی۔ آپ کو بتایا گیا یہ دنیا تھی جو آپ کو اپنی جانب مائل کرنے کے لئے ناز و انداز  
 دکھا رہی تھی کچھ اور آگے بڑھے تو مکروہ صورت بڑھیا دکھائی دی۔ جبریل علیہ السلام  
 نے کہا یہ بھی دنیا ہے اور یہ اپنی اصل عمر میں سامنے ہے۔ اسی سے آپ اندازہ  
 کر سکتے ہیں کہ اب دنیا کی کتنی عمر باقی رہ گئی ہے۔ آخر میں پھر ایک شخص نے  
 آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر آپ بے تعلق رہے۔ بتایا گیا کہ یہ شیطان  
 ہے جو آپ کو راستہ سے ہٹانا چاہتا تھا۔ اب براق بیت المقدس کی سرزمین میں  
 داخل ہو گیا۔ اس سرزمین پر ہر طرف خدا کی برکات بھری ہوئی تھیں۔ یہ وہ  
 سرزمین تھی جسے اکثر انبیاء کے مولد و مسکن ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ  
 براق سے اترے اور لگام اسی حلقہ سے باندھی جہاں انبیاء سابقین اپنی

سواریاں باندھا کرتے تھے۔ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء صفت بستہ منتظر تھے۔ نماز کے لئے صفیں سیدھی کی گئیں اور جبریل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امامت کے مصطلے پر کھڑا کر دیا اور خود اقامت کہنے لگے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور تمام انبیاء نے آپ کی اقتدار میں نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا :

” لائق ستائش ہے وہ خدا تے بزرگ و برتر جس نے مجھے رحمۃ للعالمین

کا تاج پہنا کر تمام جہان والوں کے لئے بشر و نذیر بنایا۔ مجھے وہ کتاب مبین عطا فرمائی جس میں واضح طور پر ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ اسی قدوس بندہ نواز نے میری اُمت کو خیر الامم بنایا۔ اُس رب ذوالجلال نے میرا شرح صدر فرمایا اور میرا بوجھ اتارا، میرے ذکر کو بلند فرمایا۔ اُس نے مجھے فاتح و قائم بنایا۔“

یہ مختصر اور جامع خطبہ ختم ہوا تو جناب خلیل اللہ نے بے ساختہ فرمایا ”اے گروہ انبیاء و مرسلین! اے ملائکہ مقربین! ان خصائص و کمالات کے باعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تم سب سے افضل ہیں۔“ اس کے بعد آپ مسجد سے باہر تشریف لائے۔ اب آپ کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے۔ ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ۔ آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھایا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا ”آپ نے فطرت کو ترجیح دی، شراب کا پیالہ اٹھایا ہوتا تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔“ یہاں تک کے سفر کو واقعہ اسری کہا جاتا ہے۔

واقعہ معراج | اب تک کا سفر زمین کا سفر تھا۔ اب آسمان کی طرف سفر شروع ہوا۔ بلندی کو عروج کہتے ہیں اس لئے اس سفر کو

سفر معراج کہا جاتا ہے۔ جب پہلے آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانے کے لئے آواز دی دربان نے پوچھا ”کون ہے؟“ کہا ”جبریل ہوں



اُس نے پوچھا ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس نے پھر پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ کہا ”ہاں“ اس پر دروازہ کھلا تو مر حبا کہہ کر فرشتوں نے استقبال کیا۔ یہیں ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور اے صالح بیٹے، اے صالح نبی کہہ کر استقبال کیا۔ اُن کے دائیں بائیں بہت سے لوگ تھے۔ وہ دائیں طرف دیکھتے تو ہونٹوں پر مسرت آمیز تبسم بکھر جاتا، مگر بائیں جانب نظر کرتے تو چہرے پر ادا سی پھیل جاتی۔ حضور نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ کو بتایا گیا کہ ان کے دائیں طرف نکوکار ہیں اور انہیں دیکھ کر خوشی ہوتی ہے مگر بائیں طرف اپنی بدکار اولاد پر نظر پڑتی ہے ادا اس ہو جاتے ہیں۔ یہاں اور بھی بہت سے مناظر آپ کی آنکھوں کے سامنے آتے۔ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ فصل کاٹ رہے ہیں۔ فصل کٹتی ہے اور اُس سے زیادہ اُگ آتی ہے۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں جن کا اجر غیر مقطوع ہے اور برابر بڑھ رہا ہے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ فرشتے کچھ لوگوں کے سر کھل رہے ہیں۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو اپنی نمازوں میں غفلت برتتے تھے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے کپڑوں میں آگے پیچھے پیوند لگے ہوئے ہیں اور وہ گھاس چر رہے ہیں۔ یہ زکوٰۃ و صدقات سے جی چرانے والے لوگ تھے۔ آپ نے کچھ پھولے ہوئے پیٹوں والے دیکھے جن کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے وہ انہیں ڈس کر بتلاتے عذاب کئے رکھتے تھے۔ یہ لوگ فرش پر پڑے تھے اور لوگ انہیں روندتے ہوئے گزر رہے تھے۔ یہ سو و خوار تھے۔ آپ نے کچھ مرد اور کچھ عورتیں دیکھیں ان کے ایک طرف تازہ خوش ذائقہ گوشت رکھا تھا اور دوسری طرف سڑا ہوا، غلیظ اور بدبودار گوشت پڑا تھا وہ تازہ گوشت کی طرف ہاتھ بڑھاتے مگر فرشتے بدبودار گوشت کھانے پر انہیں مجبور کرتے۔ رازدار حقیقت جبریل علیہ السلام نے بتایا یہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں جو حلال بیویوں اور حلال شوہروں کے ہوتے ہوتے

حرام کی طرف لپکتے رہے۔ پھر ایک اور تمثیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئی۔ ایک چھوٹا سا سوراخ نمودار ہوا جو پھیلتے پھیلتے بڑا ہو گیا۔ اس میں سے ایک موٹا تازہ پلا ہوا بیل باہر آیا پھر واپس جانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر سوراخ چھوٹا ہونے لگا۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ فتنہ پھیلانے والے لوگ ہیں۔ تلافی مافات کی کوشش کرتے ہیں مگر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگ دیکھے جن کے ناخن تانبے کے بنے ہوئے تھے اور وہ ان سے اپنا منہ اور سینہ نوح رہے تھے۔ یہ غیبت کرنے والے اور جعل خور تھے۔ یتیموں کا مال ہضم کرنے والوں کا یہ حال تھا کہ ان کے ہونٹ اُونٹ کی طرح تھے اور وہ انگارے پھانک رہے تھے۔ اس طرح کے مختلف مناظر دیکھ رہے تھے کہ ایک فرشتہ آیا جس کے چہرے پر کرخستگی چھائی ہوئی تھی یہ جہنم کا داروغہ تھا۔ آپ نے جہنم کی جھلک دیکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا تو دوزخ پوری دشتابوں کے ساتھ سامنے آگیا۔

پہلے آسمان کی سیر ختم ہوئی اور دوسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں نوجوان انبیاء جناب یحییٰ علیہ السلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اے صالح پیغمبر اور اے صالح بھائی کہہ کر آپ کا خیر مقدم کیا۔ تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے چوتھے آسمان پر اور لیس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام سے اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ساتویں آسمان پر کعبۃ اللہ کے عین اوپر ملائکہ کا کعبہ دیکھا۔ ایک وقت میں تیرہ ہزار فرشتے اس کا طواف کر رہے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے آپ کو بتایا کہ فرشتوں کی تعداد کا اندازہ اس سے لگائیے کہ جس فرشتے نے پہلے ایک دفعہ طواف کیا ہے اب تک اس کی باری نہیں آئی۔ یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات اپنے جد امجد جناب ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ یہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ لے جاتے گئے۔ روایات کے مطابق سدرہ ایک بیری کا درخت

ہے جس کی جڑیں ساتویں آسمان پر ہیں۔ اُس کی سر بلندی بے حساب ہے۔ اس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر، اس کے پھل شہر حجر کے ٹکوں کے برابر ہیں۔ اس کے ہر پتے پر ایک فرشتہ تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ، عالم خالق اور خُدا کے درمیان حد فاصل ہے۔ تمام مخلوق کا علم یہاں ختم ہو جاتا ہے۔ اس سے آگے عالم غیب شروع ہو جاتا ہے۔ اسی مقام پر جنت المادئی ہے۔ آپ کو جنت کا مشاہدہ کرایا گیا اور آپ نے وہ انعام خداوندی دیکھے جو کسی نے کبھی نہیں دیکھے۔ مشاہدہ جنت کے بعد سدرہ سے آگے بڑھنے لگے تو جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا یہی میری انتہا ہے، میں آگے نہیں جا سکتا۔ شیخ سعدی نے جبریل امین علیہ السلام کے الفاظ کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے۔

اگر یک سر موئے برتر پر م فروغ تجلی بسوزد پر م  
یہاں آپ نے فرشتوں کی امامت کی اور دو رکعت نماز پڑھائی۔  
اب سفر کا تیسرا مرحلہ شروع ہوا۔ یہ سفر اس عالم میں تھا کہ ملائکہ تک ساتھ نہیں جا سکتے تھے۔ اب سواری کے لئے ”رفرف“ آیا۔ ررف کی وضاحت ممکن ہی نہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ سے عرش بریں تک کا سفر ررف پر طے ہوا۔ لاتعداد پردے ایک ایک کر کے اٹھتے چلے گئے اور نورانی مسافر یہ کہتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی اللہ کرے مرحلہ شوق نہ موٹے  
جب صرف ایک پردہ باقی رہ گیا تو ررف نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ یہاں گھوڑے کی طرح کی ایک سواری ملی۔ آخری پردے سے گزرے تو ساق عرش آگیا۔ حجاب کبریا تک اس سواری کا ساتھ تھا اب بالکل تنہا سفر تھا۔ ایک صدائے دلنواز نے سہارا دیا۔ ”اُدُنْ مِنِّی“ (مجھ سے اور قریب آ جا، ایک قدم اٹھتا تو زمین سے اب تک کا قطع کردہ فاصلہ طے ہو جاتا۔ ہزار مرتبہ یہ صدائے دلربا بلند ہوئی اور ہزار قدم طے ہوئے۔ اب مقام قرب آیا۔ فَتَدَلُّیْ تَمَّکَ رَسَائِیْ

ہوتی اور پھر وہ حضوری حاصل ہوتی کہ ”فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ“  
 کا خلوت کدہ آگیا۔ یہاں محب و محبوب میں باتیں ہوتیں ”فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ  
 مَا أَوْحَىٰ“ بعد ختم ہونے قاصیے تمام ہو گئے۔ آنکھیں مشاہدہ جمال میں یوں  
 محو ہوتیں کہ مازاغ البص و ما طغیٰ -

پھر واپسی کا سفر شروع ہوا۔ براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ روانہ ہوتے راستے  
 میں کچھ قافلوں پر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ مقام طوبیٰ میں پہنچے تو  
 جبریل علیہ السلام سے فرمایا ”میرے اس سفر کی تصدیق کون کرے گا؟“ اُس نے  
 کہا ”ابوبکر بن قحافہ“۔ واپس اُم ہانی کے گھر پہنچے تو ابھی تک بستر گرم تھا آپ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے آرام فرمایا۔

یہ تمام تفصیل احادیث میں بیان ہوتی ہیں قرآن کریم  
 قرآن حکیم اور واقعہ معراج میں واقعہ معراج کا ذکر تین مقامات پر اجمالی انداز  
 سے بیان ہوا ہے مگر اجمال اتنا بلیغ ہے کہ ساری تفصیل اس میں سمٹ آتی ہیں۔

سورہ بنی اسرائیل کی ابتداء میں ہے:

واقعة أسرى | سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ  
 الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَنَى كُنَا  
 حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ أَيْتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ  
 الْبَصِيرُ ۝ (بنی اسرائیل - ۱)

ترجمہ: پاکی سے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے  
 مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگر وہم نے برکت رکھی کہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں  
 دکھائیں۔ بے شک وہ سنا دیکھتا ہے۔

سورہ النجم میں عالم بالا کی سیر کا ذکر یوں فرمایا گیا:

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝  
 وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ عَلَّمَ

شَدِيدُ الْقُوَى ۚ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى ۚ وَهُوَ بِالْأُفُقِ  
 الْأَعْلَى ۚ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۚ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۚ  
 فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ۚ مَا كَزَبَ الْقَوْلُ إِذْ مَا  
 رَأَى ۚ وَافْتُرُوتِنَا عَلَى مَا يَرَى ۚ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً  
 أُخْرَى ۚ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ۚ عِنْدَ مَا جَنَّتُهُ  
 الْمَأْوَى ۚ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ۚ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ  
 مَا طَغَى ۚ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ۚ (النجم - آیت ۱۸)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ تمہارے  
 صاحب نہ بہکے نہ لے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں  
 کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت  
 قوتوں والے طاقتور نے۔ پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسماں بریں  
 کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اتر آیا۔ تو  
 اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔  
 اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا  
 تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے وہ  
 جلوہ دوبارہ دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اُس کے پاس جنت الماوی  
 ہے جب سدرہ پر چھا رہا تھا آنکھ نہ کسی طرف پھیری نہ حد سے بڑھی۔  
 بے شک اپنے رب کی بہت نشانیاں دیکھیں۔“

واقعہ معراج اور اہل مکہ | جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اُس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اُم ہانی کے گھر تھے۔ صبح اُٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے انہیں تمام واقعہ سنایا۔ وہ محو حیرت ہو گئیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ  
 جانے لگے تو چادر پکڑ کر بولیں ”اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کیجیے گا وگرنہ یہ لوگ  
 مذاق اڑائیں گے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں مذاق کے خوف سے

سچائی نہیں چھپا سکتا۔ میں ضرور بیان کروں گا۔“ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام واقعہ من و عن بیان کر دیا۔ مخالفین نے تکذیب کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے لگے کچھ کمزور ایمان رکھنے والے بھی متزلزل ہو گئے۔ کچھ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ عجیب و غریب بات سن کر وہ ضرور تکذیب کریں گے اور اسے خلاف واقع قرار دے کر دین حق سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اگر وہ یہ سب کچھ کہتے ہیں تو میں تصدیق کرتا ہوں ایسا یقیناً ممکن ہے۔“ پوچھا گیا ”کیسے ممکن ہے؟“ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ”اُن پر آسمان سے وحی آتی ہے تو میں تصدیق کرتا ہوں یعنی جب اس بات کو ممکن سمجھتا ہوں تو کیا خدا میں اتنی قدرت نہیں کہ وہ انہیں سیر کرادے۔“ یہ بڑی ہی مسکت دلیل تھی اس لئے وہ کمزور ایمان رکھنے والے جو اُلجھن میں مبتلا ہو گئے تھے نادوم ہوئے اور ان کا ایمان محکم ہو گیا۔ یہی موقعہ تھا کہ صاحب معراج نے ابوحنافہ کے بیٹے کو صدیق کے لقب سے نوازا۔

کفار میں سے جن لوگوں نے بیت المقدس دیکھا ہوا تھا انہوں نے آپ پر طرح طرح کے سوالات کئے۔ آپ نے صحیح جواب دیئے تو کہنے لگے یہ تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ اس سے پہلے بیت المقدس کبھی نہیں گئے مگر یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس کے متعلق یہ تفصیل آپ نے کسی اور سے سن کر یاد رکھی ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر اب بھی نہیں مانتے تو کچھ توقف کر لو۔ وہ قافلے جو اس سفر میں میرے راستے میں آتے وہ واپس آئیں گے تو میری باتوں کی تصدیق کریں گے۔ جاتے ہوئے ایک قافلہ پر میرا گزر ہوا۔ براق کو دیکھ کر ان کے اونٹ بھڑک گئے۔ ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا۔ میں نے اہل قافلہ کو اونٹ کا پتہ بتایا تم بھی سن لو کہ وہ اونٹ اس رنگ کا تھا۔ واپسی پر فلاں وادی میں ایک قافلہ سو رہا تھا میں نے ان کے برتن میں اس طرح پانی پیا کہ استعمال کی علامات برتن پر چھوڑ آیا ہوں۔ آج سورج طلوع ہونے تک یہ قافلہ وادی بطحا میں پہنچ جائے گا۔ اُن سے

پوچھ لینا۔ بعد میں قافلے والوں نے ان باتوں کی تصدیق کر دی مگر جب قلب و دماغ پر تعصب اور انکار کا زنگ ہو تو کوئی حق کی تصدیق پر کس طرح آمادہ ہو سکتا ہے۔

ایک دو ضعیف روایات کی بنیاد پر بعض تجدید  
**معراج جسمانی و معراج روحانی** پسند مفسرین کا خیال ہے کہ معراج جسمانی نہیں بلکہ  
 معراج روحانی تھا اور یہ سب کچھ خواب میں پیش آیا۔ حالانکہ قرآن حکیم کے الفاظ  
 اور روایات صحیحہ واضح طور پر معراج جسمانی کے حق میں ہیں۔ سورہ بنی اسرائیل  
 کی ابتدائی آیت دیکھئے۔ سبحن الذی کہہ کر خدائے قدوس کس طرح اپنی قدرت  
 کاملہ کا اظہار کر رہا ہے۔ خواب کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کا بیان یوں شان  
 سے کیا جاتا۔ وہ خدا جو رات کے مختصر سے حصہ میں اپنے بندے کو بحالت بیداری  
 ان عجیب و غریب حالات سے دوچار کرتا ہے فی الواقع اس کی شان بلند ہے  
 اور ذہن یہ ماننے پر مجبور ہے کہ اُس کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید نہیں۔

روایات کو دیکھتے سب سے پہلے اُمّ ہانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ بیان  
 کرنے سے روکتی ہیں انہیں خدشہ ہے کہ کفار اس کی تضحیک کریں گے، اگر آپ نے فرمایا ہوتا  
 کہ میں نے خواب میں یہ سب کچھ دیکھا ہے تو حضرت اُمّ ہانی کو تضحیک کا اندیشہ کیوں ہوتا ہے  
 کیونکہ خواب میں تو کوئی بھی آدمی ایک سینکڑے اندر اندر لندن، پیرس اور امریکہ کی  
 سیر کر کے واپس آ سکتا ہے۔ اگر روحانی خواب کی تعبیر کو تسلیم کر لیا جائے تو معراج کا  
 واقعہ کوئی محیر العقول واقعہ نہیں رہ جاتا۔ پھر یہ دیکھتے کہ کفار مکہ، اُمّ ہانی کے  
 اندیشہ کے عین مطابق اسے خلاف واقع قرار دے کر اس کی تضحیک کرتے ہیں۔  
 بھلا کسی کے خواب کو کوئی خلاف واقع کیسے قرار دینے لگا ہے وہ لوگ آپ پر طرح  
 طرح کے سوالات بھی کرتے ہیں۔ کسی آدمی کے خواب کو کبھی یوں موضوع بحث نہیں  
 بنایا جاتا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلوں کی جو  
 نشانیاں دی ہیں انہیں آخر کس تاویل سے خواب سے منسک کیا جائے گا۔ کیا  
 خواب میں کوئی براق پر سوار ہو کر اونٹوں کو بھڑکا سکتا ہے کیا پانی پیتے کے

برتن پر اپنے نشانات چھوڑ سکتا ہے۔ معراج جسمانی سے متعلق روایات حد تو اتار  
کو پہنچی ہوئی ہیں اس لئے ان پر اُمت کا اجماع ہے۔

معراج روحانی کے قائل حضرات سورۃ بنی اسرائیل کی اس آیت سے  
استدلال کرتے ہیں جس میں کہا گیا ہے:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ  
(بنی اسرائیل - ۶۰)

ترجمہ: اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو  
وہ لوگ ”رویا“ کا لفظ خواب کے معنوں میں لیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ لفظ ان معنوں  
میں بھی استعمال ہوتا ہے مگر یہ بحالت بیداری آنکھوں دیکھے منظر کے لئے بھی استعمال  
ہوتا ہے۔ متنبی کہتا ہے:

وَرَوِيَاكَ اَعْلَىٰ فِي الْعِيُونِ مِنَ الْغَمَضِ

(آنکھوں کے لئے تیرا دیدار نیند سے زیادہ شیریں ہے)

خود آیت کے الفاظ وضاحت کرتے ہیں کہ یہاں رویا خواب کے نہیں بلکہ  
بیداری کی حالت میں آنکھوں دیکھے منظر کے لئے استعمال ہوا ہے۔ سچے خوابوں  
کے اہل مکہ بھی قائل تھے۔ آخر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب بھی تو تسلیم  
کرتے تھے پھر ”رویا“ اُن کے لئے آزمائش کیسے بن سکتا تھا۔ معراج جسمانی کا  
انکار کرنے والے ابن اسحاق سے منسوب اس قول سے بھی استناد کرتے ہیں جس  
میں کہا گیا ہے کہ یعقوب بن عقبہ نے اُن سے یہ روایت کی تھی کہ حضرت امیر  
معاویہ رضی اللہ عنہ واقعہ معراج کو رویائے صادقہ رُسچا خواب، کہتے تھے مگر  
یہ روایت سراسر ضعیف ہے کیونکہ اس کے سلسلہ رواۃ میں ایک کڑی گم ہے۔  
یعقوب بن عقبہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا تھا۔ اس  
لئے محدثین نے اس کی تضعیف کی ہے۔

ایک اور روایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب



ہے۔ کہا یہ گیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کے کسی شخص نے محمد بن اسحاق سے یہ روایت بیان کی تھی اس شخص کا نام نہیں بتایا گیا۔ ایسی گناہم روایات اصول حدیث کے لحاظ سے قابل قبول نہیں۔ پھر یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف جو قول منسوب ہے اس میں کہیں یہ الفاظ ہیں :

ما فقد جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم گم نہیں ہوا تھا)

اور کہیں یہ آیا ہے :

ما فقدت جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(میں نے نہیں کھویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم)

گویا اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں کہ شبِ معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے اور ان کا جسم غائب نہیں ہوا تھا۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف واقع ہے۔ معراج شریف کا واقعہ ہجرت سے پہلے ہی زندگی میں ظہور پذیر ہو چکا تھا اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہجرت کے بعد حرم نبوی میں شامل ہوتی تھیں۔

اصل میں جو لوگ مغرب سے شکست خوردہ ذہن رکھتے ہیں وہ ان ضعیف روایات کا سہارا لے کر معذرت کے انداز میں معراج روحانی کا نظریہ قائم کر بیٹھے ہیں۔ اہل مغرب نے رات کے قلیل وقفے میں ایک ذات کا بجدِ عصری عالم بالاتک جانا اور واپس آنا خلافِ عقل کہا تھا۔ ان عقیدت پرستوں نے تمام دلائل و شواہد کو بالائے طاق رکھ کر یہ عجیب و غریب تاویل تراش لی ہے۔ دانش فروشانِ مغرب کو معلوم ہونا چاہیے کہ صرف واقعہ معراج ہی نہیں رب اکبر کی نیرنگی قدرت کا ہر شہہ ایسا ہے کہ انسان کا محدود ذہن اس کی توجیہات سے عاجز ہے۔ انسانی فکر و ادراک کتنی ہی بلندیوں پر پہنچ جائے خدا کی قدرتوں کے اسرار و غوامض کو گرفت میں نہیں لاسکتا۔ واقعہ معراج جیسے حقائق مقامِ نبوت

اور مقام تکمیل نبوت سے مختص ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے انسانی فہم و ادراک سے وراہ اوراہ واقعہ کو اپنے بے دست و پا شعور کی گرفت میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے اور پھر اسے باہمی بحثوں اور منطق آرائیوں کی آماجگاہ بنا لیا جاتا ہے۔ ایسے حقائق تسلیم کرنے کے لئے ہیں ان پر بحث نہیں کی جاسکتی۔ ہمارا واما ندۃ راہ علم تو ابھی ریگ ساحل پر خرف چینی کر رہا ہے اس میں سمندر کی پہنائیوں اور گہرائیوں کو چھانٹنے کی صلاحیت کہاں سے آگئی ہے

یسا ہوں مکتب غم دل میں سبق مہنوز لیکن یہی کہ رفت گیا اور بود تھا بے بصر اور کور ذوق لوگ ریک تاویلات کے جھیلوں میں اُلجھے رہیں۔ رب الایباب کی قدرت کاملہ کی معرفت رکھنے والے تو "أَمَّا وَصَدَّقْنَا" کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ خدائے قدوس کی بالا دست قوت اور پیغمبر اقدس و اعظم کی لطیف و ارفع ذات کے لئے کچھ بھی محال نہیں ہے عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھانھا ہیں واقعہ معراج ایک اور لطیف پہلو بھی رکھتا ہے اور وہ یہ کہ انسان تسخیر کائنات کے سلسلہ میں بہت آگے جاسکتا ہے۔

سبق ملا ہے کہ معراج مصطفیٰ سے مجھے کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں فی الواقع یہ معراج مصطفیٰ ہی ہے جس نے انسانوں کو فضاؤں اور خلاؤں میں پرکشتائی پر آمادہ کیا اور دوسری دنیاؤں کے امکانات کے درکھول دیئے۔ چاند اور زہرہ و مریخ اس کی زد میں آگئے اور انسان پیکار اٹھے۔ یہ نیگیوں فضا جسے کہتے ہیں آسماں ہمت ہو پرکشتا تو حقیقت میں کچھ نہیں

جو لوگ معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے علم و عقل کے خلاف سمجھتے ہیں انہیں صرف اتنا کہوں گا کہ ابھی **حرف آخر** انسانی علم بہت ہی محدود ہے۔ یہ آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے۔ بیسیوں حقائق جنہیں قرآن کریم نے صدیوں پہلے بیان کیا تھا اور جنہیں کسی زمانہ میں انسان

اپنے دور کے علم و عقل کے مطابق نہیں پاتا تھا اور بے جا تاویلات کیا کرتا تھا  
آج سائنس انہیں تسلیم کر چکی ہے اور ہم مسلمات کی طرح انہیں مانتے ہیں۔



باب مہتمم

معجزات مصطفیٰ  
صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



## باب ہفتم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## معجزاتِ مصطفیٰ

انبیاء علیہم السلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے سفیر کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لاتے ہیں اس لئے خدائے قدوس انہیں صداقت کی دلیل کے طور پر معجزات عطا کر کے بھیجتا ہے۔ گویا معجزہ نبی اور غیر نبی کی شناخت کی واضح برہان ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا:

فَذٰنِكَ بُرْهٰنِنِ مِنْ رَبِّكَ - (القصص : ۳۲)

ترجمہ: تو یہ دو جہتیں ہیں تیرے رب کی۔

ہر دعویٰ کے لئے دلیل ناگزیر ہے اور جتنا بڑا دعویٰ ہو دلیل بھی اتنی ہی عظیم اور ناقابل انکار ہونی چاہیے۔ دعویٰ نبوت، مخلوقات میں سب سے بڑا دعویٰ ہے کیونکہ کہنے والا یہ کہتا ہے کہ وہ فرستادہ خدائے ذوالجلال ہے اور اُس کی طرف سے احکام و ہدایات لے کر آیا ہے۔ لہذا اُس کی صداقت کے لئے ایسے امور کا ظہور ضروری ہے جن کی مثل لانے سے پوری نسل انسانی عاجز ہو۔ دیکھنے والا معجزہ کا ظہور دیکھے تو یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے کہ یہ محض خدا کی عطا ہے، کرشمہ یزدانی ہے اور اس کی نظیر لانا مخلوق کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے تمام انبیاء خدا کی طرف سے معجزات کے براہین قاطعہ لے کر آئے اور چونکہ حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ختمی المرتبت ہیں، قیامت تک آپ کی نبوت باقی رہے گی اس لئے آپ کو

معجزات بھی اس کثرت سے عطا کئے گئے کہ ہر دور کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کے آگے سر تسلیم خم کئے رہیں گے۔ سب سے بڑا معجزہ تو خود آپ کی حیاتِ طیبہ ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حمیدہ، افعالِ پسندیدہ، عادات و خصائل، حُسنِ انتظام، تدبیرِ خلاق اور سیاستِ ملکیہ پر نظر کی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طبیعتوں اور متضاد مزاج کے مالک لوگوں کو ایک قانونِ الہی کا فدائی بنا دیا۔ یہی معجزات کچھ کم نہیں“

بلاشبہ ایک ایسی ذات جو بچپن میں یتیم ہو گئی۔ جسے کسی انسان نے ایک حرف تک نہیں پڑھایا اور جس نے جاہلیت کے دورِ مظلمہ میں لڑکپن اور جوانی کا سفر طے کیا اُس میں طہارتِ قلب و نظر اور پاکیزگیِ قول و عمل کے ساتھ یہ فراست کہاں سے آگئی کہ اس نے کائنات کے دقیق ترین رازوں سے پردے اٹھائے اور ایسے حقائق بیان کئے جنہیں تلاش کرنے میں حکمت و دانش کے بڑے بڑے مدعی عاجز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو جس انقلاب سے دوچار کیا تاریخ اُس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یہ انقلاب زندگی کے ہر گوشے کو تغیر آستانا کر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم کردہ نظامِ حکومت آج تک بے مثال ہے۔ ایک آدمی کا اتنے عظیم کاموں سے صرف تیس سالہ مختصر دورِ نبوت میں ہمکنار عمل ہونا ہزاروں معجزوں کے برابر کا معجزہ ہے۔ اس عظیم ترین معجزہ کے ساتھ دیگر انبیاء کی طرح کے تمام معجزات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور پذیر ہوئے۔ اگر ان کا استقصاء کیا جائے تو بہت ضخیم دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ



علیہ وسلم کے معجزات پر بہت لوگوں نے مستقل تصانیف سپردِ قلم کی ہیں مگر پھر بھی سینکڑوں معجزات حیطہ تحریر میں نہیں آسکے۔

میں نے ”بطور مشتے از خروارے“ صرف چند معجزات لکھ دیئے ہیں اور یہ میری بساط کہاں کہ میں اُس ذات کے معجزات کا استقصاء کر سکوں جس کا ہر نفس ایک عدیم النظیر معجزہ تھا۔

— ہجرت سے قبل ایک شب عمائدین قریش (ابو جہل، ابولہب اور ولید بن مغیرہ وغیرہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جبل ابوقبیس پر تشریف فرما تھے اور کہنے لگے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے پیغمبر ہیں اور اپنے دعویٰ میں صادق ہیں تو اس چاند کو جو بدر کی صورت میں ہم کو نظر آتا ہے دو ٹکڑے کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور پھر چاند کی طرف انگشت مبارک سے اشارہ کیا۔ چاند اسی وقت دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک حصہ جبل ابوقبیس کی طرف اور دوسرا دوسری طرف نظر آنے لگا۔ مشرکین یہ دیکھ کر اس کے سوا کچھ نہ کہہ سکے۔ - اِنَّ هٰذَا السِّحْرُ عَظِيْمٌ (واقعی یہ تو بہت بڑا جادو ہے) اس معجزہ کی شہادت ملیبار کے راجہ چیرامن پیرومل نے بھی دی ہے جس کا مفصل ذکر ”تاریخ فرشتہ“ اور ”ملیار مینول“ مرتبہ برٹش گورنمنٹ میں بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ اتنا بڑا ہے کہ اس کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَاَنْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (القمر: ۱-۲)

ترجمہ: ”پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔“

۲۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے قریب مقام صہبا میں تشریف فرماتے تھے۔ اس دوران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زانو پر رکھ کر سو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کی وجہ سے حرکت نہ کی۔ جب آفتاب غروب ہو گیا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تو انہوں نے عرض کیا۔ نہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ ”اللہم! یہ علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں مشغول تھے تو آفتاب واپس لوٹا دے“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”میں نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہوا اور اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پڑنے لگی“ ۱۔

۳۔ غزوہ خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ صبح تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس فخر کے امیدوار بن کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا انہیں دیا اور ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا وہ اچھے ہو گئے اور خیبر فتح ہو گیا۔ ۲۔

۴۔ غزوہ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص قرمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ دوزخی ہے۔ جب کفار سے مقابلہ ہوا تو یہ شخص زخمی ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اسے دوزخی فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ طبرانی ۲۔ مسلم

وسلم نے فرمایا کہ تحقیق یہ دوزخی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد زخموں کی تکلیف سے تنگ آکر اُس شخص نے خودکشی کر لی۔ ۱

۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں مارے جانے والے کافروں کے قتل کی جگہ ایک دن پہلے دکھا دی تھی۔ کسی نے ان میں سے اس جگہ سے تجاوز نہ کیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا مقتل بتایا تھا ۲

۶۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تمام اہل صفہ کو بلالو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سب کو بلالائے۔ ان سب کے رُو برو ایک پیالہ رکھا گیا جس میں سے سب نے سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی بیچ رہا۔ بقول ابونعیم ایک سو آدمی ایک پیالہ میں سیر ہو گئے ۳

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص اشعث بن قیس حاضر ہوا اور کہا کہ میں کیسے مانوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے مٹھی بھر کنکر زمین سے اٹھائے اور فرمایا دیکھو یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔ یہ سنتے ہی اُس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۴

۸۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا برتن پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، پانی صرف اتنا ہے جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا

۱۔ بخاری ۲۔ بخاری، مسلم ۳۔ مسلم ۴۔ بخاری

ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا تو پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے اس طرح پھوٹ پڑا جس طرح زمین سے چشمہ پھوٹتا ہے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ جن کی تعداد پندرہ سو کے قریب تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک لاکھ افراد بھی ہوتے تو یہ پانی ان کے لئے کافی ہوتا۔

۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں جبل حرا پر تشریف فرماتھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس وقت پہاڑ میں جنبش پیدا ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹھہر جا۔ تجھ پر کوئی نہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صدیق رضی اللہ عنہ یا شہید۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سب شہید ہوئے اور یہ پانچوں صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

۱۰۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر اس کے مشارق اور مغارب مجھے دکھا دیئے پس جہاں تک میں نے دیکھا وہاں تک میری امت کی حکومت پہنچ جائے گی۔ ۳

۱۱۔ غزوہ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر ایسا زخم آیا کہ اُن کی زندگی خطرے میں پڑ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زخم پر تین بار دم کیا وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ ۴

۱۔ بخاری ۲۔ بخاری ۳۔ مسلم ۴۔ مسلم

۱۲ حدیبیہ میں ایک کنواں تھا جو پانی سے خالی ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کنویں پر تشریف لائے تھوڑا سا پانی منگایا اور اس کنویں میں ڈلو کر دعا کی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کنویں میں اس قدر پانی ہو گیا کہ تمام لشکر نے (جس میں چودہ سو آدمی تھے) پانی پیا۔ لے

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیا سے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی جاری واہ واہ

۱۳ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ پانی ختم ہو گیا۔ لوگ تشنگی سے پریشان ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور ایک اور شخص کو بلا کر فرمایا کہ آپ پانی ڈھونڈ کر لائیں یہ ایک عورت کو ڈھونڈ کر لے آئے جس کے پاس دو بڑی مشکیں پانی سے بھری ہوئی تھیں۔ آپ نے ایک برتن منگایا اور دونوں مشکوں سے پانی اس میں ڈلوایا پھر تمام حاضرین نے سیر ہو کر پانی پیا اور جتنی مشکیں اور برتن ساتھ تھے وہ سب پانی سے بھر لئے۔ اس پر بھی اس عورت کی مشکیں بھری رہیں لے

۱۴ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ! قحط کی وجہ سے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور ہمارے اہل و عیال بھوک سے مر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت مینہ کے لئے دعا کی۔ ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ معاً آسمان پر ابر نمودار ہوا۔ اور سات دن تک بارش ہوتی رہی۔ پھر ایک شخص نے عرض کیا کہ اب دعا فرمائیں کہ بارش ختم جائے کیونکہ مکان گر گئے ہیں اور مال ڈوب گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی کہ مدینے میں بارش نہ برے اور گرد و نواح میں برسے۔ اسی وقت ابر کھل گیا اور مطلع

لے بخاری لے بخاری

صاف ہو گیا اور مدینہ کے ارد گرد بارش ہوتی رہی۔ ۱۵

۱۵ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سقر میں تھا۔ پانی ختم ہو گیا۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ بچا ہو پانی لاؤ۔ ہم ایک برتن میں پانی لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اس پانی میں ڈالا اور انگلیوں میں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ ۱۶

۱۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے اور وہ مقرض تھے۔ جب کھجور کی فصل آئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ تشریف لائیں تاکہ قرض خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کچھ رعایت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم چلو اور ہر قسم کی کھجوروں کے الگ الگ ڈھیر لگا دو۔ چنانچہ ہم نے کھجوروں کے الگ الگ ڈھیر لگا دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو بڑے ڈھیر کو تین بار پھر پیر کر دیکھا اور فرمایا کہ قرض خواہوں کو بلاؤ۔ جب قرض خواہ آگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو ناپ ناپ کر کھجوریں دینی شروع کر دیں حتیٰ کہ سارے قرض خواہ نمٹ گئے اور کھجوروں کا ڈھیر جوں کا توں نظر آتا تھا۔ گویا ایک دانہ بھی اس میں سے کم نہ ہوا۔ ۱۷

۱۷ حضرت یزید بن ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پندلی میں ایک زخم کا نشان دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ زخم غزوہ خیبر میں آیا تھا اور یہ اتنا شدید زخم تھا کہ اس سے چا تیر ہونے کی کوئی امید نہیں تھی۔ اس لئے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ سلمہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گیا ہو گا۔ سلمہ رضی اللہ عنہ حضور

۱۵ بخاری ۱۷ بخاری ۱۷ بخاری

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر ہاتھ پھیرا۔ اور لعابِ دہن لگا کر دعا کی تو وہ بالکل اچھا ہو گیا۔  
 ۱۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منشی کے فرائض سرانجام دیتا تھا لیکن وہ اچانک اسلام سے پھر گیا اور مشرکین سے جا ملا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ زمین میں بہرگز نہیں سمائے گا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ مرتد جہاں دفن ہوا تھا میں وہاں گیا تو دیکھا کہ اُس کی لاش باہر پڑی ہوئی ہے۔ لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ لوگوں نے اُسے کئی بار قبر میں رکھا لیکن ہر بار زمین نے اُسے باہر پھینک دیا۔ ۱۷

۱۹ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قریب مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا ایک برتن لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک برتن میں رکھ دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا فوارہ اُبلنے لگا۔ قریباً تین سواشخص اس نے اس پانی سے وضو کیا۔ ۱۷

۲۰ حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں اُس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا۔“ بیہقی اور بعض دیگر محدثین نے کہا ہے کہ اس پتھر سے مراد حجرِ اسود ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ دوسرا پتھر تھا۔

۲۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عباد بن بشر رضی اللہ عنہ

۱۷ بخاری ۳ صحیحین ۳۷ صحیحین ۴۷ مسلم

اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سے اٹھ کر اپنے اپنے گھر کو چلے۔ رات سخت تاریک تھی۔ ان دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھوٹی لکڑی تھی۔ ان میں ایک لکڑی روشن ہو گئی اور دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو دوسری لکڑی بھی روشن ہو گئی۔ اس طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے یہ دونوں لکڑیوں کی روشنی میں گھر پہنچے۔ ۱۷

۲۲ حضرت عبداللہ بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک شہرہ اونٹ تھا جو باغ میں آتا اور سبزہ کھا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بلایا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سجدہ کر کے مؤدب ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی ناک میں نکیل ڈالی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”زمین و آسمان کی تمام مخلوق سوائے نافرمان کے یہ جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں“ ۱۷

۲۳ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمار کا وقت آ گیا اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین پریشان تھے۔ جن لوگوں کے گھر قریب تھے وہ تو اپنے اپنے گھروں میں وضو کر آئے کچھ باقی رہ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک پتھر کے پیالہ میں پانی لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں اپنی چار انگلیاں ڈالیں اور پانی پھوٹ کر بہنے لگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس



پانی سے انہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے وضو کیا۔ لے

۲۴ ایک دفعہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مکہ میں ایام حجۃ الوداع میں بیمار ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کو تشریف لائے سعد رضی اللہ عنہ کو بوجہ غلبہ مرض اپنی زندگی کی امید نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امید ہے کہ تم نہیں مرو گے اس قدر جو گے کہ بہت سے شخصوں کا بھلا اور بہت سے شخصوں کا برا تمہارے ہاتھ سے ہو گا۔ لے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان درست ثابت ہوا۔ سعد رضی اللہ عنہ تندرست ہو کر قریباً پچاس برس تک اور جیٹے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ملک فارس انہوں نے فتح کیا۔ قادیسیہ کی لڑائی میں ان کے حسن تدبیر سے دشمن کو شکست ہوئی اور رستم بن فرخ زاد قتل ہوا۔ اور سفید محل کا خزانہ مسلمانوں میں تقسیم ہوا۔ ان کے ہاتھوں سے سینکڑوں مسلمانوں کو فائدہ پہنچا اور سینکڑوں مجوسی تہ تیغ ہوئے۔

۲۵ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گرو ہوں میں صلح کروائے گا۔ لے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے مسلمانوں کو کشت و خون سے بچالیا۔

۲۶ غزوہ خندق میں جب لشکر کفار بھاگ گیا اور محاصرہ اٹھ گیا تو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم ان پر چڑھ جائیں گے اور وہ ہم پر نہ چڑھ سکیں گے۔ چنانچہ اسی کے مطابق ہوا۔ پھر کفار، مدینہ پر

لے بخاری لے بخاری، مسلم لے بخاری لے بخاری

لشکر کشتی نہ کر سکے اور مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا۔

۲۷ غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آندھی آنے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آج رات کو آندھی آئے گی اس لئے کوئی شخص نہ اٹھے اور جس کے پاس اونٹ ہو اسے مضبوطی سے باندھ لے۔ اے چنانچہ رات کو ایسا ہی ہوا۔ زبردست آندھی آئی۔ ایک شخص اٹھا تو اسے آندھی اڑا کر لے گئی۔

۲۸ ایک دن جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم غنائم تقسیم کر رہے تھے۔ ذوالحویصرہ آیا۔ یہ شخص بنی تمیم میں سے تھا۔ اس نے کہا اے محمد! عدل کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟“ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود تھے عرض کیا کہ ”اگر اجازت ہو تو میں اس کا سر اڑا دوں۔“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ”جانے دو۔“ اس کے ہمراہی دکھاوے کی نمازیں پڑھیں گے اور یہ ایک دن بہترین فرقہ پر خروج کریں گے۔ ان کے ساتھ اس وقت ایک ایسا آدمی ہو گا کہ اس کا ایک بازو مثل پستان زن جنبش کرتا ہو گا۔ اے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان درست ثابت ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان پر خوارج نے خروج کیا۔ وہ لوگ قوم ذوالحویصرہ میں سے تھے ان کا ایک فرد ایسا تھا جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان جیسا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سب کو قتل کیا۔

۲۹ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس آ رہے تھے۔ راہ میں آندھی آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آندھی ایک منافق کی موت کے لئے آئی ہے۔ جب مدینے میں آئے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید منافق

مرگیا ہے لے

۳۰ ایک دن حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قریب ہے کہ میری امت عمدہ فرش (نماط) بچھائے گی لے کچھ عرصہ بعد صحابہ رضی اللہ عنہم جو تنگ دست تھے مالدار ہو گئے اور جابر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے بھی پُر تکلف فرش گھر میں بچھایا۔

۳۱ ایک دن ابو جہل نے کہا کہ ”اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میں نے سجدہ کرتے دیکھا تو لات و عزمی کی قسم ان کی گردن کو پاؤں سے کچل دوں گا“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جہل اسی ارادے سے آیا مگر یکبارگی اُلٹا پھرا اور اپنے ہاتھوں سے کسی چیز کو روک رہا تھا۔ لوگوں نے کہا تجھے کیا ہوا تو اُس نے کہا کہ ”میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اپنے درمیان آگ کی ایک خندق اور فرشتوں کے پردیکھے“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”اگر اور نزدیک آتا تو فرشتے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ لے

۳۲ ایک دن عروہ بن الجعد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جس کی برکت سے وہ مالا مال ہو گئے۔ اگر وہ مٹی بھی خریدتے تھے تو اُس میں بھی انہیں نفع ہوتا۔ لے

۳۳ حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہنشاہ فارس کا وہ خزانہ جو سفید کوشک میں ہے اُسے مسلمانوں کی ایک جماعت فتح کرے گی۔ لے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی اور حضرت بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کسری کا دار الخلافہ فتح ہوا۔

لے مسلم لے بخاری لے مسلم لے بخاری لے مسلم

۳۴ اُمّ مالک رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کچی گھی کی تھی وہ اس میں سے گھی نکال کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتی تھیں۔ اور جب بچے سالن مانگتے تو ان کو بھی اسی کچی سے گھی نکال کر دیا کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اس کو نہ پھوڑتیں تو اس میں سے گھی ہمیشہ نکلتا رہتا۔ لے

۳۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے انتقال کی اسی دن خبر دے دی تھی جس دن وہ فوت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ ادا فرمائی۔ لے حبشہ کے بادشاہوں کا لقب نجاشی ہوا کرتا تھا۔ ان کا اصل نام اصمہ تھا۔ یہ پہلے نصرانی تھے لیکن جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت نامہ ملا تو مشرف بہ اسلام ہو گئے اور واشگواف لفظوں میں کہہ دیا کہ جس نبی کے متعلق پچھلی کتابوں میں پیشین گوئی ہے وہ یہی ہیں۔ چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت گرویدہ ہو گئے حالانکہ وہ بہت دور دراز ملک میں رہتے تھے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی موت سے مطلع کر دیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

۳۶ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر، مقداد (رضی اللہ عنہما) اور مجھے حکم دیا کہ تم لوگ مقام خاخ تک جاؤ (یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے) وہاں تم کو ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ۔ ہم تینوں گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں پہنچے

لے مسلم لے صحیحین

تو وہ عورت وہاں مل گئی ہم نے اُس سے کہا کہ خط ہمارے حوالہ کر دے  
 اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، ہم نے کہا کہ اگر تو خط نہیں نکالے  
 گی تو ہم تیری تلاشی لیں گے یہ سُن کر اُس نے اپنے سر کے جوڑے سے  
 ایک خط نکالا ہم وہ خط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ یہ خط  
 حاطب بن ابی بلتعہ نے مشرکین مکہ کے نام لکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے مکہ مکرمہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا اور یہ بات راز میں رکھی تھی، حضرت  
 حاطب نے اس راز سے مشرکین مکہ کو مطلع کرنا چاہا تھا۔ اے حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے حاطب سے اس کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ میری بیوی بچے مکہ  
 میں ہیں میرا وہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہے کہ میرے گھر والوں کی مدد کر سکے۔  
 اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ قریش پر ایک احسان کر دوں تاکہ میری بیوی  
 بچے اُن کی گزند سے بچ جائیں۔ یہ بات سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض  
 کیا کہ اجازت ہو تو میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا۔ نہیں بدری صحابیوں پر خدا کی خاص مہربانی ہوئی ہے (حاطب  
 بھی بدری تھے) بدریوں کی خطائیں خدا نے معاف فرمائی ہیں حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے حاطب کو تنبیہ کر کے معاف کر دیا۔ حضرت حاطب نے صاف  
 کہہ دیا کہ انہوں نے یہ تصور محض اپنے بیوی بچوں کی محبت میں کیا ہے۔  
 کفر کی محبت میں نہیں کیا۔

۳۷ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ اُحد  
 میں خندق کھودتے وقت ایک ایسی چٹان سامنے آگئی کہ اس کے ٹوٹنے  
 کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
 میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں کچھ پانی منگوایا

پھر اُس میں اپنا لعاب شریف ڈالا۔ پھر دعا فرمائی اور فرمایا کہ یہ پانی اس چٹان پر ڈال دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس کے بعد وہ سخت چٹان ایسی ہو گئی جیسے ریت کا ٹیلہ۔ ۱۷

۳۸ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھایا کرو۔ اُس شخص نے جھوٹ موٹ کہا کہ میرا داہنا ہاتھ بے کار ہے میں اُس سے کھانا نہیں کھا سکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا بے کار ہی سہی۔ اُس وقت سے اُس کا داہنا ہاتھ واقعی بے کار ہو گیا۔ ۱۷

۳۹ جب قوم مُضَر کی شرارت حد سے بڑھ گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے حق میں دعائے ہلاکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر قحط کا عذاب نازل فرما دیا۔ ابوسفیان نے حالانکہ مخالف تھا رحم کی استدعا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتِ کائنات تھے فوراً دعا کی اور خوب بارش ہوئی جس سے قحط جاتا رہا۔ ۱۷

۴۰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! انس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے اُس کے لئے دعا فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت دعا فرمائی کہ ”یا اللہ! انس رضی اللہ عنہ کو بہت مال دے اور بہت اولاد دے اور جو کچھ تو نے اُسے دیا ہے اُس میں برکت دے“ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”میں بہت مالدار ہو گیا اور میری بیٹیوں اور بیٹوں کی اولاد میں اس قدر کثرت ہوئی کہ اُن کا شمار سو سے زیادہ تک پہنچ گیا“ ابن جوزی کا قول ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے باغ کے انگور کو ایک سال میں دو بار پھل لگتا تھا۔ ۱۷

۱۷ بخاری ۱۷ مسلم ۱۷ بخاری، مسلم ۱۷ بخاری

۴۱ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ کل ہمراہیوں کی تعداد ایک سو تیس تھی۔ ان سب کے لئے ساڑھے تین سیر آٹا گوندھا گیا اور ایک بکری ذبح کر کے اُس کی کلیجی بھونی گئی۔ خدا کی شان سب نے وہ بھنی ہوئی کلیجی کھائی۔ بکری کا گوشت دو بڑے پیالوں میں بھر دیا گیا جو سب نے سیر ہو کر کھایا اور کچھ بیچ رہا۔ لے

۴۲ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم ثقیف میں ایک شخص بڑا ظالم اور سفاک ہو گا اور ایک شخص بڑا کذاب ہو گا۔ لے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بنی ثقیف میں حجاج بن یوسف پیدا ہوا۔ یہ اتنا سفاک حکمران تھا کہ اُس نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی قتل کرائے۔ اسی طرح بنی ثقیف کا ایک فرد مختار ثقفی تھا جو بڑا کذاب اور جھوٹا مدعی نبوت تھا۔

۴۳ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک حجاز میں ایک آگ نکلے گی جو شہر بصرہ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔ چنانچہ خلفائے بنو عباس کے دور میں ایسا ہی ہوا۔ ۳ جمادی الاولیٰ ۶۵۴ھ میں بروز جمعہ عشاء کے بعد یہ آگ حجاز میں مدینہ منورہ سے متصل نکلی۔ یہ آگ کیا تھی۔ آگ کا ایک قلعہ تھا جو طولاً بارہ میل اور عرضاً چار میل پر مشتمل تھا اور جس کی بلندی قریباً نو فٹ تھی۔ یہ آگ دریا کی طرح لہریں مارتی تھی۔ سیلاب کی طرح رواں تھی اور اس کی آواز بجلی کے کڑکے کی طرح تھی۔ اس آگ سے پتھر جل کر سرمہ ہو جاتے تھے اور پہاڑ رانگے کی طرح موم ہو جاتے تھے مگر درختوں پر اس آگ کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ اس آگ کی روشنی میں رات کو

لے بخاری، مسلم لے مسلم

لوگ مدینہ میں دن کی طرح کام کرتے تھے اور اس کی چمک مکہ اور شہر  
بصرہ میں دکھائی دیتی تھی۔ ۲۷ رجب کو یہ آگ فرو ہوئی۔ ۱۷

۴۴ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں  
نے کہا کہ میں غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دو  
شخص سفید کپڑوں میں ملبوس دیکھے جو خوب جنگ کر رہے تھے۔ انہیں  
میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ جبرائیل اور میکائیل علیہم السلام  
تھے۔ جنگ بدر میں بھی فرشتے مدد کے لئے آئے تھے۔ ۱۷

۴۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کی لڑائی  
میں ایک مسلمان ایک مشرک کا تعاقب کر رہا تھا۔ ناگاہ اس نے دیکھا کہ  
ایک سوار کسی کو گورے مار رہا ہے پھر اس سوار نے کہا بڑھ اے جیروم!  
اس مسلمان نے دیکھا کہ وہ مشرک جس کا تعاقب کر رہا تھا۔ چت گر پڑا ہے  
اور گرنے سے اس کی ناک بیٹھ گئی ہے اور سر پھٹ گیا ہے اور جہاں  
جہاں کوڑا لگا تھا وہاں جگہ نیلی ہو گئی ہے۔ مسلمان نے حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ  
فرشتہ تھا۔ جیروم تیسرے آسمان کے گھوڑے کا نام ہے۔ ۱۷

۴۶ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے  
حضرت جبرائیل علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا کہ  
۴۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ مشرک تھیں۔ ایک دن انہوں  
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمہ کہا۔ حضرت  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بہت ناگوار ہوا اور وہ روتے ہوئے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۱۷ بخاری، مسلم ۱۷، بخاری، مسلم ۱۷، بخاری، مسلم ۱۷



دعا فرمائی کہ میری والدہ کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت دعا فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خوش خوش گھر واپس ہوئے جب اپنے مکان پر پہنچے تو دروازہ بند تھا اور پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ اُن کی والدہ نے سنی تو آواز دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہیں ٹھہرے رہو۔ میں نہا رہی ہوں۔ غسل سے فارغ ہو کر والدہ نے دروازہ کھولا اور کلمہ شہادت پڑھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے وفور انبساط سے آنسو نکل آئے لے

۴۸ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بت خانہ ذی الخلصہ میں جا کر اُسے مسمار کر دو۔ لیکن جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ وہ گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے اگر سوار ہوتے تھے تو گر پڑتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی اس حالت کا ذکر کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا یا اللہ! اس کو برقرار رکھ اس کو ہادی اور مہدی بنا۔ اُس دن سے جریر رضی اللہ عنہ پھر کبھی گھوڑے سے نہیں گرے اور ڈیڑھ سو سوار اپنے ساتھ لے جا کر بت خانہ ذی الخلصہ کو برباد کر دیا۔ لے

۴۹ سید القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مسجد نبوی تعمیر کی گئی تو کوئی منبر نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک سوتھے ہوئے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خشک تنے کے ستون کی بجائے منبر پر خطبہ دینا شروع کیا۔ تو اس ستون سے نہایت دردناک انداز میں رونے کی آواز آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے

لے مسلم لے مسلم، بخاری

تشریف لائے اور ستون کو اپنے سینہ سے چمٹا لیا تو وہ اس طرح سسکیاں  
لیکر رونے لگا جیسے بچہ رونے کے بعد سسکیاں لیتا ہے۔ پھر وہ خاموش  
ہو گیا۔ ۱۵

۵۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بلایا وہ تاخیر سے حاضر ہوا اور عرض  
کیا یا رسول اللہ! میری اونٹنی کمزور ہے اس لئے آنے میں دیر ہو گئی ہے۔  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو ایک ایڑی لگائی تو وہ تیز رفتار ہو گئی۔  
۵۱ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی خدمت میں جنات نے حاضر ہو کر سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی نبوت پر کون گواہی دے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ درخت چنانچہ آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا تو وہ درخت اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا آیا  
اور گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ ۱۶

۵۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز اہل مدینہ کو  
دشمن کے حملہ کا خطرہ لاحق ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو طلحہ رضی اللہ  
عنہ کے ایک کمزور گھوڑے پر سوار ہو کر اکیلے تحقیق احوال کے لئے تشریف  
لے گئے۔ وہ گھوڑا نہایت کمزور اور سست چال تھا۔ جب آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو فرمایا میں نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح  
تیز پایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ اتنا تیز ہو گیا  
کہ کوئی گھوڑا اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔ ۱۷

۵۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں

۱۵ بخاری ۳ مسلم ۳۶ بخاری

صحابہ رضی اللہ عنہم کو خوراک کی تکلیف تھی۔ خوراک کم تھی۔ لوگ بھوکے  
 رہتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
 میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! لوگوں کے پاس جو تھوڑا بہت تو شہ بچا ہوا ہے  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے جمع کر کے برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے کھال کا ایک دسترخوان بچھوایا اور بچا ہوا تو شہ منگوا کر دسترخوان  
 پر رکھ دیا۔ کوئی مٹھی بھر جوار، کوئی مٹھی بھر چھوہارے اور کوئی مٹھی بھر روٹی  
 کے ٹکڑے لے کر حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ ایک تھوڑے  
 سے سامان کو رکھ کر برکت کے لئے دعا کی اور فرمایا۔ اپنے اپنے برتن اس سے  
 بھر لو۔ چنانچہ سارے لشکر نے برتن بھر لئے اور خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور  
 پھر بھی کھانا بچ گیا۔ لے

۵۴ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت انس  
 رضی اللہ عنہ جو کی چند روٹیاں لے کر آئے کل روٹیاں اتنی تھیں کہ حضرت  
 انس رضی اللہ عنہ اپنی بغل میں دبائے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی دعوت کی اور دعائے برکت دے  
 کر ان کو اپنی روٹیوں کے کھانے کے لئے بٹھا دیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ  
 فرماتے ہیں کہ قریباً ساٹھ یا ستر آدمی تھے جو اس دسترخوان سے شکم سیر ہو کر  
 اٹھے۔ لے

۵۵ غزوہ اُحد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ نکل کر  
 باہر آ گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے اٹھا کر  
 آنکھ کو اُس کے حلقہ میں رکھ دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس  
 وقت سے اُن کی آنکھ کی روشنی پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ لے

۱۰۰ سلم لے ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ سے صحاح و جمع الفوائد

۵۶ غزوہ ذی قرد میں ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر ایک تیرا لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً تیر نکالا اور خون صاف کر کے لعاب دہن مبارک ان کے زخم پر مل دیا۔ زخم اسی وقت بھر گیا۔ ۱۷

۵۷ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم سفر میں تھے۔ میرے پاس ایک لوٹا تھا۔ اس میں پانی تھا۔ اس لوٹے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ مٹھوڑا سا پانی بچ رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو احتیاط سے رکھنا یہ کام آئے گا۔ مٹھوڑی دیر کے بعد جب دھوپ نکلی تو لوگ پیاس سے بیتاب ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھبراؤ نہیں اور وہی لوٹا منگوایا اور اس سے پانی ڈالنا شروع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی ڈالتے جاتے تھے اور میں پلاتا جاتا تھا۔ لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھبراؤ نہیں سب کے لئے کافی ہے۔ جب سب پی چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مجھے پلایا اور سب سے پیچھے خود پیا۔ اور فرمایا کہ پلانے والے کو سب سے پیچھے پینا چاہیے۔ تمام لشکر ایک لوٹے سے سیراب ہو گیا۔ ۱۸

۵۸ غزوہ خندق میں جب کفار لشکر عظیم لے کر مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے مشورہ سے مدینہ کے گرد خندق کھودی۔ لشکر کفار نے تقریباً ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رکھا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور ایسی آندھی چلی کہ ایسی کبھی نہ چلی تھی جس سے خیمے اکھڑ گئے۔ جانور ہلاک ہو گئے۔ انسان تہ و بالا ہو گئے اور آندھی کے ساتھ کفار بھی اڑ گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نُصِرْتُ

۱۷ صحاح و جمع الفوائد ۳ مسلم

بِالصَّبَا وَاهْلِكَ عَادٌ بِالدَّبُورِ“ اس واقعہ کا ذکر سورہ احزاب  
میں ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ  
إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ  
تَرَوْهَا ط وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝

(الاحزاب : ۹)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم  
پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور شکر بھیجے جو تمہیں  
نظر نہ آئے“

۵۹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ  
عنہ نے (ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے غار میں پھپھنے کا حال بیان  
کیا اور) کہا کہ میں نے غار کی اوپر کی جانب دیکھا تو مجھ کو مشرکوں کے  
قدم نظر آئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر ان  
میں سے کسی ایک کی نظر بھی اپنے قدموں پر پڑ گئی تو ہم کو دیکھ لے گا۔ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو بکر! رضی اللہ عنہ تمہارا خیال ان دو شخصوں  
کی نسبت کیا ہے جن کا ساتھ خدا ہے۔ لے

۶۰ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے  
ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ!  
جب آپ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو  
ہجرت کر کے چلے تھے تو آپ نے کیا کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (غار  
سے نکل کر) ہم ساری رات چلے اور دوسرے دن بھی آدھے دن تک سفر

۱۰ بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ

یا رسول اللہ! دشمن آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے“ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے خلاف دعا کی۔ سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ تم دونوں نے میرے خلاف دعا کی ہے تم میری نجات و خلاصی کی دعا کرو میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں کفار کو تمہارا پیچھا کرنے سے روک دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی اور وہ نجات پا گیا۔ اور پھر جو شخص سراقہ کو راستہ میں ملا اس نے اس سے کہہ دیا کہ تمہارے لئے میرا تجسس کافی ہے۔ اس کو جو بھی ملا اس کو اس نے یہی کہہ کر واپس کر دیا۔ لے

۶۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن سلام ایک جنگ و رختوں کے پھلوں کو اکٹھا کر رہے تھے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لے آنے کا حال سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ میں آپ سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں جن کو سوائے نبی کے کوئی نہیں جانتا۔ ایک تو یہ کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہوگی۔ دوسری یہ کہ جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہوگا جس کو جنت میں داخل ہو کر کھائیں گے۔ تیسری یہ کہ کونسی چیز ہے جو بیٹے کو باپ یا ماں کی مشابہت کی طرف کھینچتی ہے؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے ابھی ابھی ان باتوں سے مجھ کو آگاہ کیا ہے۔ قیامت کی پہلی علامت وہ آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف کھینچ کر لے جائے گی۔ اور جنتیوں کا سب سے پہلا کھانا مچھلی کے کلیجہ کی زیادتی ہوگی۔ یعنی جگر کا وہ ٹکڑا جو جگر سے علیحدہ لٹک رہا ہے۔ اور بچے میں ماں باپ کی

۱۰ بخاری، مسلم بحوالہ مشکوٰۃ

کرتے رہے جب دوپہر ہو گئی اور آفتاب ٹھہر گیا اور راستہ (آنے جانے والوں سے) خالی ہو گیا تو ہم کو ایک پتھر نظر آیا بہت لمبا جس کے نیچے سایہ تھا اور آفتاب اُس پر نہ آتا تھا (یعنی اُس کے نیچے دھوپ نہ تھی) ہم اُس کے پاس اُترے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے ہاتھوں سے ایک جگہ صاف و ہموار کی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس جگہ آرام فرمائیں۔ پھر میں نے پوستین بچھایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں۔ میں ادھر ادھر دیکھتا رہوں گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں وہاں سے اٹھا تاکہ ادھر ادھر دیکھتا رہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کروں۔ میں نے ایک چرواہے کو دیکھا جو ادھر چلا آ رہا تھا۔ میں نے اُس سے پوچھا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کیا تو دودھ دے دے گا۔ اُس نے کہا ہاں۔ یہ کہہ کر اُس نے ایک بکری کو پکڑا اور لکڑی کے پیالے میں تھوڑا سا دودھ دیا۔ میرے پاس ایک چھانگل تھی۔ جس میں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی بھر رکھا تھا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیتے بھی تھے اور اُس سے وضو بھی فرماتے تھے۔ میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے میں نے جگانا مناسب نہ جانا اور خود بھی سو رہا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بیدار ہوئے۔ میں نے دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دیا اور وہ ٹھنڈا ہو گیا اور پھر عرض کیا یا رسول اللہ! پیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”کیا کوچ کا وقت نہیں آیا“ میں نے عرض کیا ہاں وقت آ گیا۔ چنانچہ دن ڈھلے ہم نے کوچ کیا اور ہمارے پیچھے سراقہ بن مالک آیا (جس کو مکہ کے کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں بھیجا تھا اور سو اونٹ انعام مقرر کیا تھا) میں نے عرض کیا

مشابہت کا سبب یہ ہے کہ اگر مرد کا پانی (منی) عورت کے پانی (منی) پر غالب ہوتا ہے تو باپ بچے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے یعنی اس کی صورت پر پیدا ہوتا ہے۔ یہ سن کر عبد اللہ بن سلام نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں۔ اس کے بعد عبد اللہ بن سلام نے کہا۔ یا رسول اللہ! یہودی بڑی افترا پرداز قوم ہے اس کو جب میرا مسلمان ہونا معلوم ہوگا وہ مجھ پر جھوٹے بہتان باندھیں گے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ میرے اسلام کا حال معلوم ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری بابت ان سے دریافت کر لیں۔ چنانچہ یہود کو بلایا گیا (اور عبد اللہ بن سلام کہیں چھپ گئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا۔ تم میں عبد اللہ بن سلام کیسا شخص ہے؟ انہوں نے کہا۔ ہم میں سے بہترین آدمی کا بیٹا ہے۔ ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر عبد اللہ بن سلام مسلمان ہو جائے تو کیا تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا خدا اس کو اسلام سے بچائے اور اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ سن کر عبد اللہ بن سلام ان کے سامنے آگئے اور کہا۔ ”میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں“ یہ سن کر یہود نے کہا۔ ”ہم میں سے یہ شخص بہت بُرا ہے اور بدترین شخص کا بیٹا ہے اور ان کے طرح طرح کے عیب بتانے لگے۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا یا رسول اللہ! یہی وہ بات ہے جس سے میں ڈرتا تھا۔“

۶۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ ”کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ خدا نے واحد کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور خدا کے رسول ہیں۔“ دیہاتی نے کہا ”اور کوئی اس کی شہادت دیتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”یہ کبیر کا درخت گواہی دے گا“ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی کے کنارے تھے۔ وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین بار گواہی طلب کی۔ اس درخت نے تین بار گواہی دی اور کہا کہ حقیقت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر چلا گیا۔ ۱

۶۳ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ کو اس امر کا یقین کیونکر ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میں کھجور کے اس خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میرے پاس آکر اس کی گواہی دے گا کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشہ کو بلایا۔ وہ خوشہ کھجور سے اترنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر زمین پر گرا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس چلا جا۔ چنانچہ وہ خوشہ واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔ ۲

۶۴ حضرت محن بن عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے مسروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

۱ دارمی بحوالہ مشکوٰۃ ۲ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ

کس نے اس رات جنوں کی خبر دی تھی جبکہ انہوں نے قرآن مجید کو سنا تھا۔ مسروق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مجھے تیرے باپ یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنوں کے آنے کی خبر ایک درخت نے دی تھی۔ ۱

۶۵ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کھانا طلب کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آدھا وسق جو دیئے جن میں سے وہ، اس کی بیوی اور اس کے مہمان ہمیشہ کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک روز اس شخص نے ان جوڑوں کو مایا تو وہ جو بہت جلد ختم ہو گئے۔ وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورت حال عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم ان کو نہ مایا پیتے تو تم ہمیشہ ان میں سے کھاتے رہتے۔ وہ جوڑوں کے توڑ رہتے۔ ۲

۶۶ حضرت حزام بن ہشام رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تین آدمی تھے:

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔  
(۲) عامر بن قہیرہ رضی اللہ عنہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام)

(۳) عبد اللہ یثی رضی اللہ عنہ (راستہ بتانے والا)  
مدینہ کے راستے میں جب یہ چاروں امم معبود کے خیموں کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے دریافت کیا کہ اگر ان کے پاس گوشت اور کھجوریں ہوں

۱ بخاری، مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ۲ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ

تو اُن سے خرید لی جائیں لیکن وہاں انہیں کوئی چیز نہ ملی۔ اُس زمانہ میں لوگ قحط کے مارے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک بکری پر پڑی جو خیمہ کے ایک جانب کھڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ معبد سے دریافت کیا کہ اس بکری کو کیا ہوا؟ اُمّ معبد نے کہا دُبلّا ہونے کی وجہ سے بکری ریڑ میں نہیں جاسکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُمّ معبد نے کہا جس مصیبت میں یہ مبتلا ہے دودھ اس میں کہاں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں۔ اُمّ معبد نے کہا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے تھنوں میں دودھ نظر آئے تو شوق سے دوہ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری منگوائی اُس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر بسم اللہ پڑھی اور برکت کی دعا کی۔ بکری نے اپنے پاؤں کو دودھ دینے کے لئے کشادہ کر دیا اور جگالی کرنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا برتن منگوایا جو بہت سے لوگوں کو سیراب کر دے اور اس میں دودھ دوہا جو خوب بہتا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اُمّ معبد کو پلایا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو پلایا اور پھر آخر میں خود پیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اس برتن میں دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ برتن دودھ سے لبریز ہو گیا اور وہ دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ معبد کے پاس چھوڑ دیا اور اُمّ معبد کو مسلمان کر لیا۔ پھر آگے روانہ ہوئے۔ لے

۶۷ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب دودھ پلانے کی غرض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے

۱ شرح السنۃ۔ استیعاب کتاب الوفا بحوالہ مشکوٰۃ

گاؤں لے گئیں تو ان دنوں وہاں قحط کے باعث گھاس وغیرہ کی بہت سی کمی تھی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی کہ جب سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں چرنے جاتیں تو خوب پیٹ بھر کر آتیں اور ان کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہوتا تھا جبکہ دوسرے لوگوں کی بکریوں کا وہی حال ہوتا جو قحط کے دنوں میں ہوا کرتا ہے۔ لے

۶۸ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خانہ کعبہ میں مشرکین نے تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے اور ان کے پاؤں سیسے کے ذریعے جمادیئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد جب وہاں تشریف لے گئے تو ایک لکڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھتے تھے:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

(بنی اسرائیل: ۸۱)

ترجمہ: ”حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا“ اور لکڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے جاتے تھے۔ پس جس بُت کی طرف اشارہ کرتے وہ بُت چت گر جاتا اور جس کی پشت کی طرف اشارہ کرتے وہ بُت اونڈھا گر جاتا۔ اسی طرح تمام بُت اکھڑا کھڑ کر گر پڑے۔ ۲

۶۹ حضرت حبیب بن فویک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد فویک رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تھے۔ ان کی آنکھیں بالکل سفید ہو گئی تھیں وہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سفید آنکھیں دیکھ کر

لے طبرانی ۲ تفسیر ابن کثیر

دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ انہوں نے اپنی تکلیف کی کیفیت بتائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں پھونک ماری تو اُن کی بینائی اسی وقت لوٹ آئی اور تکلیف بالکل رفع ہو گئی حتیٰ کہ اُن کو چھوٹی سے چھوٹی چیزیں بھی نظر آنے لگیں۔ چنانچہ حبیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ وہ انٹی سال کی عمر میں اپنے ہاتھ سے سوئی میں دھاگہ ڈالتے تھے۔ ۱

۷۰ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نوجوان کو لایا گیا جو گونگا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے دریافت فرمایا کہ میں کون ہوں؟ تو اُس نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ ۲

۷۱ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں ایک چشمہ پر قیام فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اس چشمہ کا نام بلسان ہے اور اس کا پانی کھاری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں اس کا پانی میٹھا ہے پس وہ پانی میٹھا ہو گیا۔ ۳

۷۲ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے پاس ایک جُبّہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے وہ اس جُبّہ کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتی تھیں اور ان کے بدن پر لگاتی تھیں تو وہ تندرست ہو جاتے تھے۔ ۴

۷۳ حضرت حمزہ بن عمر واسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر دوران سفر افراتفری کی وجہ سے ایک جگہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کچھ سامان راستہ میں گم ہو گیا جسے رات کی تاریکی میں تلاش کرنے کی صورت نہیں

۱ البدایہ والنہایہ ۲ بیہقی ۳ البدایہ والنہایہ ۴ مسلم

تھی۔ اس اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ کی پانچوں انگلیوں سے ایک خاص قسم کی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ میں نے اس روشنی کی مدد سے وہ سامان تلاش کر لیا۔ حتیٰ کہ سیلون اور لاٹھیوں جیسی چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی اکٹھی کر لیں۔ ۱۵

۷۴ حضرت ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کلثوم بن حصین رضی اللہ عنہ جو ہجرت کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ غزوہ احد میں جنگ کرتے ہوئے ان کے سینے میں ایک تیر لگا اور سخت زخمی ہو گئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر لعابِ دہن لگایا تو ان کا زخم مندمل ہو گیا اور بالکل ٹھیک ہو گئے۔ اسی واقعہ کی نسبت سے آپ کا نام ”مخور“ یعنی زخمی سینہ والا مشہور ہو گیا۔ ۱۶

۷۵ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر (عالم طفولیت میں) گرم ہانڈی اُلٹ گئی تھی۔ جس سے ان کا ہاتھ جل گیا تھا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھوں پر اپنا دست مبارک پھیرا اور پھر لعابِ دہن لگا کر دعا فرمائی تو ان کا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ ۱۷

۷۶ غزوہ بدر میں حضرت حبیب بن یساف کے کندھے پر ایسی کاری ضرب لگی کہ ایک طرف کا حصہ کٹ کر لٹک گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ان کے لٹکے ہوئے حصہ کو ہلا کر دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی ہاتھ سے اُس کافر کو قتل کیا جس نے مجھے زخمی کیا تھا۔

۱۵ کثیر ابن کثیر ۱۶ تفسیر ابن کثیر ۱۷ سنن نسائی

۷۷ جب مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے تمام افراد کو شہب ابی طالب میں محصور کیا گیا تو مشرکین مکہ نے ان سے سوشل بائیکاٹ کرنے کی ایک قرارداد لکھی تھی اور اس قرارداد کے لکھنے والے کافر کا نام منصور بن عکرمہ تھا۔ اُسے قدرت کی طرف سے یہ سزا ملی کہ اُس کے ہاتھ کی انگلیاں شل ہو گئیں اور اُس کا ہاتھ ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گیا۔ ۱۷

۷۸ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکڑی کا ایک ڈنڈا دیا اور فرمایا کہ ”عکاشہ رضی اللہ عنہ جاؤ۔ اس سے لڑو“ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ ڈنڈا ہاتھ میں لیا تو وہ تلوار بن گیا۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ اس تلوار سے لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور یہ تلوار ”العون“ کے نام سے مشہور ہو گئی اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ تمام جنگوں میں اس تلوار کو استعمال کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مرتدین کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ۱۷

۷۹ حضرت شرجیل جعفی رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی پر ایک غدود ابھر آیا۔ جس کی وجہ سے نہ وہ تلوار پکڑ سکتے تھے نہ گھوڑے کی لگام محکم سکتے تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی اس تکلیف کا حال بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے غدود پر

۱۷ سیرت ابن ہشام ۱۷ سیرت ابن ہشام

اپنا دست مبارک زور سے دبا کر اُسے مسل دیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے اُن کا غرود بالکل تحلیل ہو گیا۔ ۱۷

۸۰ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موٹے مبارک لگائے ہوئے تھے اُن کا اثر یہ تھا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ جس جنگ میں وہ ٹوپی پہن کر جاتے تھے تو انہیں فتح حاصل ہوتی تھی۔ ۱۸

۸۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعا فرمائی کہ ”اے اللہ! ان کو گرمی اور سردی کی تکلیف سے محفوظ رکھ“ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ وہ گرمیوں میں گرم اور سردیوں میں ٹھنڈے کپڑے پہنتے تھے اور اُن پر گرمی اور سردی کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ ۱۹

۸۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا فرمائی کہ ”اَنْفُجَ وَجْهَكَ“ (تیرا چہرہ کامیاب اور فلاح مند ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ستر برس کی عمر میں وفات پائی لیکن ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔ اور اس عمر میں چہرہ اتنا پُر رونق تھا کہ پندرہ برس کے جوان نظر آتے تھے۔ ۲۰

۸۳ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ ”اے اللہ! ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم دے“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو تبحر علمی کی وجہ سے جبر (بڑا علم والا) اور ترجمان القرآن کہا جاتا ہے۔ ۲۱

۱۷ طبرانی، بیہقی ۲۷، بیہقی ۳۷، ابن ماجہ، بیہقی ۳۷، صحیحین



۸۴ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی کہ ”اے اللہ! سعد کی دعائیں قبول ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی سب دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ ۱۷

۸۵ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بربلہ آب تشریف فرما تھے کہ عکرمہ بن ابو جہل آگیا اور کہنے لگا کہ ”اگر آپ سچے ہیں تو اس پتھر کو بلاؤ جو پانی کے دوسرے کنارے پر پڑا ہے“ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو اشارہ کیا تو وہ پانی کے اوپر تیرتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا اور اللہ کے ایک ہونے اور آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی گواہی دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکرمہ سے فرمایا۔ ”کیا یہ تیرے لئے کافی نہیں؟“ اُس نے کہا۔ ”اگر یہ پھر اپنی جگہ واپس چلا جائے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا“ چنانچہ وہ واپس چلا گیا اور عکرمہ نے اسلام قبول کر لیا ۱۷

۸۶ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر مجھے یمن کا گورنر مقرر کرنا چاہا۔ میں نے عرض کیا میں نا تجربہ کار ہوں مقدمات کے فیصلے کیسے کر سکوں گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھیرا اور دعا فرمائی کہ ”اے اللہ! اسے ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر قائم رکھ“ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بعد میں نے بے شمار مقدمات کے فیصلے کئے اور کبھی کوئی شبہ واقع نہیں ہوا ہے۔ ۱۷

۸۷ حضرت جابر و حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۱۷ ترمذی، بیہقی ۱۷ تفسیر کبیر ۳ ابن ماجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کی کسی گلی سے گزرتے تو وہ گلی خوشبو سے مہک اٹھتی اور لوگ جان لیتے کہ اس گلی سے اللہ کے رسول گزرے ہیں۔ ۱

۸۸ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ خندق کے دوران دشمنوں کا لشکر بھاگ گیا اور مدینہ کا محاصرہ ختم ہو گیا تو اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب وہ دشمن ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں گے بلکہ ہم اُن پر چڑھائی کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جنگ احزاب کے بعد مشرکین مکہ، مدینہ پر لشکر کشی نہ کر سکے بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کی اور مکہ فتح ہو گیا۔ ۲

۸۹ حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ حنین کے دوران میں ایک سوار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غرض کیا کہ میں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے دیکھا۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ اپنے اونٹوں، مویشیوں اور آلات حرب و ضرب کے ساتھ حنین میں پہنچ گئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ وہ کل انشاء اللہ مسلمانوں کا مالِ غنیمت بن جائیں گے۔ اس واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں فتح پانے اور مسلمانوں کو مالِ غنیمت ملنے کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی حروف بجز صحیح ثابت ہوئی اور دوسرے دن مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور بہت سے مویشی اور ساز و سامان مسلمانوں کو مل گیا۔ ۳

۹۰ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو سوار دے کر کبیر کی طرف روانہ کیا۔ یہ دو مہاجرین اور

۱۔ طبقات ابن سعد ۲۔ بخاری ۳۔ ابوداؤد

کا بڑا سرکش حاکم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کبیر نیل گائے کا شکار کھیلنے کے لئے رات کو قلعہ سے نکلے گا تو تم اس کو گرفتار کر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ رات کو دو متہ الجندل پہنچے اور اس قلعہ کے پاس چھپ کر بیٹھ گئے۔ رات کو اس قلعہ کے پاس چند نیل گائیں آئیں اور دیوار سے اپنی کمر کو رگڑنے لگیں۔ کبیر جاگ پڑا وہ اسی وقت باہر آیا اور نیل گایوں کی طرف شکار کے لئے چل پڑا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کا محاصرہ کر کے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کا بھائی اور اس کا لڑکا قتل ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اسے گرفتار کر کے دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر جزیہ مقرر کیا اور اسے رہا کرنے کا حکم دیا۔

۹۱ حضرت ابو براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین کٹے ہوئے انسانی سر پیش کئے اور عرض کیا کہ ان میں سے دو آدمیوں کو تو میں نے قتل کیا ہے۔ تیسرے آدمی کے متعلق میں نے صرف اتنا دیکھا کہ ایک لمبے ترننگے اور گورے رنگ کے آدمی نے اسے قتل کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا کہ یہ فلاں فرشتہ تھا جس نے تیسرے آدمی کو قتل کیا ہے۔

۹۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے بعد کفار کے ساتھ قیدی بن کر آئے تو رہائی کے لئے فدیہ کی ایک مقدار مقرر کی گئی تاکہ وہ فدیہ ادا کر کے قید سے رہا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ "جتنا فدیہ میرے حصہ میں آتا ہے اتنا میرے پاس نہیں ہے اس لئے ادا نہیں کر سکتا۔"

لے ابو داؤد سے بیہقی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”عباس رضی اللہ عنہ! تمہارے اس مال کا کیا ہوا جو تم نے ام الفضل کے پاس زمین میں دفن کر رکھا ہے اور تم بدر میں جاتے وقت اُس سے کہہ آئے تھے کہ اگر میں جنگ میں قتل ہو جاؤں تو یہ میری اولاد کو دے دینا“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ انکشاف سن کر متعجب ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ! اس بات کا علم میرے اور ام الفضل کے سوا اور کسی کو نہیں تھا۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسی مال سے اسی قدر فدیہ منگو کر ادا کر دیا۔ لے

۹۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد منیٰ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں ایک انصاری تھا اور دوسرا قبیلہ ثقیف کا فرد تھا۔ دونوں نے سلام کے بعد عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنے کے لئے آئے ہیں۔“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو کہو میں ابھی بتا دیتا ہوں“ انہوں نے کہا بتائیے کہ ہم پوچھنا چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم یہ بات پوچھنا چاہتے ہو کہ کعبہ کی زیارت کا ثواب اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا پڑھنا اور صفاموہ کے درمیان سعی کرنے کا ثواب اور عرفات میں ٹھہرنے اور منیٰ میں کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے کا ثواب کیا ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہم یہی باتیں پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں لے

۹۴ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ”اے ثابت! تم زندہ رہو گے قابل تعریف زندگی کے ساتھ اور تم مارے جاؤ گے تو شہید ہو گے“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی

لے بیہقی ۲ معجم کبیر

صحیح ثابت ہوئی۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسیلہ کذاب سے یمامہ کے مقام پر جو جنگ ہوئی اس میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو شہادت کا رتبہ نصیب ہوا۔ ۱۷

۹۵ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ”مدینہ میں ایک مرتبہ اتنا کشت و خون ہوگا کہ اس کے کالے پتھروں پر خون جم جائے گا۔ (یعنی کالے پتھر سرخ نظر آئیں گے) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ کے صحابہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی اطاعت سے انکار کر دیا تو یزید نے مدینہ پر ایک سفاک لشکر بھیجا اور مقامِ حرہ پر (جہاں کالے پتھر ہیں) سخت جنگ ہوئی اور اس میں سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے اور حرہ کے پتھر خون سے ڈھک گئے۔ ۱۸

۹۶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ اُن کے جسم کا ایک عضو اُن کے سارے جسم سے پہلے جنت میں پہنچ جائے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ جنگ نہادند میں اُن کا پایاں ہاتھ کٹ کر شہید ہو گیا تھا۔ ۱۹

۹۷ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ”آپ مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اُن کی اصل صورت میں دکھا دیجئے؟“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ۔ ابھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہی تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کعبہ پر اترے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ سے فرمایا کہ نظر اٹھا کر دیکھو۔ حضرت حمزہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو انہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام زمرہ سبز کی طرح چمکتے ہوئے نظر آئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ انہیں دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے۔ ۲۰

۱۷ سے مسند ابویعلیٰ ۱۷۱ ابوداؤد ۳۷۱ بیہقی ۱۷۱ طبقات ابن سعد

*[Faint, illegible handwritten text in Urdu script, likely bleed-through from the reverse side of the page.]*

باب ہشتم

ارشاداتِ مُصطفیٰ ﷺ  
(اخلاقی تعلیمات)

شیر

کتابت اولیٰ

تالیف مولانا



## ارشاداتِ مُصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

کس قدر مبارک تھی وہ ساعت جب اسلام کا آفتاب عالمتاب آج سے چودہ سو سال قبل فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا اور جانفزا تھا وہ مشرکہ جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی نوع آدم کو سنایا۔ جس کے سننے سے انسانیت کے نصیب جاگ اٹھے اور مشرق و مغرب دونوں کی ذہنیت میں انقلاب عظیم برپا ہو گیا وہ جو نہیں سو ساٹھ خداؤں کو سجدہ کرتے تھے خدائے واحد کے پرستار بن گئے۔ قتل و غارت جن کا محبوب مشغلہ تھا تہجد گزار اور عابد شب زندہ دار بن گئے، جو لوگ زنا کاری، شراب خوری اور قمار بازی پر فخر کیا کرتے تھے، تقویٰ اور طہارت کی مجسم تصویریں بن گئے وہ جو علوم فنون سے بالکل عاری تھے تہذیب و تمدن کے علمبردار بن گئے وہ جو خاندان اور حسب و نسب کو شرافت و کرامت کا معیار سمجھتے تھے اب "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ" کا ورد کرنے لگے وہ جو قبیلہ قریش کے علاوہ سب انسانوں کو ادنیٰ اور ذلیل سمجھتے تھے سب کو اپنا بھائی تصور کرنے لگے۔

قصہ مختصر یہ کہ اسلام نے ایک حیرت انگیز انداز میں عربوں کے طریق فکر، اصول حیات اور معیار اخلاق میں یکسر انقلاب پیدا کر دیا۔

آئیے آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات سناؤں جن پر عرب کے صحرا نشینوں نے نہ صرف خود عمل کیا بلکہ ان ارشادات کو دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچایا جہاں جہاں ان ارشادات پر عمل کیا گیا وہیں وہیں سے نفرت و عداوت کی آگ

بُجھ گئی۔ محبت و اُلفت کے چراغ روشن ہو گئے۔ سیاہ اور تاریک سینے منور اور  
تابناک ہو گئے۔

نفس نفس پر رحمتیں قدم قدم پر کتیں جدھر جدھر کو وہ شفیع عاصیاں گزر گیا  
جدھر نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک وہیں وہیں سحر ہوتی جہاں جہاں گزر گیا  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی گئی اور اسی معاشرہ  
سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ :

”مسلمانوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک  
دوسرے پر رحمت و شفقت کرنے میں ایک جسم کے مانند ہے جسم کا کوئی  
عضو اگر بیمار ہو تو سارا جسم بیمار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور رات جاگتے  
ہوئے گزر جاتی ہے۔“

یہی وہ انقلابی تعلیمات تھیں جنہوں نے عرب کے لیٹیروں اور قزاقوں اور ایک  
دوسرے کے خون کے پیاسوں کو جسد واحد بنا دیا۔ آج ملت اسلامیہ جس انتشار کا  
شکار ہے اور جس ابتری میں بڑی طرح مبتلا ہے اور اس کے جو خوفناک نتائج ہر  
باشعور انسان دیکھ رہا ہے اس کا فقط ایک ہی حل ہے کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ سرور عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات  
کو حاضر راہ بنائیں۔ دیکھیں پھر کس طرح محبت و اُلفت کے جذبات دلوں میں بھڑکتے  
ہوئے آتشکدوں کو گلزارِ خلیل بناتے ہیں۔ میں ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند  
تعلیمات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

۱۔ جس نے کسی مسلمان کا عیب چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کا عیب دنیا اور قیامت

میں چھپاتے گا۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت

میں آسانی کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر مہربانی

کرد، تم پر آسمان والا مہربانی کرے گا۔ (ابوداؤد)

۱۔ کرو مہربانی تم اہل زمین پر

خدا مہرباں ہو گا عرش بریل پر

۴۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی بے عزتی اور ہتک کے وقت اس کی امداد

کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی اس وقت امداد کرے گا جب اس

کو امداد کی ضرورت ہوگی۔ (ابوداؤد)

۵۔ روٹی کا ایک نوالہ بطور خیرات دینے کی وجہ سے نین آدمی جنت

میں بھیج دیتے جائیں گے۔

۱۔ حکم دینے والا

۲۔ کھانا پکانے والا

۳۔ خادم جس نے روٹی کا نوالہ مسکین کو جا کر دیا۔

روٹی کے ایک نوالہ بطور خیرات دینے کے صلہ میں تینوں بخش دیتے

جاتے ہیں۔ (حاکم طبرانی)

۶۔ قیامت کے دن لوگ جب تک حساب و کتاب میں مبتلا رہیں گے۔

خیرات دینے والے اپنی خیرات کے سایہ میں ہوں گے۔

(احمد و ابن خزیمہ)

۷۔ خیرات دینے والے قبر کی آگ سے محفوظ ہوں گے۔ خیرات قبر کی آگ

کو بجھاتی ہے۔ (طبرانی)

۸۔ خیرات مسلمان کی عمر بڑھاتی ہے۔ بڑی موت سے محفوظ رکھتی ہے اور

خیرات دینے سے انسان میں غرور و فخر پیدا نہیں ہوتا۔

(طبرانی)

۹۔ ایک عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اکثر اوقات

میرے دروازہ پر فقیر آتا ہے تو میرے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ فرمایا اگر کچھ

نہ ہو تو صرف بکری کا جلا ہوا ایک کھڑ ہو تو وہی دے دو۔

(ابن خزیمہ، ترمذی)

مطلب: حقیر سے حقیر چیز بھی ہو تو وہی دے دو۔ سائل کو خالی لوٹانے سے یہ بہتر ہے کہ کچھ نہ کچھ دے دیا جائے۔

۱۰۔ جو شخص اس طرح چھپا کر خیرات دیتا ہے کہ میدھے ہاتھ کی اُلٹے ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی تو یہ شخص قیامت کے دن عرش الہی کے سایہ میں

ہوگا۔ (بخاری بطولہ)

۱۱۔ صلہء رحمی کرنا عمر کو بڑھاتا ہے۔ (طبرانی)

مطلب: صلہء رحمی کا مطلب ہے رشتہ داروں اور قرابت داروں سے اچھا سلوک کرنا۔

۱۲۔ مسکین پر خیرات کا ثواب ایک ہی گنا ہوتا ہے لیکن رشتہ دار کو

دینے کا دہرا ثواب ہوتا ہے۔ ایک خیرات کا اور ایک صلہء رحمی

کا۔ (نسائی)

۱۳۔ مسکین کو کھانا کھلانا رحمت کو واجب کرتا ہے۔

(حاکم)

۱۴۔ کسی نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش

دیا۔ کسی نے یہ سُن کر کہا حیوانات کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی اجر ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر جاندار کے ساتھ سلوک کرنا اجر

ہے۔ (بخاری، مسلم بطولہ)

۱۵۔ دینے والے کا ہاتھ مانگنے والے کے ہاتھ سے اچھلے۔

(بخاری، مسلم بطولہ)

۱۶۔ تو نگر ہونا کچھ مال پر موقوف نہیں بلکہ تو نگری تو دل کی بات ہے۔

(بخاری، مسلم)

تو نگری بہ دل است نہ کہ بہ مال

۴

۱۷ - ہر قرض خیرات ہے \_\_\_\_\_، (ترمذی)

۱۸ - ایک شخص سے مرتے وقت فرشتوں نے دریافت کیا تو نے کوئی نیک

کام بھی کیا ہے؟ اُس نے کہا مجھے یاد نہیں۔ پھر ملائکہ نے کہا یا دکر شاید کوئی

اچھا کام کیا ہو۔ اُس نے کہا۔ میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا میں نے

اپنے کارندوں کو حکم دے رکھا تھا کہ تنگ دست مقروض کو مہلت دینا اور

مال دار مقروض سے سختی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوا

کہ اس بندے سے تم بھی نرمی کرو اور روح قبض کرنے میں سخت برتاؤ

نہ کرو \_\_\_\_\_، (بخاری، مسلم)

۱۹ - ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ!

کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ سائل نے

پوچھا اس عمل کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد

کرنا \_\_\_\_\_، (بخاری)

۲۰ - جنت تلواروں کے سایہ میں ہے \_\_\_\_\_، (مسلم)

۲۱ - جہاد میں روپیہ خرچ کرنے والوں کے ایک روپیہ کا ثواب سات سو

روپوں کے برابر ہوتا ہے \_\_\_\_\_، (ترمذی)

۲۲ - بہتر سے بہتر اور اچھے سے اچھا کھانا ایک انسان کے لئے یہ ہے کہ

اپنے ہاتھ سے کھا کر کھائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کھا کر کھایا

کرتے تھے \_\_\_\_\_، (بخاری)

۲۳ - ایک صادق اور امانت دار تاجر قیامت میں نبیوں، صدیقیوں اور

شہیدوں کے ساتھ ہوگا \_\_\_\_\_، (ترمذی)

۲۴ - تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں اچھا ہے،

(بخاری و مسلم)

۲۵ - ایک باپ کا اپنے بیٹے پر ادب سکھانے سے بڑھ کر اور کوئی احسان نہیں ہے۔ (ترمذی)

۲۶ - جو خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ مہمان کی تعظیم اور عزت کرے۔ (بخاری، مسلم)

۲۷ - جس کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا اس کو شیطان اپنے اوپر حلال کر لیتا ہے۔ (مسلم)

۲۸ - اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے عرض کیا مظلوم کی مدد تو ظالم سے لیکن ظالم کی مدد کا کیا مطلب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکا جائے۔ (بخاری)

۲۹ - تم لوگوں کے قصور معاف کرو تاکہ تمہارے قصور معاف کئے جائیں۔ (ابوداؤد)

۳۰ - تین باتیں جس شخص میں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دینگا!

۱- کمزور پر نرمی کرنا۔

۲- ماں باپ سے شفقت کرنا۔

۳- غلام پر احسان کرنا۔

(ترمذی)

۳۱ - جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں برکت ہو اور اس کی عمر زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کیا کرے۔ (مسلم)

۳۲ - ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ دونوں تیرے لئے جنت اور جہنم ہیں۔ (ابن ماجہ)

مطلب: یعنی ان کی اطاعت میں جنت اور نافرمانی میں دوزخ

ہے۔

۳۳- اللہ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور خدا کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔ (طبرانی)

۳۴- ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کی کوئی خدمت اولاد کے ذمہ ہے؟ ارشاد فرمایا ہاں نماز پڑھنا، ماں باپ کے لئے استغفار کرنا۔ اگر انہوں نے کوئی وعدہ کیا ہو تو اس کا پورا کرنا۔ ماں باپ کے واسطے سے جن لوگوں کی رشتہ داری ہو ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ ماں باپ کے دوستوں کی عزت کرنا۔ یہ سب باتیں ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کی خدمت میں شامل ہیں۔ (طبرانی)

۳۵- کسی مسلمان کی ضرورت کا پورا کرنا دس سال کے اعتکاف سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ (طبرانی بطولہ)

۳۶- کسی ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا بہترین جہاد ہے۔ (ابوداؤد)

۳۷- حسن خلق ایک بہترین نیکی ہے۔ (مسلم)

۳۸- اللہ تعالیٰ علیم ہے۔ علم اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۳۹- سچائی دل کا اطمینان سے۔ (ترمذی بطولہ)

۴۰- سچ کو اختیار کرو۔ سچ بولنا نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے جو آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری بطولہ)

۴۱- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! کیا تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو نماز، روزہ بلکہ صدقہ کے ثواب سے بھی بہتر ہے۔ لوگوں نے عرض کیا فرمائیے یا رسول اللہ۔ حضور نے فرمایا مسلمانوں میں باہمی صلح کرا دینے کا ثواب سب

سے افضل ہے \_\_\_\_\_ ، (ابوداؤد، ترمذی)

- ۴۲ - راستے میں پتھروں اور کانٹوں کو ہٹانا صدقہ ہے۔ \_\_\_\_\_ ، (بیہقی)
- ۴۳ - جس نے راستے میں کسی تکلیف دہ چیز کو بھی ہٹایا۔ اُس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھی گئی اور جس کی ایک نیکی بھی قبول ہوگئی وہ جنتی ہے۔ \_\_\_\_\_ ، (طبرانی)
- ۴۴ - قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ابنِ آدم! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہ کی۔ بندہ عرض کرے گا میں تیری عیادت کس طرح کرتا تو پروردگار عالم ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے خبر نہیں وہ فلاں شخص بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہیں پانا اسی طرح بھوکے اور پیاسے کے متعلق سوال ہوگا کہ فلاں پیاسا تھا اگر تو اُسے کھلانا پلاتا تو مجھے وہیں پانا۔ \_\_\_\_\_

(مسلم)

- ۴۵ - بیماروں کی عیادت کیا کرو۔ جنازے کے ساتھ جایا کرو۔ یہ باتیں تمہیں آخرت یاد دلایا کریں گی اور ان کاموں سے آخرت کا دھیان زیادہ رہے گا۔ \_\_\_\_\_

(احمد، ابن حبان)

- ۴۶ - جب کوئی تمہارے ساتھ احسان کرے تو تم بھی اُس کے بدلہ میں احسان کیا کرو اگر کچھ دینے کو نہ ہو تو اپنے محسن کے حق میں دعا ہی کرو اور یہ سمجھ لو کہ دعا اس احسان کا بدلہ ہوگی۔ \_\_\_\_\_ ، (نسائی)

- ۴۷ - جس نے غصہ کو روک لیا اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عذاب کو روک لیتا ہے اور جو اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے عیبوں کو چھپا لیتا ہے۔ \_\_\_\_\_ ، (طبرانی)

- ۴۸ - حسد سے بچو۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔ \_\_\_\_\_ ، (بیہقی)

- ۴۹ - جس شخص کے دل میں راتی کے دانے کے برابر ایمان ہے وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور جس شخص کے دل میں راتی کے برابر بھی غرور ہے وہ جنت



- میں نہ بائے گا \_\_\_\_\_، (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)
- ۵۰۔ جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات پیدا کی جو دین میں نہیں ہے وہ مردود ہے \_\_\_\_\_، (بخاری، مسلم)
- ۵۱۔ جس نے علم اس لئے حاصل کیا کہ اُس کے ذریعے سرمایہ داروں تک رسائی ہو اور ان سے دنیا حاصل کی جائے تو قیامت کے روز ایسے شخص کے نہ فرض قبول ہوں گے اور نہ نفل \_\_\_\_\_، (ابوداؤد)
- ۵۲۔ جس عالم سے علم کی کوئی بات دریافت کی گئی یا کوئی مسئلہ پوچھا گیا لیکن اُس نے ذہنی مصلحتوں کے پیش نظر اس کو چھپایا تو یہ عالم قیامت میں ایسی حالت میں آئے گا کہ اُس کے منہ میں آگ کی لگام پڑی ہوئی ہوگی۔ \_\_\_\_\_، (ابن ماجہ، ترمذی)
- ۵۳۔ قیامت میں سخت ترین عذاب عالم بے عمل کو ہوگا \_\_\_\_\_، (طبرانی، بیہقی)
- ۵۴۔ تقدیر کے منکر میری اُمت کے مجوسی ہیں \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۵۵۔ جس نے میرے ولی (میرے دوست) سے دشمنی کی اُس نے مجھے اعلان جنگ دے دیا \_\_\_\_\_، (زواجہ)
- ۵۶۔ انصار کی محبت ایمان کی علامت ہے اور انصار سے دشمنی نفاق کی علامت ہے \_\_\_\_\_، (بخاری)
- ۵۷۔ میرے اصحاب کو مدف ملامت نہ بناؤ جس نے اُن کو تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی قریب ہے کہ خدا اُس سے مواخذہ کرے۔ \_\_\_\_\_، (ترمذی)
- ۵۸۔ کسی سایہ دار درخت کے نیچے جہاں لوگ بیٹھ کر گرمی میں آرام حاصل کرتے ہوں، قضائے حاجت کرنے والا یا نجاست ڈالنے والا ملعون ہے، \_\_\_\_\_، (احمد)

۵۹ - جس نے نماز کو جان بوجھ کر قصداً ترک کیا وہ کافر ہو گیا ،  
(طبرانی)

۶۰ - جو لوگ اپنے مویشیوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے قیامت کے دن اُن کے  
مویشی اُن کو کاہیں اور روندیں گے ، (صحاح)

۶۱ - کجخوس جنت میں نہیں جائے گا ، (طبرانی)

۶۲ - اُس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے جو شخص اپنے  
منفلس قرابت داروں کو نہیں دیتا اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کی کوئی خیرات بھی  
قبول نہیں کرے گا اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کی طرف دیکھنا  
بھی پسند نہیں کرے گا ، (نسائی)

۶۳ - تین آدمیوں کی نہ فرض نماز قبول ہوتی ہے نہ نوافل قبول ہوتے ہیں

۱- ماں باپ کا نافرمان (۲) خیرات پر احسان جتانے والا (۳) تقدیر کا  
منکر ، (حاکم)

۶۴ - ایک انسان کے گتھگار ہونے کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے کہ جس

جانور کی غذا اور روزی اُس کے ذمے ہے اس کو روک رکھے یعنی نہ اُسے  
خود کھلائے اور نہ اُسے چھوڑے ، (اصحاب سنن)

۶۵ - جو شخص کسی جانور پر رحم نہیں کرتا خدا بھی اُس پر رحم نہیں کرتا ،

(صحاح)

۶۶ - قیامت کے دن میں خود تین آدمیوں کے مقابلہ میں مدعی بن کر پیش

ہوں گا اور جس کے مقابلے میں مدعی بن گیا پھر اس کا جو حشر ہو گا ظاہر ہے

ایک وہ شخص جس نے کسی سے عہد کیا اور پھر عہد کے بعد غدیر کیا اور عہد توڑ

دیا۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو فروخت کیا۔ تیسرا وہ شخص جس

نے کسی مزدور سے مزدوری کرائی اور جب اُس نے کام کو پورا کر دیا تو اس

(بخاری)

کو مزدوری نہ دی

- ۶۷۔ لوگ لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہیں حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ ان کا کھانا حرام کا ہے اور لباس حرام کا ہے پھر ایسے لوگوں کی دعائیں کیوں کر قبول ہو سکتی ہیں۔ (مسلم، ترمذی)
- ۶۸۔ جس نے دس درہم کا لباس خریدا لیکن اس میں ایک درہم حرام کی کمائی کا تھا تو جب تک اس کے بدن پر یہ لباس رہے گا تب تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (ربزان)
- ۶۹۔ ایک شخص نے سوکھے گیہوں اوپر رکھ دیئے تھے اور گیلے اندر کر دیئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اٹھا کر دیکھا اور فرمایا جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مسلم، ابن ماجہ)
- ۷۰۔ تولنے اور ناپنے میں کمی کرنے والوں کو فرمایا کہ تم ایسا کام کر رہے ہو جس سے پہلی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں۔ (ترمذی)
- ۷۱۔ جو شخص جھوٹی قسمیں کھا کر مال فروخت کرے گا قیامت میں اللہ تعالیٰ اسے ایک نظر بھی نہ دیکھے گا۔ (بخاری)
- ۷۲۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کفر اور قرض سے پناہ مانگتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا دونوں باتیں برابر ہیں فرمایا ہاں دونوں برابر ہیں۔ (حاکم، نسائی)
- ۷۳۔ جو شخص ادائیگی کی نیت سے قرض لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا کر دیتا ہے اور قیامت میں اس کے قرض خواہ کو راضی کر لیتا ہے لیکن جو شخص قرض ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن اس کی نیکیاں اس کے قرض خواہ کو دلوائی جائیں گی۔ (طبرانی)
- ۷۴۔ اللہ تعالیٰ برحق ہے کہ وہ یتیم کے مال کے کھانے والے کو بہشت میں داخل نہ کرے۔ (حاکم)
- ۷۵۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار قسم کھا کر فرمایا کہ جس کی ایذا اور

شہر سے ہمسائے محفوظ نہیں ہیں وہ مومن نہیں۔ (احمد بخاری)

۷۶ - جس کے پڑوسی اس کے شہر سے محفوظ نہیں وہ جنت میں داخل نہیں

ہوگا۔ (مسلم)

۷۷ - جو شخص خود پیٹ بھر کر سویا لیکن اس کا پڑوسی بھوکا پڑا رہا وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ (طبرانی)

۷۸ - جس نے کسی کی زمین ناحق دہلی اُسے قیامت کے دن حکم دیا جائے گا

کہ اُس زمین کی مٹی میدانِ حشر میں جمع کرے۔ (احمد، طبرانی)

۷۹ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی کو شرک کے ساتھ شمار کیا۔

(بخاری، ترمذی)

۸۰ - سچی گواہی کا چھپانا بھی ایسا ہی گناہ ہے جیسے جھوٹی گواہی دینا۔

(طبرانی)

۸۱ - جس نے غیر نسب کا دعویٰ کیا اور اپنے نسب کو چھپایا تو اُس نے اللہ

کے ساتھ کفر کیا۔ (طبرانی)

۸۲ - خدا کی بدترین مخلوق چغل خوری کرنے والا ہے۔ (احمد)

۸۳ - مسلمان کا خون، اس کی آبرو، اس کا مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

(مسلم، ترمذی)

۸۴ - بدترین طعام وہ طعام ولیمہ ہے جس میں اغنیاء اور مال دار بلا تے

جائیں اور غرباء و مساکین دھتکارے جائیں۔ (بخاری)

۸۵ - جس شخص کے نکاح میں دو عورتیں ہوں اور ان میں مساوات نہ کرے،

عدل و انصاف سے جی چرائے تو وہ شخص قیامت کے دن اس حالت میں پیش

ہوگا کہ اس کا نصف بدن مفلوج ہوگا۔ (ترمذی)

۸۶ - آدمی کے لئے یہ ہی گناہ کافی ہے کہ جن کی پرورش اور خبر گیری اس کے

ذمہ ہے ان کی خبر نہ لے۔ (ابوداؤد، نسائی)

۱۷ - کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان سے تین دن رات تک ناراض رہے۔ جب تک یہ دونوں علیحدہ رہیں گے حق ان سے جدا رہے گا۔ (احمد، طبرانی، ابویعلیٰ، ابن حبان)

۱۸ - کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔ (بخاری، مسلم بطولہ)

۱۹ - جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ تک پہنچتی ہے مگر ماں باپ کا نافرمان ایسا بد نصیب ہے کہ وہ اس ہوا سے بھی محروم رہے گا۔ (طبرانی)

۲۰ - جو شخص خدا کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا تو خدا بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔ (احمد)

۲۱ - بدترین انسانوں میں سب سے بدتر وہ شخص ہے جو لوگوں کی خطاؤں سے درگزر نہیں کرتا۔ معذرت کو قبول نہیں کرتا اور کسی گنہگار کے گناہ معاف نہیں کرتا۔ (طبرانی بطولہ)

۲۲ - کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ڈراتے یا خوف دلاتے، (ابوداؤد، ترمذی)

۲۳ - قاتل کے فرض اور نفل کچھ بھی قبول نہیں ہوتے۔ (ابوداؤد)

۲۴ - ایک مومن کے ناحق قتل کئے جانے سے خدا کے نزدیک ساری دنیا کو مٹا دینا زیادہ آسان ہے۔ (ابن ماجہ)

۲۵ - ہر گناہ کے متعلق یہ امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا لیکن کفر پر مرنا اور کسی بے گناہ مسلمان کو قتل کر دینا یہ دونوں جرم ناقابل معافی ہیں۔ (نسائی)

۲۶ - جس نے اپنی جان کو ہلاک کیا تو قیامت میں اُسے یہی عذاب دیا جائیگا کہ اپنی جان کو ہلاک کرتا رہے گا۔ (بخاری، مسلم)

۹۷ - جہاں کوئی شخص ظلماً قتل کیا جائے تو وہاں اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل

ہوتی ہے اور پھر اگر کوئی شخص باوجود قدرت اور استطاعت کے مقتول کی مدد نہ کرے تو وہ بھی لعنت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (طبرانی)

۹۸ - جو شخص کسی نجومی، کاہن اور فال دیکھنے والے کے پاس آیا اور اس

نے اس کی بات کو سچا سمجھا تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

(طبرانی)

۹۹ - جو شخص لوگوں پر والی ہو اور اس نے لوگوں کو اپنی جان کی طرح عزیز

نہ رکھا تو اسے جنت کی خوشبو بھی نہ آئے گی۔ (طبرانی)

۱۰۰ - جو راعی اپنی رعایا کے حقوق میں خیانت کرتا ہے تو مرنے کے بعد

اس پر جنت حرام کر دی جائے گی۔ (بخاری، مسلم)

۱۰۱ - جو حاکم اور راعی لوگوں کی حاجت، مصیبت اور فقر سے بے پرواہی

کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت سے بے پرواہی کرے

گا۔ (ابوداؤد)

۱۰۲ - جو حاکم ضرورت مند کے لئے اپنا دروازہ بند کر لیتا ہے اور رعایا

کے دکھ درد میں شریک نہیں ہوتا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس پر

اپنی رحمت کا دروازہ بند کر دے گا۔ (احمد)

۱۰۳ - جو شخص اس بات کی آرزو کرتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے ہاتھ باندھے

ہوئے کھڑے رہیں یا اس کی تعظیم کریں تو وہ اپنی جگہ جہنم میں بناتا ہے۔

(ابوداؤد)

۱۰۴ - منافق کو بید نہ کہو اگر تم نے کسی منافق کو تعظیم کے الفاظ سے یاد

کیا تو تم نے اپنے رب کو خفا کر دیا۔ (ابوداؤد)

۱۰۵ - مسلمان تو وہ ہے کہ جس کی زبان (اور ہاتھ کی اینداول) سے مسلمان

محفوظ رہیں۔ (بخاری)

- ۱۰۶- رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں پر خدا کی لعنت ہو۔  
(ابن ماجہ)
- ۱۰۷- تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔  
(ابن ماجہ)
- ۱۰۸- مزدور کو مزدوری اس کے پیدہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔  
(بخاری، مسلم)
- ۱۰۹- کسی نیکی کو حقیر نہ جانو۔ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا کبھی نیکی ہے۔  
(مسلم)
- ۱۱۰- جو شخص لوگوں (محسنوں) کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔  
(ترمذی)
- ۱۱۱- خدا کے نزدیک سب سے پیاری جگہیں مسجدیں ہیں اور سب سے مبغوض جگہیں اس کے نزدیک بازار ہیں۔  
(مسلم)
- ۱۱۲- لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرو۔ تنگی نہ چاہو۔ انہیں مطمئن کرو اور نفرت پیدا نہ کرو۔  
(بخاری)
- ۱۱۳- فتنہ رکی پریشانیوں، میں عبادت کرنا میری طرف (مدینہ میں) ہجرت کرنے کا مرتبہ رکھتی ہے۔  
(مسلم)
- ۱۱۴- جس شخص نے دولتوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں۔ قیامت کے دن (اس نیک سلوک کے سبب) میں اور وہ شخص اس طرح اٹھے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔  
(مسلم)
- ۱۱۵- ہر مسلمان (مرد و عورت) پر علم طلب کرنا فرض ہے۔  
(ابن ماجہ)
- ۱۱۶- خدا کے نزدیک پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔  
(مسلم)

۱۱۷- جس شخص نے عیب دار چیز فروخت کی اور گاہک کو اس کے عیب

پر خبردار نہ کیا وہ ہمیشہ رہے گا خدا کے غضب میں۔ (ابن ماجہ)

۱۱۸- نہیں ہوتا (پورا) مومن، طعن دینے والا، لعن کرنے والا، فحش بکنے

والا اور زبان درازی کرنے والا۔ (ترمذی)

۱۱۹- حلال کی کمائی طلب کرنا فرض ہے بعد فراغ پانچگانہ کے۔

(شعیب الایمان)

۱۲۰- وہ شخص اہل ملت سے نہیں جو لوگوں کو عصبیت (حمایت باطل)

کی طرف بلائے اور وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی وجہ سے لڑے

اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر مرے۔

(ابوداؤد)

۱۲۱- منافق کی تین نشانیاں ہیں جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا

ہے جب وہ وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا اور جب اسے (کسی امر میں)

امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔ (بخاری)

۱۲۲- میری اُمت کے فساد (بگاڑ) کے وقت جس شخص نے میری سنت

کو مضبوط پکڑا اُس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

(مشکوٰۃ)

۱۲۳- جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کا ادب

نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی)

۱۲۴- میں نے تم میں (اے اُمت) دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک

تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ

کی کتاب (قرآن) اور دوسری اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

ہے۔ (موطا امام مالک)

۱۲۵- اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا کہ کون حسین اور



- دکھاوے کے عمل کرتا ہے، بلکہ وہ تمہارے دلوں (کی نیکیوں) کو عملوں  
 (کے خلوص) کو دیکھتا ہے، (مسلم)
- ۱۲۶- تم میں سے کوئی کامل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)  
 اس کے دل میں اس کے ماں باپ، اس کی اولاد اور سب لوگوں سے پیارا  
 ہو جاؤں، (بخاری، مسلم)
- ۱۲۷- جو (رنج و غم میں) رخساروں کو پیٹے، گریبان کو پھاڑے اور جاہلیت  
 کی طرح بین کرے وہ ہم (اہل ملت) سے نہیں ہے، (بخاری)
- ۱۲۸- اپنے مردوں کو بُرائی سے یاد نہ کرو کیونکہ وہ اپنے کئے کو پہنچ چکے  
 ہیں، (بخاری)
- ۱۲۹- تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھ کر اپنے عمل کے ساتھ،  
 اوروں کو سکھایا، (بخاری)
- ۱۳۰- آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات  
 کو (بغیر تحقیق کے) آگے پہنچا دے، (مسلم)
- ۱۳۱- سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے  
 جو انہوں نے نہیں دیکھی۔ یعنی من گھڑت خواب بیان کرنا، (بخاری)
- ۱۳۲- خدا اس پر رحم کرے جو بیچتے، خریدتے اور قرض کا تقاضا کرتے وقت  
 نرمی اختیار کرتا ہے، (بخاری)
- ۱۳۳- تین اشخاص کی دعا مستجاب ہے ایک باپ کی دعا اپنے بیٹے کے  
 حق میں۔ دوسرے مظلوم کی دعا اور تیسرے مسافر کی دعا، (ابوداؤد)
- ۱۳۴- وہ مومن نہیں جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا ہو،  
 (طبرانی)
- ۱۳۵- پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے۔ پہلوان وہ ہے جو غصہ  
 کے وقت اپنے نفس کو اپنے قابو میں رکھے، (بخاری، مسلم)

۱۳۶- مزدور کو اس کی اجرت طے کئے بغیر کام پر نہ لگایا جائے۔

(بیہقی)

۱۳۷- اگر کسی بستی میں ایک شخص بھی اس حالت میں صبح کرے کہ وہ رات بھر بھوکا رہا ہو تو اس بستی کے رہنے والوں سے خدا کی حفاظت کی ذمہ داری

ختم ہو جاتی ہے۔

(مسند امام احمد)

۱۳۸- جو امین نہیں اس کا ایمان نہیں جو وعدہ کا پکا نہیں اس کا دین نہیں۔

(مشکوٰۃ شریف)

۱۳۹- اُن کی طرف دیکھو جو تم سے کمتر ہیں اُن کی طرف نہ دیکھو جو برتر ہیں۔ تاکہ

اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ملی ہیں وہ حقیر نہ ہونے پائیں۔

(صحیح مسلم)

۱۴۰- اگر تجھ میں چار باتیں ہیں تو موت کے وقت کوئی خوف نہ ہوگا!

۱- امانت کی نگہبانی

۲- بات کی سچائی

۳- اخلاق کی خوبی

۴- کھانے میں احتیاط

(مشکوٰۃ شریف)

۱۴۱- ہر دین کا خاص خلق ہے اسلام کا خلق جیسا ہے۔

(سنن ابن ماجہ)

۱۴۲- خود کو حسد سے بچاؤ۔ بیشک حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو

(ابوداؤد)

۱۴۳- میں بھیجا ہی اس لئے گیا ہوں کہ حُسنِ خلق کی تکمیل کروں۔

(موطا امام مالک)

۱۴۴- خلقت اللہ تعالیٰ کا عیال سے اللہ تعالیٰ کے ہاں خلقت میں سب

سے پیارا وہ ہے جو اس کے عیال کے لئے بہت اچھا ہے۔

(شعب الایمان)

۱۴۵- اگر پھل خریدو تو پڑوسی کے ہاں ہدیہ بھیجنا نہ بھیج سکو تو چھپا کر لاؤ اور کوئی بچہ پھل لے کر باہر نہ نکلے مبادا پڑوسی کے بچے کا دل لپچائے۔  
(کنز الاعمال)

۱۴۶- اولاد کی قدر کرو انہیں حسن ادب سے سجاؤ۔  
(سنن ابن ماجہ)

۱۴۷- وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی تعظیم نہ کرے اور نیکی کا حکم نہ دے اور بدی سے نہ روکے۔  
(مشکوٰۃ شریف)

۱۴۸- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سو دینے والے پر، سو دینے والے پر، گواہ پر اور فرمایا سب برابر ہیں (گناہ میں)۔  
(صحیحین)

۱۴۹- تین خصلتیں مومنانہ اخلاق ہیں۔ غصہ ہو تو غصہ میں نا جائز کام نہ کرے خوشی ہو تو خوشی میں حد سے نہ بڑھے قدرت ہو تو طاقت کے نشے میں غیر کی چیز نہ ہتھیائے۔  
(مشکوٰۃ شریف)

۱۵۰- جنت میں انانیت پسند، تنگ دل، اجد اور بد خو شخص داخل نہ ہو سکے گا۔  
(ابوداؤد)

۱۵۱- ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے سخت اندھیرا بنے گا۔  
(مشکوٰۃ)

۱۵۲- فحش بات کہنے والا اور فحش بات کی اشاعت کرنے والا یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔  
(مشکوٰۃ)

۱۵۳- غیبت زنا سے سخت تر گناہ ہے۔  
(مشکوٰۃ)

۱۵۴- چغل خور جنت میں نہ جائیں گے۔  
(بخاری، مسلم)

۱۵۵- تم قیامت کے دن بدترین آدمی اُس شخص کو پاؤ گے جو دنیا میں دو چہرے کے ساتھ ملتا تھا کچھ لوگوں سے ایک چہرے کے ساتھ اور دوسرے لوگوں سے دوسرے چہرے کے ساتھ (یعنی دو رخا ہوگا)۔  
(متفق علیہ)

۱۵۶- منافق کی تین نشانیاں ہیں :

- ۱- جب بات کہے جھوٹ کہے۔
- ۲- وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے
- ۳- اس کے پاس امانت رکھائی جائے تو خیانت کرے۔

(بخاری، مسلم)

۱۵۷- طاقتور درحقیقت وہ شخص نہیں جو کشتی میں دوسروں کو پچھاڑ دیتا ہے

بلکہ طاقتور تو درحقیقت وہ ہے جو غصہ کے موقع پر اپنے اوپر قابو رکھتا ہے یعنی غصہ میں آکر کوئی ایسی حرکت نہیں کرتا جو اللہ اور رسول کو ناپسند ہے۔

۱۵۸- جس شخص کو نرمی سے محروم کیا جاتا ہے گویا اُسے نیکی سے محروم کیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ)

۱۵۹- تم میں بہتر لوگ وہ ہیں جن کی عمریں دراز ہیں اور جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

(مشکوٰۃ)

۱۶۰- میں اُس شخص کے متعلق بتا دوں جس پر دوزخ کی آگ حرام ہے وہ

وہ شخص ہے جو نرم مزاج، نرم طبیعت اور نرم خو ہو۔

(مشکوٰۃ)

۱۶۱- بدخلق، بدخو اور سخت گو آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(مشکوٰۃ)

۱۶۲- جیسا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(مشکوٰۃ)

۱۶۳- نیکی حُسنِ خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں خلش

پیدا کرے اور تو اس امر کو بُرا سمجھے کہ لوگ اس سے واقف ہو جائیں۔

(مشکوٰۃ)

۱۶۴- میں حُسنِ اخلاق کو پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

(مشکوٰۃ)

- ۱۶۵- ہر دین اور مذہب میں ایک خلق ہے (یعنی ایک بہترین صفت ہے) اور اسلام کا وہ خلق (یعنی صفت) جیسا ہے \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۶۶- جس شخص کو نرمی سے حصّہ دیا گیا اُسے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کی گئی اور جس شخص کو نرمی سے محروم کیا گیا اُسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم کیا گیا۔ (مشکوٰۃ)
- ۱۶۷- تم میں سے مجھے وہ شخص بہت پیارا ہے جس کا اخلاق اچھا ہو \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۶۸- جن گھر والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرے اسی کے ذریعے نہیں نفع پہنچاتا ہے اور جن گھر والوں کو نرمی سے محروم رکھے انہیں اسی کے سبب ضرر پہنچاتا ہے \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۶۹- اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۷۰- جو شخص اپنے عمل کو شہرت دے یعنی لوگوں کو سناے کہ اس نے یہ عمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ریا کے عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچائے گا۔ یعنی اُس کی ریا کاری کا اظہار کرے گا اور اُسے ذلیل و رسوا کرے گا۔ (مشکوٰۃ)
- ۱۷۱- جو چیزیں قیامت کے دن مومن کے اعمال کے ترازو میں رکھی جائیں گی ان میں سب سے وزنی چیز حسن خلق ہے اور اللہ تعالیٰ فحش بکنے والے بیہودہ کو اپنا دشمن سمجھتا ہے \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۷۲- جیسا اور ایمان کو ایک جگہ رکھا گیا ہے (یعنی وہ ایک دوسرے سے وابستہ ہیں) ان میں سے جب ایک کو اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۷۳- مومن اپنی خوش خلقی کے ذریعے رات کو عبادت کرنے والے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے والے شخص کا درجہ حاصل کر لیتا ہے \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)

۱۷۴- انسان کی برائی کے لئے اتنا کافی ہے کہ دین اور دنیا میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے مگر وہ شخص جسے اللہ محفوظ رکھے۔

(مشکوٰۃ)

۱۷۵- اگر کوئی شخص کسی ایسے پتھر میں کوئی عمل کرے جس میں نہ کوئی دروازہ ہو نہ روش دان، اُس کے عمل کی خبر لوگوں کو ہو جائے گی خواہ وہ عمل کسی قسم کا ہو (مقصود یہ کہ اعمال خیر کو چھپاؤ دکھاتے نہ پھرو۔)

۱۷۶- جس شخص نے دکھانے کو نماز پڑھی اُس نے شرک کیا جس نے دکھانے کو روزہ رکھا اُس نے شرک کیا جس نے دکھانے کے لئے خیرات کی اس نے شرک کیا۔

(مشکوٰۃ)

۱۷۷- جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارے اُس کے لئے خُدا نے دوزخ کو واجب کر دیا اور جنت اُس پر حرام کر دی۔

(مشکوٰۃ)

۱۷۸- میں تم کو بہترین گواہوں کا پتہ بتا دوں۔ بہترین وہ لوگ ہیں جو دریافت کرنے سے پہلے گواہی دیں اور حق بات کہیں۔

(مشکوٰۃ)

۱۷۹- گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ پر۔

(مشکوٰۃ)

۱۸۰- جو شخص میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھاتا ہے اگرچہ وہ ایک بسز مسواک کے لئے ہی ہو وہ دوزخ کی آگ میں اپنی جگہ تیار کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ)

۱۸۱- جو شخص کسی ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے

نہیں اُسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں ڈھونڈے۔

۱۸۲- گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں۔ خُدا کے سوا کسی کو شریک

کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ جھوٹی قسم کھانا اور جس شخص نے مقید ہو کر خدا

کی قسم کھائی اور اس میں مچھر کے پر کے برابر بھی جھوٹ بولا تو اس کے دل میں

قیامت تک کے لئے ایک داغ لگا دیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ)

۱۸۳ - اگر تم خدا پر بھروسہ کر لو ایسا بھروسہ جیسا کہ اُس کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو روزی دیتا ہے وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے آتے ہیں \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

۱۸۴ - میری اُمت میں سے ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرنے والے ہوں گے نہ شگون بد لیتے ہوں گے اور صرف اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں گے \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

۱۸۵ - تمہارا رب بزرگ و برتر فرمانا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں اُن پر رات کو مینہ برساؤں جبکہ وہ سوتے ہوں اور دن کو آفتاب نکالوں اور بادل کے گرجنے کی آواز انہیں نہ سناؤں \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

۱۸۶ - مومن کی شان عجیب ہے اس کے تمام کام نیکی کے ہیں اور یہ شان صرف مومن کے ساتھ مخصوص ہے اگر اسے خوشی حاصل ہے خدا کا شکر ادا کرے پس یہ شکر اُس کے لئے نیکی ہے اور جب کوئی مصیبت پہنچے تو صبر کرے یہ صبر بھی اُس کے لئے نیکی ہے \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

۱۸۷ - انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ جو کچھ خدا نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے اُس پر راضی رہے اور انسان کی بد بختی یہ ہے کہ جو کچھ اس کے مقدر میں لکھا ہے وہ اس سے غضب ناک اور ناخوش نہ ہو \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

۱۸۸ - اگر آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کی تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر (قبر کی) مٹی (یعنی اس کی حرص قبر تک باقی رہتی ہے) اور اللہ تعالیٰ (حرص مذموم سے) جس بندے کی توبہ کو چاہے قبول کر لیتا ہے \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

- ۱۸۹- (ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جسم کے کسی حصہ کو پکڑ کر فرمایا) تو دنیا میں اس طرح رہ گیا تو مسافر ہے اور اپنے آپ کو ان مردوں میں سے شمار کر جو قبروں کے اندر ہیں \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۹۰- یہ آدمی ہے اور یہ اُس کی موت یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ گدی کے قریب رکھا، \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۹۱- لوگوں میں ایک زمانہ آئے گا کہ مال میں جو چیز آدمی کو ملے گی وہ اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۹۲- جو چیز تم کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم اپنے ہاتھوں سے کھا کر کھاؤ اور تمہاری اولاد بھی تمہارے کسب میں سے ہے (یعنی اولاد کی کمائی کھانا بھی تمہارے لئے جائز ہے) \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۹۳- وہ گوشت جس نے حرام سے پرورش پائی ہے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ جس گوشت نے حرام (مال) سے نشوونما حاصل کی ہے وہ دوزخ ہی کے لائق ہے \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۹۴- جو چیز تجھے شک میں ڈالے اُسے چھوڑ دے اُس چیز کی جانب توجہ کر جو تجھے شک میں نہ ڈالے اس لئے کہ حق اور سچائی دل کے لئے اطمینان بخش چیز ہے اور باطل شک و تردد کا نتیجہ \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۹۵- سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا سلام کرے بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی سلام کریں بہت آدمیوں کو \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۹۶- اللہ کے نزدیک تر وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)
- ۱۹۷- مصافحہ کیا کرو کہ اس سے کینہ دور ہو جاتا ہے اور ہدیہ و تحفہ بھیج دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے اور دشمنی جاتی رہتی ہے \_\_\_\_\_، (مشکوٰۃ)



۱۹۸ - جس شخص کو یہ پسند آئے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

۱۹۹ - دو بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنا (یعنی اُن کے درمیان گھس کر بیٹھ جانا) جائز نہیں مگر جب کہ وہ اجازت دیں \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

۲۰۰ - جو شخص (کسی مجلس میں) اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہیں چلا جائے اور پھر واپس آئے تو اپنی جگہ کا مستحق وہی شخص ہے \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

۲۰۱ - ہر چیز میں میانہ روی نبیوں کی خصلت ہے \_\_\_\_\_ ، (ترمذی)

۲۰۲ - جو غصے کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو وہ اصل پہلوان ہے \_\_\_\_\_ ، (بخاری، مسلم)

۲۰۳ - غصہ، ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے جیسے شہد کو ایلوا \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

۲۰۴ - جو فروتنی کرتا ہے اللہ اُسے بلند کرتا ہے \_\_\_\_\_ ،

### مشکوٰۃ

۲۰۵ - لوگوں کے پوشیدہ عیبوں کو نہ ٹٹولو \_\_\_\_\_ ، (مسلم، بخاری)

۲۰۶ - دھوکا دہی کے لئے کسی چیز کی قیمت بڑھا کر اُسے غضب نہ کرو \_\_\_\_\_ ، (مسلم، بخاری)

۲۰۷ - جو برائی کسی میں پائی جائے اُسے اُس کی عدم موجودگی میں کہنا غیبت ہے اور جو نہ ہو اس کا کہنا بہتان ہے \_\_\_\_\_ ، (مسلم)

۲۰۸ - بد بخت آدمی کے علاوہ اور کسی کے دل سے رحمت و شفقت سلب نہیں کی جاتی \_\_\_\_\_ ، (ترمذی)

۲۰۹ - جو امانت دار نہیں۔ دین دار نہیں \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

۲۱۰ - جسے پاس عہد نہیں اُس کا دین نہیں \_\_\_\_\_ ، (مشکوٰۃ)

۲۱۱ - جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا دوزخ میں نہیں جائے گا \_\_\_\_\_ ، (مسلم)

۲۱۱- جس کے دل میں راتی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا اُسے جنت میں جانا

(مسلم)

نصیب نہیں ہوگا \_\_\_\_\_،

۲۱۳- سب اولادِ آدم علیہ السلام ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے

(ابوداؤد)

گئے \_\_\_\_\_،

۲۱۴- سخی خدا سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب

(ترمذی)

\_\_\_\_\_ ہے

۲۱۵- بخیل خدا سے دُور ہے، جنت سے دُور ہے، لوگوں سے دُور

(ترمذی)

\_\_\_\_\_ ہے

باب نہم

اعترافِ عظمتِ مصطفیٰ

غیر مسلموں کی زبان و قلم سے -



## اعترافِ عظمتِ مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

فضیلت اس صداقت کے لئے جس کی شہادت غیروں کی طرف سے ہو۔

(حدیث نبوی - روایت عبادہ بن صامت)

اپنوں کے دل تو عشق و عقیدت سے لبریز ہوتے ہیں اس لئے انہیں محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے مگر غیروں کی نگاہ تنقید میں کھرا قرار پانا بہت بڑی فضیلت ہے کیونکہ یہ نگاہ بہت کم جانبدار ہوتی ہے اور اکثر اوقات وہ نگاہ تنقیص بن جاتی ہے تاریخ میں ایسی بڑی عظمت ہتیاں نادر و نایاب ہیں جن کی سیرت کے ہر گوشے کو اغیار باریک چھلنیوں میں چھانیں اور پھر نقص و عیب سے منزہ قرار دیں۔ پھر یہ ہے کہ ہر شخص کا معیار تنقید الگ ہوتا ہے اور ہر شخص دوسرے کو اسی معیار پر پرکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح کون ہے جو ہر ایک معیار پر پورا اتر سکے۔ پوری تاریخ میں صرف ایک ہی ذات ایسی نظر آتی ہے جس کی سیرت اپنوں اور غیروں سے ہمیشہ خراج عقیدت وصول کرتی رہی ہے وہ ذات گرامی ہے جناب رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات، ان کی شخصیت اور تعلیمات پر ہر زبان اور ہر ملک میں کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر ان کی سیرت کے بہت سے گوشے ابھی تک سامنے نہیں لائے گئے یہ ایک ایسا چمن سے جس کی پتی پتی اپنی بوقلمونیوں کا شاہکار بن کر دیکھنے والوں کو روک لیتی ہے اور کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر غیر مسلموں نے جس انداز میں نظر ڈالی ہے اور جس طرح اعترافِ عظمت و افتخار

کیا ہے اُس کی تفصیل کے لئے دفتر بے پایاں درکار ہے۔ یہاں صرف نمونہ کے طور پر چند شہ پارے مدیہ قارئین کیے جاتے ہیں۔

پروفیسر باسور تھا اسمتھ رقمطراز ہے:

”بلاشک حضرت محمد خدا کے رسول ہیں۔ اگر پوچھا جائے کہ افریقہ (بلکہ کل دنیا) کو مسیحی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے؟ تو جواب میں اسلام ہی کہنا پڑے گا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کو قریش، ہجرت سے پہلے خدا نخواستہ شہید کر ڈالتے تو مشرق و مغرب دونوں ناقص و ناکارہ رہ جاتے۔ اگر آپ نہ آتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اس کو تباہ کر دیتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک زمانے دو چند بلکہ سہ چند تاریک تر ہو جاتے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو انسان ریگستانوں میں پڑے بھٹکتے پھرتے جب میں آپ کی جملہ صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ کیا تھے اور کیا ہو گئے اور آپ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپ نے زندگی کی روح پھونک دی تھی کیا کیا کارنامے دکھائے تو آپ مجھے سب سے بزرگ تر سب سے برتر اور اپنی نظیر آپ ہی دکھائی دیتے ہیں۔“

تھامس کارلائل، ہیرو اینڈ ہیرو ورثپ میں لکھتا ہے:

”عرب کے گنام چرواہے اپنی طرف آنے والے ایک رسول پر ایمان لاتے ہی ایک ممتاز اور اعلیٰ قوم بن گئے۔ انہوں نے ایک عظیم الشان ملت کا روپ دھار لیا۔ سو سال کے عرصہ میں اُن کی ہیبت غرناطہ سے لے کر دہلی تک بیٹھ گئی اور سینکڑوں برس گزرنے کے باوجود بھی مسلمان دنیا کے بہت بڑے حصہ پر قابض ہیں۔ ایمان ایک نہایت ہی بلند و برتر چیز ہے۔ زندگی بخش چیز جو نہی کسی قوم کے قلوب میں ایمان کی روشنی نمودار ہوتی ہے اُس کے کارناموں میں

نتائج اور روح میں پاکیزگی و لطافت جنم لیتے ہیں۔ یہ انصلاہ ایسا ہی تھا جیسے ریت کے ایک سیاہ اور ویران ٹودے پر برقی شعلہ آگرے اور وہ تو دیکھتی آنکھوں آگ کے ایک بہت بڑے الاؤ۔ میں تبدیل ہو کر یوں بھک سے اڑ جاتے کہ دنیا دور دور تک اُس کی لپیٹ میں آجاتے۔ تمام انسان بھی اسی شعلے کی تلاش میں تھے۔ وہ مردِ جلیل و عظیم بجلی کے شرارے کی صورت میں آسمان سے نازل ہوا اور بنی نوع انسان کو شعلہ صفت بنا گیا۔“

سر ولیم میور کے نزدیک

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دور میں معاشرتی اصلاحات بھی کچھ کم نہیں ہوئیں۔ تمام مسلمانوں میں برادرانہ محبت و اخوتِ یتامی کی پرورش کا انتظام، غلاموں سے حسن سلوک، شراب کی حرمت، تمام صفات نمودار ہو گئی تھیں۔ شراب پر پابندی کے سلسلے میں اسلام نے جو نصرت حاصل کی وہ کسی دوسرے مذہب کے حصے میں نہیں آتی۔“

نیولین بونا پارٹ کے قلم سے حق کا اظہار یوں ہوا:

”موسیٰ (علیہ السلام) نے وجودِ خدا کا اعلان بنی اسرائیل کے سامنے کیا تھا۔ مسیح نے رومی دنیا کے سامنے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کے قدیم ترین براعظم یعنی ایشیا کے سامنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس دنیا کو ابراہیم، اسمعیل، موسیٰ اور عیسیٰ کے خدا کی پرستش کی طرف بلایا جسے آریوں اور چند دیگر مذہبی اقوام نے بت پرست بنا دیا تھا۔ وہ وقت دور نہیں جب میں دنیا کے تمام تعلیمیافتہ، دانا اور مہذب انسانوں کو قرآن کی صداقتوں پر دوبارہ جمع کر دوں گا۔ قرآن وہ واحد کتاب ہے جس کی تعلیمات میں صداقت ہے اور جو دنیا کو مسرت سے ہمکنار کر سکتی ہے۔“

جارج برنارڈ شاہ لکھتا ہے :

”ہیں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہ الزام قطعی ہے بنیاد ہے کہ آپ عیسائیوں کے دشمن تھے میں نے اس حیرت انگیز شخصیت کی سوانح حیات کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں آپ پورے بنی نوع انسان کے محافظ تھے“

ایک اور موقع پر برنارڈ شاہ نے کہا ہے :

”آنے والے سو سال میں ہماری دنیا کا مذہب اسلام ہوگا مگر یہ موجودہ زمانے کا اسلام نہ ہوگا بلکہ وہ اسلام ہوگا جو محمد رسول اللہ کے زمانے میں دلوں، دماغوں اور روحوں میں جاگزیں تھا۔“

ہسٹری آف سولائزیشن (تاریخ تہذیب) کا مصنف رقمطراز ہے :

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے معلوم ہوتا تھا کہ تہذیب کا وہ عظیم الشان محل جس کی تعمیر میں چار ہزار سال کا عرصہ لگا ڈھے جانے کو تیار کھڑا تھا اور وہ اندر سے حد درجہ بوسیدہ اور کھولا ہوا تھا۔ پرانی رسموں کے بندھنوں نے معاشرے کو جکڑ رکھا تھا۔ ان حالات میں ایک ایسا کلچر پیش کرنا جو بنی آدم کو ایک نقطہ متفقہ پر کھڑا کرے اور تہذیب کے اس درخت کو گرنے سے بچالے ممکن نظر نہیں آتا تھا کیونکہ نئے کلچر کو پرانی رسوم سے قطعاً کوئی علاقہ بھی نہیں رکھنا چاہیے تھا لیکن ایسے آئین اور قانون کو مرتب کرنے کے لئے بھی صدیوں کی مدت درکار تھی۔“

مسٹر لیمرٹائن لکھتا ہے :

”پیروان اسلام نے صرف ایک صدی میں ایران، عراق، شام، فلسطین، مصر، مراکش، سپین اور سندھ فتح کر لیا تھا۔ اگر نصب العین کی بلندی اور تاریخ کی درخشندگی، کمالِ قیادت کا معیار بن سکتی ہے۔“



تو پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں کسی اور رہنما کو قطعاً پیش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ ایک عظیم مفکر، بلند پایہ خطیب اور بے نظیر متقن تھے۔ آپ نے شہروں اور قلعوں کے ساتھ ساتھ کروڑوں دلوں کو بھی فتح کیا اور قریباً بیس ممالک میں آسمانی بادشاہت قائم کی۔ لاؤ ان تمام معیاروں اور پیمانوں کو جن سے انسانی عظمت کو ناپا جاسکتا ہے اور پھر اس سوال کا جواب دو کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑا کوئی انسان ہو سکتا ہے؟

مسٹر نکولس لکھتا ہے:

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عرصہ تک یکہ و تنہا ناقابل تسخیر دشمنوں کے سامنے بلند خیال ہو کر صداقت و راستی کی تلقین کرتے رہے۔ تمام خطرات کا مقابلہ انہوں نے نہایت عزم و استقلال کے ساتھ کیا اور اپنے دشمنوں سے یہ کہہ دیا ”جو کچھ ان کے امکان میں ہو کر گزریں۔“ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کا یہ شاندار واقعہ ایسا عجیب و غریب منظر پیش کرتا ہے کہ ہم ان کے ساتھ عقیدت رکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ صرف بیس سال کے زمانہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہر قسم کی ترقی کی تحم ریزی کر دی اور یہی زمانہ مابعد میں عربوں کی سیاسی ترقی کی بنیاد ثابت ہوئی۔ دنیا میں جتنے بھی انسان پیدا ہوتے ہیں ان میں سب سے زیادہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہی اپنی قوم کی قسمت کو سدھارا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ریاکار تھے اور نہ ہی جھوٹے بلکہ وہ بہت بے ریا، نہایت سچے اور پرجوش مصلح تھے اور ان پر بھی ویسی ہی سچی وحی آتی تھی جیسی عہد عتیق کے پیغمبروں کے پاس آتی رہی ہے۔“

مسٹر ٹیفنن تاریخ عرب میں لکھتا ہے:

”اس مسئلہ امر کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی قوم پر بہت احسان کئے۔ ان کے ملک میں ان سے پہلے

پاک و صاف عقائد، اچھے اخلاق اور سیاسی تنظیم نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی تھی لیکن ان کی بدولت اُسے یہ تینوں چیزیں مل گئیں۔ انہوں نے مختلف قبیلوں کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ متعدد دیوتاؤں کے سامنے سر جھکانے کی بجائے ایک اعلیٰ و برتر خدا کا تصور دیا۔ معیوب اور غیر اخلاقی رسموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ اسلام جوں ہی عرب سے باہر نکلا کسی وحشی قوم میں اسلام کی نعمتوں کی وارث بن گئیں۔ اسلام بنی آدم کے لئے برکتوں کا سبب بنا اور انہیں تاریکی سے اُجالے اور شیطان سے رحمن کی طرف لے گیا۔“

مسٹر گبن لکھتا ہے :

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نرم دلی نہ تو صرف قبیلہ قریش تک محدود تھی اور نہ مکہ کی چار دیواری تک، مقدس رسومات کے موقع پر آپ اکثر خانہ کعبہ میں جایا کرتے تھے۔ جہاں ہر قبیلہ کے لوگوں سے آپ ملاقات کرتے تھے اور ان سے انفرادی طور پر بھی گفتگو فرماتے تھے اور انہیں ایک خدا کی پرستش کی تلقین کرتے تھے۔ آپ ہر شخص کو اس کے ضمیر کی آزادی دیتے تھے۔ کسی سے درستی یا زیادتی کا برتاؤ نہ کرتے تھے البتہ قوم عاد و ثمود کے واقعات سے انہیں عبرت کا سبق دیتے تھے۔“

مذہبی اور رسمی مواقع پر آپ نے اپنے احباب (صحابہ کبار) کو نہایت فیاضی اور کشادہ دلی سے ضیافتیں دیا کرتے تھے اور گھر میں بہتر سے بہتر جو کچھ کھانے کو ہوتا تھا اُسے پیش کرنے میں کبھی دریغ نہ فرماتے تھے لیکن اس کے مقابلے میں آپ کی خانگی زندگی کے کتنے ہفتے ایسے گزرے ہوں گے کہ آپ کے گھر میں چولہے میں آگ جلنے کی نوبت نہیں آئی۔“

جارج میل لکھتا ہے :

”میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ رسالت میں شبہ ہو سکے یا آپ کی مقدّس ذات پر (نعوذ باللہ) مکر و فریب کا الزام لگایا جاسکے۔“

فلپ ہٹی لکھتا ہے:

”تاریخ عرب میں پہلی بار نسل کے بجائے مذہب کے نام پر اتحاد قائم کیا گیا اور ایک ایسی حکومت کی تشکیل ہوئی جس کا سربراہ اعلیٰ خود خالق کائنات (اللہ) تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اُس کے نائب اور فرمان بجالانے والے وہ روحانی فرائض کے ساتھ ساتھ تمام دنیاوی کام بھی سرانجام دیتے تھے۔ اُن کی ملت میں سب باشندے پرانے جھگڑوں اور نسلی تعصبات ختم کر کے اصولی طور پر بھائی بھائی بن گئے تھے۔“

جیسا رجز ایوی لکھتا ہے۔

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم، عظیم و جلیل مذہب کے پیغمبر ہونے کے علاوہ ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی بھی تھے۔ تاریخ میں جس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔“

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے متعلق مقالہ میں حضور کے مقام بلند کا اعتراف ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

”تمام انبیاء اور مذہبی شخصیات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کامیاب ترین شخصیت ہیں۔“

رائمنڈ لارج لکھتا ہے:

”اس عربی النسل پیغمبر نے ایسا معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب برپا کیا جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ کے صفحات عاجز ہیں وہ ایک

ایسی حکومت کے بانی تھے جسے تمام دنیا پر چھانا تھا جس میں صرف انصاف اور نیکی کی عملداری قائم ہونا تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات ہی بنی نوع انسان کی برابری، باہمی اخوت و تعاون اور عالمگیر برادری کے احساس پر مبنی تھی۔“

اسفاؤک برگروئخ اسلام کی صداقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:  
 ”اسلام کے خلاف جو کچھ بیان کیا گیا ہے یا جو الزام اس پر لگائے گئے ہیں انہیں یورپ نے بہت شوق سے سنا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہمارے آبا و اجداد نے جو تصویر دین اسلام کی پیش کی ہے وہ حقیقت کے خلاف ہے اس لئے اس زمانے میں اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا جانے لگا ہے۔ ابی سرسنسی بہت سے یہودیوں اور عیسائیوں کے قبول اسلام کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں بتلا سکا کہ فی الحقیقت اسلام میں وہ صداقت موجود ہے جو عیسائیت سے سبقت لے گئی اور جو بالکل فطرت کے مطابق ہے۔ فی الحقیقت مسلمان اپنے اخلاق و صفات سے بسا اوقات ہم کو شرمندہ کر دیتے ہیں اور اسلام کے متعلق صحیح حالات معلوم کرنے کے بعد ہمارا تکبر و فخر خاک میں مل جاتا ہے۔“

اسلام کس طرح عیسائیوں کے لئے دین رحمت ثابت ہوا اسکا جواب مشہور مصنف ہیروشا سے سینے :  
 ”ازمنہ وسطیٰ کے بعد جو کچھ بھی ترقی ہوئی وہ عربوں ہی کے اثر کا نتیجہ تھی عیسائیت کو صلیبی جنگوں کے دوران مسلمانوں کی قربت حاصل ہوئی جس طرح بلعم بنی اسرائیل کے لئے لعنت بھیجنے آیا تھا اگر رحمت کا سبب بن گیا۔ ایسے ہی عیسائی صلیبی جنگیں لڑنے کے لئے آئے لیکن تحصیل علم کے لئے مسلمانوں کے قدموں میں بیٹھ گئے۔“

صلیب کے علمبردار جنگی سپاہیوں نے جب مسلمانوں کی تہذیب کو دیکھا تو انہیں اپنی تہذیب سے اعلیٰ و برتر پایا۔ مذہبی طور پر اگرچہ وہ مسلمانوں کو لائق گردن زنی سمجھتے رہے لیکن اسلامی تہذیب اور ثقافت نے جو اثرات مرتب کئے وہ مسیحی دنیا کو ازمنہ وسطیٰ کی تاریکیوں سے نکال کر آفتاب کے اُجالے میں لے آئے۔“

لیفٹیننٹ کرنل سائلس لکھتا ہے :

”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خیالات و زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند شخص اُن کی الوالعزمی، اخلاقی جرات، خلوص نیت، سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا پھر اُن ہی صفات کے ساتھ استقلال و عزم اور حق پسندی و معاملہ فہمی کی قابلیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور یہ یقینی بات ہے کہ آپ نے اپنی سادگی، لطف و کرم اور اخلاق کو بلا خیال و مرتبہ قائم رکھا ہے۔“

کاؤنٹ ٹالسٹائی لکھتا ہے :-

”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرز عمل اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تبلیغ و ہدایت خاص سچائی پر مبنی تھی۔“

ڈاکٹر برمنگھم لکھتا ہے :

”مجھ کو کسی وقت بھی یہ خیال نہ ہوا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہون منت سے نہیں بلکہ اسلام کی کامیابی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سادہ و بے لوث زندگی، ایفائے وعدہ اپنے پیروؤں (اصحاب) کی غیر معمولی حمایت، توکل خدا اور ذاتی جرات و استقلال سے وابستہ ہے۔“

مشہور صحافی اور مصنف مسٹر اسکاٹ لکھتا ہے :

”اللہ اکبر اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول برحق نہ تھے

تو اب تک پھر کوئی رسول دنیا میں آیا ہی نہیں ہے۔  
میجر لیونارڈ لکھتا ہے :

”جہاں تک خدا اور مذہب کا تعلق ہے آپ انتہائی سخت تھے اور جہاں تک انسانوں کا اور بالخصوص عورتوں اور بچوں کا تعلق ہے آپ نہایت رحم دل اور نرم تھے۔ آپ اپنے چچا ابو طالب کے نہایت فرمانبردار اور مطیع تھے کیونکہ ان کا سایہ بطور والد کے تھا۔ آپ اپنے خدا کے بندے تھے۔ ایک اچھے آقا تھے۔ آپ میں غریبوں کو کمزوروں اور بے کسوں کے لئے ہمدردی موجود تھی اور وہ ہمدردی بے نظیر اور لاثانی تھی۔ آپ کی زندگی ہر لحاظ سے سادہ تھی۔“

مشہور مورخ ایشیلے لین پول رقمطراز ہے :

”آپ نہایت پُر جوش آدمی تھے لیکن آپ کا یہ جوش نہایت شریفانہ تھا اور ایک پاک مقصد کے لئے تھا آپ کی ذات ان چند افراد میں سے ہے جنہوں نے ایک عظیم الشان پیغام کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خدائے واحد کے پیغمبر تھے۔“

ایڈمنڈ ریک لکھتا ہے :

”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لایا ہوا قانون صاحب تاج بادشاہوں کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا غریب بے سہارا انسانوں کے لئے۔  
ہاں قوانین کو بہت سنجیدہ انداز، مفکرانہ ذہن، عالمانہ رنگ اور عملی سہولتوں کی خوبیوں کے ساتھ ساری دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔“

ڈاکٹر اے فری مین لکھتا ہے :

”کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، بڑے پکے  
راست باز اور سچے ریفارمر تھے۔“

ڈاکٹر ڈاڈسن لکھتا ہے :  
”کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پیغمبر تھے؟ بیشک اُن میں نبوت کی  
دو بڑی نشانیاں موجود تھیں۔ انہوں نے خدا کو پالیا تھا جو عام انسانوں  
کو نہیں ملتا اور ان میں اس سچائی کے پھیلائے کی بھی ایک غیر معمولی اندرونی  
قوت موجود تھی۔“

مسٹر لیونارڈ لکھتا ہے :  
”جمانی صفائی اور اخلاقی طہارت کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ  
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ہر حیثیت سے پیکرِ خوشبو ہیں۔“  
جو زف بے نوٹن لکھتا ہے :

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کالایا ہوا مذہب مطلق انسان روس کے لئے  
بھی اتنا ہی موزوں ہے جتنا جمہوریت پسند امریکا کے لئے مناسب  
و مفید ہے اسلام ایک عالمگیر حکومت کی طرف نشان دہی کرتا ہے۔“  
پروفیسر ایڈورڈ مونٹے لکھتا ہے :

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کا پورا مذہب اسلام ایسے اصولوں کا  
مجموعہ ہے جو تمام تر معقولیت پر مبنی ہے۔ آپ کی تعلیم کی سادگی اور  
صفائی درحقیقت وہ زبردست قوتیں ہیں جو اسلام کی ترقی اور تبلیغ  
میں برابر عمل کر رہی ہیں۔“

بشپ بوڈ کارپنٹر لکھتا ہے :  
”محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کو اکثر مورخین نے اس دھندلکے میں دیکھا  
ہے جبکہ چاروں طرف خوف اور جہالت پھیلی ہوئی تھی۔ ایسے مورخین  
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کے متعلق کوئی بھی غلط بات بیان کر سکتے ہیں

لیکن اب تعصب اور جہالت کا کھرا فرق سے ہٹ چکا ہے اور ہم اب  
بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری روشنی اور تابناکی میں دیکھ  
سکتے ہیں اور ان کے لائے ہوئے مذہب کی معقولیت کا اعتراف کر  
سکتے ہیں۔“

کانڈی ہسٹری آف دی عربس ان سپین جلد اول میں لکھا ہے :  
”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اپنی تعلیم کی صداقت سے اپنے مقصد  
میں ہمیشہ کامیاب رہے اگر کسی شخص کو شک ہے کہ آپ میں شجاعت  
خصائل، روحانی خصوصیات اس قدر موجود نہیں تھیں کہ جن کی بنیاد پر  
آپ دوسروں میں ممتاز تھے تو وہ جائے اور حنین، بدر اور احد کے  
میدانوں کو دیکھے۔“

جے ڈبلیو لوگراف لکھتا ہے :

”قرآن وہ واحد کتاب ہے جس کے الہامی ہونے پر بے شمار  
تاریخی دلائل موجود ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، وہ واحد رسول ہیں  
جن کی زندگی کا کوئی حصہ ہم سے مخفی نہیں۔ اسلام ایسا فطری اور سادہ  
مذہب ہے جو اوہام و خرافات سے پاک ہے۔ قرآن نے اس  
مذہب کی تفصیل پیش کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے  
دکھایا۔ قول و عمل کا یہ حسین امتزاج کہیں اور نظر نہیں آتا۔“

ریوانڈ آر میکول لکھتا ہے :

”اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کی تعلیم پر انصاف اور ایمانداری سے  
تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ وہ مرسل اور مامون اللہ  
تھے۔“

مسز اینی بیٹ نے لکھا ہے :  
”وہ نام کیا تھا کہ جس سے مکہ کے تمام مرد، عورت اور بچے آپ



کو شناخت کرتے تھے؟ وہ نام ”امین“ تھا جس کے معنی اعتماد کے لائق اور بھروسہ کے قابل انسان کے ہیں۔ کسی انسان کے لئے ”امین“ سے زیادہ معزز اور شریف لقب نظر نہیں آتا۔“

مہاتما گاندھی نے لکھا ہے :

”میں پیغمبر اسلام کی زندگی کا مطالعہ کر رہا تھا جب میں نے کتاب کی دوسری جلد بھی ختم کر لی تو مجھے افسوس ہوا کہ اس عظیم الشان زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے اب میرے پاس کوئی اور کتاب باقی نہیں۔ اب مجھے پہلے سے بھی زیادہ یقین ہو گیا ہے کہ یہ تلوار کی قوت نہ تھی جس نے اسلام کے لئے دنیا کا میدان فتح کیا بلکہ یہ پیغمبر اسلام کی انتہائی سادگی، آپ کی بے نفسی، وعدہ و فانی اور بے خوفی تھی۔ یہ آپ کا اپنے دوستوں اور پیروؤں سے محبت کرنا اور خدا پر بھروسہ رکھنا تھا۔ یہ تلوار کی قوت نہ تھی بلکہ یہ اوصاف اور خوبیاں تھیں جن سے تمام رکاوٹیں ہٹ گئیں اور آپ تمام مشکلات پر غالب آئے۔“

لالہ لاجپت رائے لکھتا ہے :

”میں مذہب اسلام سے اُنس رکھتا ہوں۔ اس کی تعلیم کو عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اسلام کے پیغمبر کو مہا پرشوں میں سمجھتا ہوں۔“

مشہور کانگریسی لیڈر سی۔ آر۔ واس لکھتا ہے :

”شری رام چندر جی مہاراج، بھگوان کرشن، گورونانک دیو جی، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) یہ سب روحانی بادشاہ ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ ان میں ایک روحانی شہنشاہ بھی ہے۔ جس کا مقدس نام حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر ایسا مرنے والا دنیا میں بہت کچھ کیا ہے مگر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)“

لے دنیا پر اس قدر احسان کئے ہیں جن کی مثال نہیں مل سکتی میں خوش ہوں کہ ہماری قوم میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آپ کی تعلیم کے اثر کو محسوس کرتے ہیں۔ اگرچہ ہر مذہب کے لوگوں نے آپ کے متعلق اچھی رائے دی ہے مگر چند ایک ہندوؤں کے نام کا اظہار کرتا ہوں جو حضرت محمد صاحب کے مشن کی خوبیوں کو خوب اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں جیسے سرود جنتی نایڈو، لالہ لاجپت رائے، مہاتما گاندھی، مسٹر بھولا بھائی ڈیسیائی اور پنڈت موتی لعل نہرو وغیرہ۔“

سرپی سی راماسواہی آئردرا اس لکھتا ہے :

”دو پیغمبر اسلام ایک باعمل انسان اور بہت بڑے شہری تھے ان کی سچائی کی پیاس کو سوائے وحی الہی کے اور کوئی چیز نہ بجھا سکتی تھی۔ انہوں نے اپنی قوم کو اپنی زندگی میں مہل فلسفہ کی کبھی تعلیم نہیں دی بلکہ مصیبت اور دکھوں میں سینہ سپر رہنے کا اصول ان کی زندگی کا جز بنا دیا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیشہ رواداری کی تعلیم و تلقین کی وہ ہمیشہ عالمگیر اتحاد کے حامی رہے۔“

بدھ مت کے عظیم راہنما مانگ تونگ لکھتے ہیں :

”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور بنی نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا لوگ کتنا ہی انکار کریں مگر آپ کی عظیم الشان اصلاحات چشم پوشی ممکن نہیں ہے۔ ہم بدھ دھرم کے ماننے والے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بے حد محبت رکھتے ہیں اور آپ کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے برما میں ہمارے تعلقات مسلمانوں سے بہت زیادہ بہتر ہیں۔“

مسٹر کے ایم منشی گورنریو پی لکھتے ہیں :

” نسل، رنگ، قومیت اور مذہب کے ہاتھوں مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی دنیا کو آج بھی رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم کی ضرورت ہے۔ تمام انسانوں کو برابری کے حقوق اور مواقع حاصل ہونا چاہئیں۔ رسول کریم کے اس پیغام کو ہمارے ملک کے دستور اساسی میں جگہ دی جائے۔“

پنڈت گووند بلبھ پنت سابق وزیر حکومت ہند لکھتے ہیں :

” حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم کسی ایک ملک یا قوم کے لئے نہیں تھی بلکہ آپ کا پیغام ساری دنیا کے لئے تھا۔ آپ نے اتحاد، بھائی چارہ اور انسانی ہمدردی کے اصولوں پر زور دیا۔ میں اس مہم با نشان ہستی کو ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔“

ٹھا کر حکم سنگھ وزیر صنعت و حرمت یوپی لکھتے ہیں :

” حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنی نوع انسان کو ایمانداری، امن، اتحاد اور رواداری کا پیغام دیا۔ آج جبکہ تمام دنیا نفاق اور فسادات سے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دکھائے ہوئے راستہ پر چلنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔“

پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری لکھتے ہیں :

” میرا اٹل ایمان ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہستی بنی نوع انسان کے لئے باعثِ رحمت تھی۔ پیغمبر اسلام نے تاریخ و تمدن، تہذیب و اخلاق کو وہ کچھ دیا ہے جو شاید ہی کوئی بڑی ہستی دے سکی ہو۔“

لالہ رام لال ورما ایڈیٹر تیج لکھتے ہیں :

” جمہوریت، اخوت، مساوات یہ وہ عطیات ہیں جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنی نوع انسان کو عنایت کئے اور حقیقت میں

یہی وہ اصول ہیں جن کی ہر زمانہ اور ہر دور کے معلموں نے اشاعت کی ہے۔“

سوامی آرا ایس ٹھا کر مدیر انصاف امرتسر لکھتے ہیں :  
 ”میں منصف مزاج غیر مسلموں سے ضرور عرض کروں گا کہ وہ تعصب کو بالائے طاق رکھ کر ایک دفعہ عرب کی اُس وقت کی تاریخ کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ عرب قوم کس طرح دنیا بھر کی برائیوں میں مبتلا تھے۔ نہ اُن کا دھرم تھا نہ ایمان نہ اخلاق تھا نہ کیر پکڑ۔ آپ ایسی حالت میں اپنے آپ کو اُن کی اصلاح کے لیے تیار کریں اور پھر اندازہ کریں کہ آپ کے سامنے کس قدر مشکل کام ہے اور اس کے لئے آپ کو کتنا وقت درکار ہوگا؟ یہ سب کچھ اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کام پر نظر ڈالیں کہ انہوں نے کس طرح اور کتنے تھوڑے عرصے میں اس قوم کی کاپاپلٹ دی۔ آپ نے کس قدر دکھ اٹھائے؟ اور مصیبتیں جھیلیں اور سخت سے سخت تکلیف کا سامنا کیا اور پھر یہ سب کچھ کس لیے؟ عزت کے لیے یا کسی ذاتی غرض کے لیے؟ آپ اس کا جواب بھی تاریخ سے تلاش کریں اور خاص طور پر اس زمانہ پر نظر ڈالیں جبکہ تمام عرب میں اسلام کا جھنڈا لہرا رہا تھا اور آپ مسلمہ طور پر رسول اللہ تسلیم کر لئے گئے تھے۔ تاریخ کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اتنا بڑا درجہ اور اتنی بڑی کامیابی حاصل کر کے بھی دنیاوی نقطہ نظر سے بھی آپ نے کوئی ذاتی فائدہ نہیں اٹھایا۔ عیش و عشرت کے وسائل بہ سہولت مہیا ہو سکنے کے باوجود بھی آپ کا خانگی ساز و سامان ایک معمولی انسان کے ساز و سامان سے بڑھ کر نہ تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے ہیں تو آپ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شہادت ہے کہ چند صاع جو کے

بدلے آنحضرت رصلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ رہن تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شہادت ہے کہ مہینے گزر جاتے اور ہمارے گھر میں آگ نہ جلتی تھی اور جب تک آپ زندہ رہے ہیں گندم کی روٹی بہت کم نصیب ہوتی جب میں ایسی باتیں پڑھتا ہوں تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں اور دل تھرا اٹھتا ہے۔ خلق خدا کی بہتری کے لئے اس سے زیادہ قربانیاں اور کیا ہو سکتی ہیں؟۔“

مسٹر پالٹا سونا دھم راؤ لکھتے ہیں :

”جب کفار نے مکہ کے مسلمانوں پر زیادہ ظلم شروع کر دیا جس سے مسلمان تنگ آ کر مدینہ چلے گئے۔ تھوڑا عرصہ بعد خود آنحضرت بھی وہیں چلے گئے اس واقعہ کو ہجرت کہتے ہیں اور سن ہجری بھی اسی واقعہ سے شروع ہوا ہے لیکن مکہ والوں نے یہاں بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ وہ سالہا سال تک ہزار ہا آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں پر حملے کرتے رہے اور خون بہاتے رہے آخر سچائی کو فتح ہوئی اور مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو ہزاروں قیدی پکڑے گئے جن میں ایسے سخت دشمن بھی تھے جنہوں نے آپ کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا خون بہایا تھا آپ اگر چاہتے تو ان کو قتل کر دیتے خون کے بدلے میں مکہ کی زمین لال کر دیتے مگر آپ نے سب کو بخش دیا ایسی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی۔“

سوامی بھوانی دیال سنیا سی لکھتے ہیں :

”دوستو! محمد صاحب رصلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات سب کے لئے نمونہ ہیں اور ان کی تعلیمات سے ہر دھرم اور ہر قوم کے لوگ خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ محمد صاحب رصلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت اور مساوات کی بے بہا تعلیم دے کر دنیا پر

ایک بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اسلام میں سب سے زیادہ قابل تعریف اور خوبی کی بات یہی ”برابری اور بھائی چارہ“ ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنے برابر اور بھائی سمجھتا ہے خواہ اس کی کوئی پوزیشن یا رنگ یا قومیت ہو۔ کالے گورے، امیر غریب ایشیائی افریقی کی اسلام میں کوئی تفریق نہیں۔ میں نے جنوبی افریقہ میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک حبشی مسلمان ایک عرب مسلمان کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھا رہا تھا۔ ایسی اخوت اور ایسی مساوات کی مثال کسی اور مذہب میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ عیسائی دھرم کا دعویٰ ہے کہ وہ عالمگیر برادری کا علمبردار ہے لیکن یہ بھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ افریقہ میں گورے عیسائیوں کے گرجے میں کالے عیسائیوں کا داخل ہونا ممنوع قرار دیا گیا ہے اور دونوں کے گرجے علیحدہ علیحدہ ہیں صرف یہی نہیں بلکہ گورے عیسائی اپنی میز پر کالے عیسائیوں کو کھانا کھانے کے روادار نہیں۔“

مسٹر بی ایس کشالیہ لکھتے ہیں :

”بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک سچے پیغمبر تھے۔ سچے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق میرے دل میں جس قدر بدگمانیاں تھیں۔ میں روح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اُن کی معافی مانگتا ہوں اور علی الاعلان کہتا ہوں کہ آج دنیا میں ایک شخص کی بھی مجال نہیں ہے کہ وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کیریکٹر پر ایک بھی سیاہ داغ لگا سکے۔ میری درخواست ہے کہ جن بھائیوں نے اسلام کا لٹریچر نہیں پڑھا وہ اسے ضرور پڑھیں کیونکہ وہ زمانہ قریب آ گیا ہے جبکہ تم سب کو اسلام کا لٹریچر تلاش کرنا پڑے گا۔“

مسٹر بلدیو سہا لکھتے ہیں :

”ہم کو موجودہ زمانے میں چند ایسے خطرات نظر آتے ہیں جن کو اگر آنحضرت کی تعلیمات سے مٹانا چاہیں تو وہ فوراً نیست و نابود ہو سکتے ہیں۔ دنیا کو اس وقت امن و امان کی جس قدر ضرورت ہے گزشتہ زمانے میں نہ تھی۔ آج اگر یورپین طاقتیں گزشتہ جنگوں کا مزہ چکھ نہ چکی ہوتیں تو پھر سے لڑنے مارنے پر تیار ہو جاتیں اور ہر طرف خون ہی خون کی روانیاں نظر آتیں۔ جمیعتہ الاقوام کی بنیاد اس غرض سے قائم کی گئی تھی کہ آئندہ کے لئے دنیا میں امن و امان کی حفاظت کی جائے۔ کوئی طاقتور کسی کمزور کو نہ ستائے۔ ہر ملک اپنی رعایا کی ترقی و بہبود میں اپنی طاقت صرف کرے اور دوسری قوم کو زندہ رہنے میں مدد دے اور جنگ کا نام مٹ جائے لیکن عملی حالت یہ ہے کہ یورپ کی طاقتیں ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر غزاتی ہیں۔ اپنی بحری و بری طاقتوں کے بڑھانے میں مصروف ہیں۔ اپنی رعایا کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رہی ہیں۔ اگر ان اقوام کو قرآن کی تعلیمات سے واقفیت ہوتی اور پیغمبر اسلام کی پاک زندگی کا نمونہ ان کے سامنے ہوتا تو وہ کبھی اس طرح دست و گریباں نہ ہوتیں اسلام جس کے معنی امن کے ہیں اپنے پیروؤں کو حکم دیتا ہے کہ خود بھی امن سے رہو اور دوسروں کو بھی چین سے رہنے دو۔ اگر کسی مذہب نے امن کو اپنا فرض قرار دیا ہے اور اس کے قیام میں اپنی پوری قوت صرف کی ہے تو وہ مذہب صرف اسلام ہے۔“

بابو ملک دھاری پر شاد لکھتے ہیں :

”بے شک اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے لیکن اس کی تلوار لوہے کی نہ تھی بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عفو اور پاکیزہ عادات و خصائل کی تلوار تھی۔ ان بے بہا اوصاف

اور قیامت تک نہ مٹنے والی سبق آموز تعلیمات کی تلوار نے  
گردنیں کاٹیں بلکہ دلوں کو جوڑا اور ایک رشتے میں پرویا۔“  
راجہ رادھا پرشاد سنہا لکھتے ہیں :

”ہادی عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہر قول اور ہر فعل استقامت  
اور سچائی کے سانچے ہیں ڈھلا ہوا تھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی  
کا ہر واقعہ انسانی قوت سے باہر معلوم ہوتا ہے۔ اگر حضور رحمۃ اللعالمین  
اور نمونہ خلق نہ ہوتے تو آج دنیا توحید پرستوں سے خالی نظر آتی  
وہ کامل و اکمل کتاب جو اپنی تعریف و توصیف میں لاریب فیہ کا  
زبردست استدلال رکھتی ہے اس عظیم النظیر اور فقید المثال ہستی کے  
اخلاقی محامد پر انکے لعلی خلق عظیم کی مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔“  
مٹری آر سنہا (برما) لکھتے ہیں :

”اسلام کا سب سے بڑا تحفہ ایک خدا کی پرستش ہے، کلمہ توحید،  
حج، زکوٰۃ، نماز، روزہ اسلام کی وہ خوبیاں ہیں جن سے اسلام تمام دنیا  
میں پھیل گیا۔“



باب دهم

حکم نبوت

فصل اول در بیان احوال

و در بیان احوال

و در بیان احوال

و در بیان احوال

و در بیان احوال

و در بیان احوال

## ختم نبوت

مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس مسئلہ کا شمار اسلام کے بنیادی و اساسی عقائد میں ہوتا ہے جن کا اقرار کئے بغیر کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسا طے شدہ مسئلہ ہے کہ خود عہد رسالت میں سلیمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضور کی نبوت کی تصدیق بھی کی اس کے کاذب ہونے میں ذرا بھی تاثر نہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ شاگردان نبوت یعنی صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے جہاد کر کے اُس اور اُس کے ساتھیوں کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد بھی جب اور جہاں اس قسم کے دعوے دار کھڑے ہوئے نہ صرف یہ کہ متفقہ طور پر اُمرت کے نزدیک کاذب قرار پائے بلکہ ہمیشہ ان کا قلع قمع کیا گیا۔

یہ موضوع گرچہ بہت وسیع ہے لیکن بخوفِ طوالت اس کو نہایت مختصر اور جامع طور پر پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اس مسئلہ کے بنیادی پہلو واضح ہو جائیں۔

ارسال انبیاء کی حکمت

لفظ نبی کے تین ماخذ ہیں :

۱۔ نباء اس کے معنی خبر دینے کے ہیں

یعنی النبی یخبر عن اللہ (نبی اللہ تعالیٰ سے خبر دیتا ہے)

لے شرح موقف

۲ - نبو اس کے معنی ہیں رفیع یعنی النبى رفیع عن الناس رنبى کا مقام لوگوں سے بلند ہوتا ہے۔)

۳ - نبی اس کے معنی ہیں طریق، راستہ یعنی النبى طریق الوصول الى الله رنبى اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ہے۔)

شرعی اصطلاح میں:

النبى من قال الله ارسلناك الى قوم كذا او الى الخلق كافة لہ رنبى وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ فرمائے کہ ہم نے تجھے فلاں قوم یا تمام مخلوق کی طرف بھیجا ہے۔)

نبی کے ان ماخذ اور قرآن حکیم کی توضیحات کو مد نظر رکھا جائے تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ نبوت کسی چیز نہیں کہ ایک انسان ایمان، عبادت اور عمل صالح میں ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جائے کہ خدائے قدوس اسے انعام کے طور پر نبوت سے سرفراز فرمادے اگر ایسا ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر اور بالخصوص خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ سے بڑھ کر کون اس کا اہل ہو سکتا تھا۔ نبوت ایک منصب ہے جو سر اسروہی ہے۔ خدا خود ہی کسی کو اس منصب کے لئے منتخب فرماتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کی گود میں کہہ رہے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ اسی طرح تمام انبیاء پر نظر ڈالئے اللہ جسے نبی بناتا ہے پہلے سے اُس کا انتخاب کر لیتا ہے اور پھر اُس کے بچپن سے لے کر اُس کے اعلان نبوت تک اپنی خاص نگرانی میں اُس کی پرورش کراتا ہے۔ اس منصب پر بھی کسی خاص ضرورت کے تحت کسی کو فائز فرمایا جاتا ہے۔ یونہی تفریح کے طور پر انبیاء نہیں مقرر کئے جاتے۔ جب بھی مخصوص ضرورت مقتضی ہوئی خدا نے انبیاء بھیجے۔ قرآن حکیم سے واضح ہوتا ہے کہ صرف ایسی حالتیں تھیں جن میں انبیاء کو مبعوث فرمایا گیا:

۱ - کسی ایسی قوم میں نبی بھیجا گیا جس میں پہلے کبھی نبی نہیں آیا تھا اور نہ ہی اُسے کسی نبی کی ہدایت پہنچی تھی۔

لہ شرح جامی

۲ - نبی بھیجنے کی ضرورت اُس وقت بھی ہوئی جب گزرے ہوئے نبی کی تعلیم فراموش کر دی یا اُس میں اس قدر لفظی و معنوی تحریفات راہ پاگئیں کہ اصل تعلیم پر عمل کرنا ناممکن ہو گیا۔

۳ - جب گزرے ہوئے نبی کی ہدایت تمام لوگوں کو نہ پہنچی تو تکمیل دین کی خاطر نئے نبی کی ضرورت محسوس کی گئی۔

۴ - بعض اوقات ایک نبی کے ساتھ اُس کی مدد کے لئے دوسرے نبی کی ضرورت پیش آگئی۔

مندرجہ بالا صورتوں سے قطع نظر کہیں بھی ایسی مثال نہیں ملے گی کہ بلا ضرورت نبی بھیج دیا ہو۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان یہ تھا کہ :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف - ۱۵۸)

ترجمہ : اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عالمگیر تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا گیا تھا اور دنیا کی تمدنی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت سے ہر دور میں مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات تمام قوموں کو پہنچتی رہیں اور ہر وقت پہنچ سکتی ہیں۔ اسی لئے الگ الگ قوموں میں انبیاء بھیجنے کی ضرورت منقطع ہو گئی۔

قرآن حکیم اور اُس کے ساتھ حدیث و سیرت کا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اپنی اصلی صورت میں آج بھی محفوظ ہیں ان میں مسخ و تحریف ممکن ہی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب ہدایت میں ایک لفظ، ایک حرف، ایک نقطہ تک کی کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ اس کی حفاظت اُس ذات نے اپنے ذمہ لی ہے جس سے بڑا کوئی محافظ نہیں؛

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر-۹)  
ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اس عالمگیر کتاب ہدایت کی حفاظت کا اتنا اہتمام کیا گیا کہ اوراق کے ساتھ ساتھ لاکھوں مسلمانوں کے سینوں میں بھی اسے محفوظ کر دیا گیا۔ اس طرح تحریف لفظی تو دور کی بات ہے، زبردستی تک کے تغیر کا بھی احتمال نہیں رہتا۔ اس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قول و عمل سے جو ہدایت دی وہ بھی اس طرح محفوظ ہے کہ ہر زمانہ میں ہر مسلمان یہ محسوس کر سکتا ہے جیسے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات آج بھی اُس کے سامنے موجود ہے۔ ان حالات میں کسی نئے نبی کی آمد کی ضرورت کہاں باقی رہتی ہے۔ پھر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور تعلیمات پر ہی تکمیل دین کا اعلان فرما دیا گیا:

أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ  
نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ط المائدہ-۳  
ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

تکمیل دین کے اس واضح اعلان کے بعد نبی نبوت کا دروازہ بند ہو جانا ہے۔ مدد اور تعاون کے لئے اگر نبی بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو اپنی سنت ثابتہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں آپ کے ساتھ کوئی نبی، خدا مقرر کر دیتا مگر ایسا نہیں کیا گیا اور نہ ہی ایسا کرنے کی ضرورت تھی۔

یہی وجہ ہے کہ پوری اُمت کا سلف سے خلف تک یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حتمی المرتبت ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، پھر یہ عقیدہ نبیہ انتباطات پر قائم نہیں۔ قرآن کریم کی نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ کی بے میل

اور غیر مبہم و ضاحتیں اس کی بنیاد ہیں۔

سلسلہ ایمان کی مختلف کڑیوں کی  
وضاحت کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا؛

قرآن حکیم اور عقیدہ ختم نبوت

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ  
قَبْلِكَ ۚ (البقرة - ۴)

ترجمہ: اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری  
طرف اترا اور تم سے پہلے اترا۔

ایک اور مقام پر ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ  
مِنْ قَبْلِكَ (النساء - ۱۶۲)

ترجمہ: اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری  
طرف اترا اور تم سے پہلے اترا۔

ایمان کا مطالبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ  
الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ  
قَبْلُ ۚ (النساء - ۱۳۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور  
اس کتاب پر جو اپنے ان رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری۔  
ایک اور مقام پر ارشاد بانی ہے:

وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ (الزمر - ۶۵)

ترجمہ: اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف۔  
یہ چند آیات مقدسہ بطور مشتمل نمونہ از خروارے پیش کی گئی ہیں وگرنہ بہت سے  
مقامات پر کم و بیش انہی الفاظ کو دہرایا گیا ہے۔ ان آیات میں آپ پر اور آپ

سے پہلے انبیاء پر نزولِ وحی کا ذکر ہے۔ مگر کہیں آپ کے بعد آنے والوں پر نزولِ وحی کا اشارہ تک نہیں کیا گیا۔ مقصود یہی منوانا تھا کہ انبیاء اپنی طرف سے بات گھڑ کر اللہ سے منسوب نہیں کر دیتے تھے بلکہ ان کا خدا سے رابطہ تھا اور خدا کی نازل کردہ رہنمائی لوگوں تک پہنچاتے تھے اگر یہ رہنمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی جاری رہنا تھی تو آخر کیا ہے کہ کہیں اس کا معمولی سا اشارہ بھی نہیں کیا گیا۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو من قبلک کے بعد من بعدک کہہ دینے سے آخر کونسا امر مانع تھا بلکہ انبیائے سابق کی نسبت انبیائے لاحق کا ذکر زیادہ شد و مد سے کیا جانا چاہیے تھا کیونکہ انبیائے سابق پر ایمان مجمل کفایت کرتا ہے۔ اس کے برعکس لاحق کے متعلق ایمان کا معاملہ ابھی درپیش تھا اس لئے پیش رسی کے طور پر اس کا ذکر زیادہ ضروری تھا۔ انبیائے سابق بھی تو آخر ایک آنے والے کی خبر دیتے رہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی آنے والے کا امکان ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس کا ذکر ضرور کرایا جاتا۔ قرآن اعمال میں تو فروعات مثلاً غسل جنابت اور تیمم وغیرہ کے مسائل بڑی وضاحت سے بیان کرتا ہے پھر وہ ایمان کے سلسلہ میں کیسے اس چیز کو نظر انداز کر سکتا ہے جو عمل کی موقوف علیہ ہے اور ایمان کا اہم ترین جزو ہے۔ یہ قرآن کے اس دعویٰ کے سراسر منافی ہے کہ یہ کتاب ہادی، رحمت، تبیان کل شیء اور تفصیل کل شیء ہے۔

خدا کے قدوس کا ارشاد ہے:

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ  
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۱۰۸

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

حضرت زید حضرت خدیجہ الکبریٰ کے غلام تھے انہوں نے اس غلام لڑکے کو حضور کے حوالے کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا

شانِ نزول



اور جب انہوں نے بتایا کہ ان کا کوئی اور ٹھکانہ نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قدموں میں رہنا چاہتے ہیں تو آپ نے انہیں منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ پھر ان پر نوازشات و اکرام کی مزید بارش یہ کی کہ اپنی پھوپھی زاد بہن زینب رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کر دیا۔ سوتے اتفاق سے شادی کامیاب نہ ہو سکی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے خانگی حالات سے مجبور ہو کر طلاق دے دی۔ اس کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا۔ عرب میں یہ غلط عقیدہ عام تھا کہ منہ لولے بیٹے کو اصل بیٹے کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ منافقین کو اس اعتقاد کے سہارے یہ پروپیگنڈہ کرنے کا موقع مل گیا کہ حضور نے معاذ اللہ اپنی بہو سے شادی کر لی ہے اور اس طرح خود اپنے ان احکام کی خلاف ورزی کی ہے جن میں بتایا گیا تھا کہ اپنے بیٹوں کی بیویوں سے شادی حرام ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور اس سلسلہ میں اس غلط عقیدہ کی تردید کی گئی کہ منہ بولا بیٹا بھی اصلی اور صلبی بیٹے کی حیثیت رکھتا ہے۔

**سیاق و سباق** | یہ آیت سورہ احزاب کے پانچویں رکوع میں ہے۔ سلسلہ کلام منافقین کے اسی اعتراض سے شروع ہوا ہے۔ جو اب میں خدا فرماتا ہے کہ نبی پر جو کام اللہ تعالیٰ فرض کر دے اس کی ادائیگی سے اُسے دُنیا کی کوئی قوت نہیں روک سکتی۔ نبی لوگوں سے نہیں ڈرتے صرف خدا سے ڈرتے ہیں اور ہمیشہ ان کا یہی عمل رہا ہے کہ وہ خدا کا پیغام بلا خوف و ہمت لائے انسانوں تک پہنچا دیں اور اس کے احکام پر ہر صورت میں پہلے خود عمل کر دکھائیں گویا یہ نکاح نبی کی ذاتی خواہش کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا کے حکم کی بجا آوری ہے اس کے بعد آیت محولہ بالا درج ہے۔

**آیت کے مختلف اجزاء کی وضاحت** | منافقین کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہو سے شادی کر لی ہے حالانکہ خود آپ کی شریعت میں بیٹے کی منکوحہ باپ پر حرام ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ (الاحزاب - ۴۰)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔

کسی ذہن میں یہ خدشہ پیدا ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نرینہ تھی پھر یہ کیوں کہا گیا ہے اس کا ایک جواب

تو یہ ہے کہ رجل مرد بالغ کو کہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نرینہ کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کی عمرت ہیں اولاد نہیں۔ دوسرے جس وقت یہ آیت نازل ہوئی حضرت قاسم، حضرت طیب اور حضرت طاہر رضی اللہ عنہم انتقال فرما چکے تھے۔ حضرت ابراہیم ماریہ قبٹیہ رضی اللہ عنہما کے بطن سے بعد میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

خیر یہ تو ایک ضمنی بحث تھی اصل بات یہی تھی کہ منافقین کے اعتراض کا خدا نے جواب دیا کہ بتاؤ تو بھلا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کس مرد کے باپ ہیں؟ جب ان کا کوئی بیٹا ہی نہیں تو پھر اعتراض ہی کہاں رہ جاتا ہے یعنی جس شخص کی مطلقہ سے نکاح کیا گیا وہ بیٹا ہی کہاں کہ اس کی مطلقہ سے نکاح حرام ہوتا۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یہ اعتراض بھی تھا کہ چلو منہ بولے بیٹے کو صلیبی بیٹے کا درجہ حاصل نہ سہی مگر اس کی مطلقہ سے نکاح زیادہ سے زیادہ جائز کہا جاسکتا ہے کوئی فرض تو نہیں کہ آپ نے اس کی ادائیگی ضروری سمجھی۔ اس کا جواب بھی یہ کہہ کر دے دیا گیا۔

وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

ترجمہ: ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے

لفظ لکن استدراک کے لئے آتا ہے اس کے ماقبل اور مابعد میں مناسبت ضروری ہے۔ جیسے

کہا جائے زید نہیں آیا لیکن بکر آیا ہے یہ جملہ درست ہے کیونکہ زید اور بکر میں صریح مناسبت ہے۔ اس آیت میں لکن کے ماقبل میں باپ ہونے کی نفی کی گئی

سے اور بعد میں رسالت کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ بظاہر ابوت اور رسالت میں کوئی مناسبت نہیں مگر باریک بینی سے دیکھا جائے تو ایک طرح کی مناسبت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے جسمانی باپ نہیں روحانی باپ ہیں اور یہ ابوت قیامت تک باقی رہے گی۔ قرآن حکیم کی یہ آیت اسی کی تائید میں ہے:

النبیُّ اُولٰٓئِیْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجِهِ

اُمَّلَتْهُمْ ط (الاحزاب - ۶)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی پیدیاں ان کی مائیں ہیں۔

صاف ظاہر ہے کہ جب حضور کی ازواج مسلمانوں کی مائیں ہیں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم لا محالہ روحانی باپ ہیں۔

منافقین کے دوسرے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہا گیا ہے | ولکن رسول اللہ رہاں اللہ کے رسول ہیں | پھر فرمایا گیا وہ خاتم النبیین ہیں چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اس لئے یہ بہت ضروری تھا کہ

خاتم النبیین

جاہلیت کی یہ رسم بد آپ خود ہی ختم کر کے جاتے، اس کے بعد فرمایا:

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

ترجمہ: اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

یعنی اللہ نے نبی کو یہ حکم دیا تو وہ جانتا تھا کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اس رسم کا خاتمہ کیوں ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک تو کوئی نبی نہیں آئے گا۔ دوسرے کوئی شخصیت ایسے تقدس کی حامل نہیں ہوگی کہ لوگ اس کے فعل کو اسوۂ حسنہ اور سنت مقدسہ سمجھ کر اس پر عمل کریں۔

یہ آیت ختم نبوت کے معاملہ میں نص قطعی ہے اور ریکٹ تاویلات کے

ذریعہ اس کی قطعیت ختم کرنے کی کوشش ناکام اور ناپاک جہارت ہے۔  
**لفظ خاتم، لغت کی روشنی میں** | آیتے اب ذرا لفظ خاتم کے معنی لغت میں دیکھ لیں؛

۱۔ الخاتم و الخاتم عاقبہ کل شیء (المندج)

(ہر چیز کے آخر کو خاتم و خاتم کہتے ہیں)

۲۔ خاتم — مہر، انگوٹھی، پایان کار

خاتم — آخر ہر چیز، پایاں اُل و آخر قوم (متھی الارب)

مفردات القرآن، صراح، قاموس، تہذیب رازہری، لسان العرب، تاج العروس، مجمع البحار، صحاح العربیہ اور کلیات ابی البقا میں خاتم و خاتم کے معانی تقریباً ایک جیسے دیئے گئے ہیں۔ ان تصریحات کی رو سے آیت زیر بحث میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں۔

**ختم نبوت اور احادیث** | قرآن اور لغت کی وضاحتوں کے بعد حامل قرآن سے خاتم النبیین کا مفہوم پوچھیے۔ اس سلسلہ میں

سینکڑوں احادیث وارد ہوئی ہیں۔ بخوف طوالت صرف چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرتے تھے ایک نبی کی وفات پر دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے لہ

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں منقول ہے کہ جب لوگ تمام انبیاء کے پاس سے ٹھوکریں کھاتے پریشان حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ نے آپ

لہ بخاری کتاب المناقب

کے اگلے پچھلے تمام ذنوب کو معاف کر دیا ہے۔ اے  
 ۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ”مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص نے بڑی  
 ہی خوبصورت عمارت بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی  
 تھی لوگ اس کے گرد پھر کر اسے دیکھتے اور تعمیر کی خوبی دیکھ کر دنگ رہ جاتے مگر کہتے  
 تھے اس جگہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین  
 ہوں۔“

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر  
 فضیلت بخشی گئی۔ مجھے مختصر اور جامع بات کہنے کی صلاحیت ودیعت کی گئی، مجھے  
 رعب و دبدبہ سے نصرت دی گئی۔ میرے لئے غنیمت میں ہاتھ آنے والے مال  
 حلال کئے گئے۔ میرے لئے پوری زمین کو مسجد بنایا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے  
 کا وسیلہ بھی۔ مجھے تمام لوگوں کے لئے رسول بنایا گیا اور مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم  
 کر دیا گیا۔

۵۔ اس چیز کی مزید وضاحت ان الفاظ میں کی گئی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا  
 میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی ہے

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماجی ہوں  
 کہ میرے ذریعے کفر مٹو کیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کئے  
 جائیں گے۔ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو۔“  
 ۷۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس  
 نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو مگر ان کے زمانے میں دجال نے خروج  
 نہ کیا۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو اس لئے لازماً اُسے تمہارے  
 لئے بخاری، ترمذی، بخاری، مسلم، ترمذی، ترمذی، منہ احمد، ترمذی، مطاہم مالک، متدرک للحاکم

انداز ہی خروج کرنا ہے۔“

۸۔ حضرت عبدالرحمن بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سنا حضرت عبداللہ بن عمرو عاص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکل کر ہمارے پاس اس انداز میں تشریف لائے گویا آپ رخصت ہونے والے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا میں محمد نبی امی ہوں پھر فرمایا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔“

۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے امکان تک کو رد کرتے ہوئے فرمایا :  
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا ہے۔“

۱۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”میرے ساتھ تمہاری نسبت اس طرح ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم تھا کہ آپ کے بعد مدعیان نبوت آئیں گے اس لئے آپ نے ان کے فتنے سے بچنے کی اُمت کے سامنے بار بار وضاحت فرمائی۔

۱۱۔ ثوبان سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا میرے بعد نبوت کے تیس چھوٹے دعویٰ ہوں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قرآن، حدیث، لغت، تفسیر، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع اُمت کی رُو سے نبوت ختم ہو چکی ہے اور حضور کے بعد کسی نبی کے آنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ جو شخص ظلی بروزی کے گورکھ دھندوں کی نقاب پہن کر نبوت کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے وہ دجال اور کذاب ہے۔

عقل کی عدالت میں | اب ہم سارا معاملہ عقل کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر کے انبیاء مخصوص قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور ان کی نبوت

۱۔ ابن ماجہ ۲۔ مسند احمد ۳۔ ترمذی ۴۔ بخاری ۵۔ مسلم ۶۔ ابوداؤد

وقت ہوتی تھی اس لئے ہر جانے والا نبی کسی آنے والے کی بشارت سنا کر جاتا تھا۔ چونکہ انکی نبوت ایک مخصوص وقت تک کے لئے ہدایت ہوتی تھی اس لئے ان انبیاء کی کتب کو محفوظ نہیں کیا گیا اس لئے وہ انسانی ہاتھوں کی دست برد سے نہ بچ سکیں اور ان میں بے شمار تحریفات ہو گئیں ان کے برعکس حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پوری نسل انسانی کے لئے جامع، کامل اور اکمل ہدایت لے کر آئے اور اس ہدایت کو قیامت تک کے لئے محفوظ کیا گیا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری خدائے قدوس نے اپنے ذمہ لے لی۔ کتاب کے ساتھ ساتھ کتاب پر عمل کے لئے سنت بھی محفوظ کر لی گئی پھر آخر کس بات کے لئے نئے نبی کی ضرورت ہوتی۔ اعمال خلق کی اصلاح کے لئے مصلحین تو آسکتے ہیں اور آتے رہیں گے مگر نبوت کی ہدایت مکمل صورت میں موجود ہے۔ اس لئے کسی نبی کی ضرورت قطعی طور پر خلاف عقل ہے۔

کتاب ہدایت میں واضح طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا۔ حضور نے خود اس کی بار بار تصریح کی کہ آپ پر نبوت ختم ہو گئی ہے اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ سلف سے خلف تک تمام امت کا اس پر اجماع رہا۔ عقل تصور ہی نہیں کر سکتی کہ یہ سب لوگ آیت کا غلط مطلب سمجھتے رہے اور پھر یہ غلطی ایسی تھی کہ مختلف مقامات پر بسنے والے اور مختلف زبانوں میں پیدا ہونے والے ان تمام نیک نفس لوگوں نے اس کا مرتکب ہونے پر ایسا کر لیا (نعوذ باللہ) غور کیجئے تو یہ بات سراسر خلاف عقل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی دو قسمیں ہیں :

۱۔ اعلان نبوت سے قیام قیامت تک سب لوگ امت دعوت کہلاتے ہیں۔

۲۔ اعلان نبوت سے قیام قیامت تک سب ایسے لوگ جو آپ کی دعوت قبول کر کے اسلام کے دامن رحمت میں آگئے۔ امت اجابت میں شامل ہیں۔

قیامِ قیامت سے پہلے وہ وقت بھی آئے گا کہ شریعتِ محمدی ساری دُنیا میں نافذ ہوگی اور دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام ادیانِ عالم پر غالب آجائے گا۔ اس طرح ساری دُنیا اُمتِ اجابت میں شامل ہو جائے گی اور اگر کچھ لوگ اس سے باہر ہوئے تو بھی وہ اسلام سے مغلوب ہوں گے اور ذمی ہو کر جزیرہ ادا کریں گے۔ قرآنِ کریم کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكُفْرَهُ الْمُشْرِكُونَ  
ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برامانیں مشرک۔  
آیتِ محولہ بالا کی تفسیر ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں یہ ہے:

بِالْهُدَىٰ بِالتَّوْحِيدِ وَيُقَالُ بِالْقُرْآنِ شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ عَلَى الْأَدْيَانِ كُلِّهَا فَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يَبْقَىٰ أَحَدٌ لَا دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ وَأَدْنَىٰ إِلَيْهِمُ الْجَزِيَّةُ

(بالہدی سے مراد بالتوحید ہے اور قرآن سے توحید کی گواہی، لفظِ ہدایہ علی الدین کلہ کا مطلب ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دینِ اسلام تمام ادیانِ عالم پر غالب نہ آجائے حتیٰ کہ کوئی ایک بھی ایسا نہیں رہے گا جس نے اسلام قبول نہ کیا ہو یا جو ذمی بن کر جزیرہ ادا نہ کرے۔)  
اس سے ثابت ہے کہ اُمتِ محمدیہ قیامِ قیامت تک باقی رہے گی پھر نیا نبی کس اُمت کی طرف مبعوث ہوگا۔ نبیِ یونہی دُنیا کی سیر و سیاحت کی غرض سے

۱۔ تفسیر ابن عباس



تو نہیں آجاتا وہ تو قوم کی طرف اللہ کی طرف سے ہدایت لے کر آتا ہے مگر جب  
 قیامت تک اُمت محمدیہ موجود رہے گی پھر نبی نبی کیا کرے گا۔  
 غرضیکہ عقلی و نقلی دلائل سے ختم نبوت ایک مسلمہ کی طرح ثابت ہے اور  
 یہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اس میں تاویل کر کے اپنی یا کسی اور کی گنجائش  
 نکالنے والا کسی صورت میں بھی مسلمان نہیں۔

...  
 ...  
 ...  
 ...  
 ...

...  
 ...  
 ...

...  
 ...  
 ...

...  
 ...  
 ...

...  
 ...  
 ...

باب یازدہم

مَحَبَّتِ مُصْطَفٰی ﷺ

دینِ حق کی شہادتِ اول ہے

در بیان

تاریخ

...

## مُحِبَّتِ مُصْطَفَا

صلی اللہ علیہ وسلم

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ اوزر سیدی تمام بو، لہبی است! (اقبال)

جناب سرور کائنات، خلاصہ موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دین اور ایمان کی بنیاد ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیم، خدا کا صحیح تصور اور قرآن کی صحیح دعوت، صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہم تک پہنچی ہے اور خدائے لم یزل ولایزال پر ایمان لانے والے رہتی دنیا تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان عظیم سے سبکدوش نہیں ہو سکتے کہ آپ نے اپنے خالق سے انہیں روشناس کرایا۔ آپ نے ہمیں وہ طریق زندگی دیا جس کی اتباع میں پوری انسانیت کی فلاح مضمر ہے۔ آپ کے ظہور نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ خدا کے نافرمان خاسرو نامراد ہوتے اور اللہ کے بندوں کو سکون و اطمینان نصیب ہوا۔ ظلم و عدوان اور عصیانِ طفیان کی ظلمتیں مٹ گئیں۔ خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ پھر سے استوار ہو گیا اس احسان کا زیادہ سے زیادہ بدلہ ہم یہی ادا کر سکتے ہیں کہ محبوبِ خدا سے محبت کریں۔ اپنی تمام تمنائیں اور آرزوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے عشق پر بچھا کر دیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ کو خدا زیادہ پیارا ہے یا

محبوبِ خدا؟ آپ نے فرمایا۔ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیونکہ ہم نے خدا کو  
انہی کے ذریعے پایا ہے وہ آئے تو خدا ملا ورنہ وہ ازل سے موجود تھا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

معنی حرفِ م کئی تحقیق اگر

بنگری بادیدہ صدیق اگر

قوتِ قلب و جگر گردِ نبی

از خدا محبوب تر گردِ نبی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان بنی نوعِ آدم پر اس درجہ ہے اور آپ  
کا مقام ایسا رفیع و وقیع ہے کہ ایک انسان خدا کا انکار کر سکے لیکن حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کا انکار نہیں کر سکتا ہے

می توانی منکرِ یزداں شدن

منکر از شانِ نبی نتوان شدن

تمام کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نور سے قیمت پاتی ہے اگر آپ

کا وجود نہ ہوتا تو یہ کائنات بیسح اور ناکارہ ہوتی ہے

ہر کجا بینی جہانِ رنگِ بو

ہمکہ از خاکش بروید آرزو

یا ز نورِ مصطفیٰ اورا بہا است

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

عشق و محبت کی دنیائے کیف و سرور میں محبوبِ حقیقی تو خدا ہے وحدہ لا شریک

ہی کی ذات ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس حسنِ ازل کے مجرد تصور سے محبت کیونکر کی جا

سکتی ہے۔ انسانی ذہن لاکھ فکری کاوشوں کے باوجود بھی یہ سمجھنے سے عاری رہا ہے

خوگر پیکر محسوس تھی انسان کی نظر

مانتا پھر کوئی ان دیکھے خدا کو کیونکر

اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ اگر اس کی ذات سے محبت کے طلبگار ہو تو اس پیکرِ حسن و جمال کے عشق میں ڈوب جاؤ جس کے وجودِ اقدس کی چلمن سے خودِ حسن ازل جھانک رہا ہے اس کی ذاتِ خدا کی ذات کی مظہر ہے کیونکہ :

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَ لَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ج (الانفال - ۱۷)  
ترجمہ: ”اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔“

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ط يَدُ اللَّهِ  
فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ج (الفتح - ۱۰)

ترجمہ: ”وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“  
ان آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو اللہ نے اپنی ذات سے منسوب کر کے اس حقیقت سے پر وہ اٹھا دیا کہ اگر مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میرے محبوب سے محبت کرو۔ حضور علیہ السلام نے انہی آیات کی وضاحت ان الفاظ میں فرمادی :

مَنْ رَأَىٰ فَتَدْرَأَىٰ الْحَقُّ

ترجمہ: ”جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھ لیا۔“  
لَوْلَا لَمَّا أَظْهَرْتُ الرَّبُّ بَسِيَّةً

ترجمہ: ”اے محمد! اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔“  
قرآن حکیم میں جا بجا وضاحت کی گئی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ سے محبت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اللہ کی مرضی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اللہ کی خوشی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی اللہ کی ناراضی۔ بلکہ دنیا والوں کو یہ آداب تک سکھائے گئے کہ اس

پیکرِ محبوبیت کی بارگاہِ اقدس و اعظم میں حاضر ہوتے ہو تو جان لو کہ :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ  
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ  
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

(الحجرات - ۲)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے  
نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس  
میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت  
نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔“

ان آیات خداوندی پر ذرا ایک مرتبہ پھر نظر ڈالیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے والے کو یہ وعید  
سنائی گئی کہ ایسا کرنے سے تمہارے زندگی بھر کے اعمالِ حسنہ ضائع ہو جائیں گے۔  
ان آیات کریمہ کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔  
”اے اللہ کے رسول! قسم ہے مرتے دم تک آپ سے اس طرح بات کروں  
گا جیسے کوئی سرگوشی کرتا ہے۔ جناب ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بلند آواز سے  
بات کرنے کے عادی تھے۔ مگر انہوں نے اپنی آواز بالکل پست کر دی۔ حضرت  
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس قدر پست اور آہستہ بولنے لگے کہ بعض اوقات دوبارہ  
پوچھنے کی نوبت آتی اس عظمت مآب کی حقیقی عظمت کے متعلق اندازہ کرنا ہو تو ذرا  
اس آیت پر نظر ڈالیے :

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

(الاحزاب - ۵۶)

ترجمہ: ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے  
والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“



دیکھتے اس آیت سے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و منزلت کس طرح ابھر کر سامنے آرہی ہے۔ کائنات میں آپ کی ذات کو ایسی مرکزیت دی گئی ہے کہ تمام ملائکہ بلکہ خود خدا کی ذات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہی ہے اور مسلمانوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ بھی آپ کی ذات پر درود بھیجیں اور کیوں نہ ہو وہ ہے جو سرِ ایا رحمت اور مجسمِ شفقت!

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (الانبیاء - ۱۰۷)

ترجمہ: ”ہم نے تجھے ہر دو جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔“

کون ہے جو ایسے محبوبِ محب نواز پر جان قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہو؟ سوچنا یہ ہے کہ اس عشق کے تقاضے کیا ہیں؟ کیا یہ محبت محض زبانی اقرار تک ہی کافی ہے یا وہ کچھ اور مقتضیات بھی رکھتی ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ عشق کا اولین تقاضا اپنی ذات کو محبوب کے حوالے کر دینا ہے محبت مکمل خود سپردگی مانگتی ہے۔ محبوبِ رنگ میں رنگ جانا ہی عشقِ حقیقی کا ثبوت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے!

وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

(الحشر - ۷)

ترجمہ: ”اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرماویں وہ لو اور جس سے منع فرماویں باز رہو۔“

اس آیت مقدسہ میں تو مسلمانوں سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی مرضی کو رسول کی مرضی کے تابع بنا دیں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے!

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (آل عمران - ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرماؤ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

ان آیات سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ محبت اسی کی مقبول ہے جس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈال رکھا ہو۔  
محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

خدا کے دامن

پھر غور کیجئے کہ خدا نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا کتنا عظیم صلہ مقرر فرمایا ہے کہ وہ مطیع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبت سے نواز دے گا۔ اس سے بڑا انعام اور کیا ہو سکتا ہے؟ یہ وہ مقام بلند ہے جسے دنیا کی تمام عظمتیں لپچائی ہوئی نظروں سے دیکھتی ہیں۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا مکمل اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ  
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا  
تَسْلِيمًا ۝ (النساء - ۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب! تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑوں میں تمہیں حکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ۔  
اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔“

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی کا کوئی جھگڑا تھا۔ مقدمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضور علیہ السلام نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ مگر مسلمان نے باہر کر کہا کہ یہ فیصلہ ٹھیک ہی لیکن جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھ لیتے ہیں۔ یہودی رضا مند ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا پہلے بھی یہ مقدمہ پیش کیا ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ سنایا ہے مگر مسلمان نے آپ سے

بھی پوچھنا ضروری سمجھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا۔ میں ابھی اپنا فیصلہ سنائے دیتا ہوں۔ آپ نے فوراً اپنی تلوار کو حرکت دی اور منکر کا سر قلم کر دیا۔ یہ خبر دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچی۔ صحابہ میں سے بعض نے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ اپنے جلال کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مقدسہ نازل فرمائیں اور وضاحت فرمادی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے سامنے جو مسلمان سر تسلیم خم نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں اُس نے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ ایمان اس وقت مکمل ہو سکتا ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے معاملات میں حکم تسلیم کیا جائے اور ان کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے۔ داعیانِ عشق رسول کے لئے لازم ہے کہ وہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع کریں تبھی ان کے دعویٰ عشق کو سچا کہا جاسکتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک حدیث کے راوی ہیں جس سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :

”اُس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھ کو اپنے مال، اولاد اور جان سے زیادہ عزیز نہ رکھے۔“ (بخاری)

مسلمانوں نے اس ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کہاں تک عمل کیا اس کا جواب تاریخ اسلام سے پوچھیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جو عملی ثبوت دنیا کے سامنے پیش کیا پوری دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ دنیا میں انسان کے لئے سب سے زیادہ عزیز جان، مال اور اولاد ہوا کرتی ہے لیکن صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ان چیزوں کو جس طرح ٹھکرایا اس پر غفل بھی حیران ہے اور تاریخ بھی انگشت بدندان ہے۔ شمع نبوت کے یہ پروانے موت سے کھیل گئے۔ تیر و تفتنگ سے لڑ گئے۔ گھر بار لٹا دیئے لیکن محبوب کے نام اور اس کے نظام پر آپس نہ آنے دی۔ وطن چھوٹ گئے۔ اولاد کے رشتے ٹوٹ گئے۔

مال و منال جاتے رہے جان پر بن گئی لیکن نسبتِ محبت بڑھتی گئی ان کی محبت ہر مصیبت پر ایسی غالب آگئی کہ راہِ محبت کی ہر ابتلاء و راحت اور ہر خزاں بہار بن گئی۔ حُسنِ یار میں ایسے کھوئے گئے کہ خود حُسنِ بن گئے۔ محبوب کی ایسی اطاعت کی کہ اپنی شخصیت ہی بدل دی۔ رضائے یار کا ایسا اہتمام کیا کہ یار سے اپنی رضا کا انعام لیا۔ آیتے ان پیکرِ ان عشق و وفا اور کشتگانِ تسلیم و رضا کی وارفتگی۔ محبت کے کچھ اندازِ محبت دیکھتے چلیں کہ اس تکمیلِ عشق کی داستانِ جمیل سے جہاں حُسن و جمالِ مصطفوی کا کچھ اندازہ ہوتا ہے وہاں دیکھنے اور سُننے والوں کے جذباتِ محبت بھی اُبھرتے ہیں۔

ابتدائے اسلام میں جب کہ پرستارِ ان توحید کی تعداد صرف اُن تالیس تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام کے اعلان و اظہار کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو لے کر خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور تبلیغی خطبہ شروع کیا۔ خطبہ شروع ہونا تھا کہ چاروں اطراف سے مسلمانوں پر کفار ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اجلال و احترام کے باوجود ان کو اتنا زرد و کوب کیا کہ وہ لہو لہان ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ یہ حملہ اس قدر خوفناک تھا کہ خطرہ تھا کہ اسی اذیت میں آپ جاں بحق نہ ہو جائیں جس روز یہ حادثہ پیش آیا اس روز شام تک آپ پر بے ہوشی طاری رہی۔ شام کو بار بار آوازیں دینے پر کچھ ہوش آیا تو سب سے پہلے جو کلمہ آپ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا کہ :

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟“

آپ کی والدہ ام خیر رضی اللہ عنہا جب کھانے کے لئے کچھ لے کر آئیں تب بھی آپ نے یہی فرمایا۔

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟“

انہوں نے جواب دیا۔ ”مجھے ان کی اطلاع نہیں“ آپ نے اسی تکلیف کے عالم

میں فرمایا۔ اُمّ جمیل رضی اللہ عنہا رفاق اعظم رضی اللہ عنہ کی بہن) سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کرو۔ والدہ چونکہ پریشان تھیں فوراً اُمّ جمیل کو ساتھ لے کر آئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت فرمایا اور زیارت کے شوق کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

”قسم سے خدا کی میں جب تک زیارت نہ کر لوں گا کچھ نہ کھاؤں گا۔“

غرض آپ کی والدہ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لپٹ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غایت محبت کے ساتھ آپ سے معانقہ فرمایا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس حالت زار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔

غزوہ اُحد کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت فرمایا۔ ایک صاحب تلاش کے لئے نکلے۔ دیکھا کہ شہداء کے درمیان ایک طرف زخمی پڑے ہیں اور جاں بلب ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسی عالم کرب میں انتہائی دالمانہ انداز میں فرمایا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے اور میری جانب سے مسلمانوں کو یہ پیغام سنانا کہ اگر تمہاری چمکتی ہوئی آنکھوں اور دھڑکتے ہوئے دلوں کی موجودگی میں کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔“

یہ کہہ کر راہی خلد ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

غزوہ اُحد میں ایک مسلمان خاتون کا بھائی، باپ اور شوہر شہید ہو گئے۔ اُس نے پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سلامت ہیں، جو اب ملا۔ ہاں الحمد للہ بخیر ہیں۔ وہ بے تابانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کو بڑھی اور زیارت کر کے بولی۔ میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی خدا سے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

۴۔ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے ارادے سے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بڑی جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی کفار مکہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو مشورہ کے بعد طے کیا کہ مسلمانوں کو یہاں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کی تصدیق ہو جانے کے بعد کفار مکہ کو کہلایا کہ یہاں آنے کا مقصد جنگ کرنا نہیں صرف عمرہ کرنا ہے اگر کوئی صورت صلح اور یا ہمی مفاہمت کی ممکن ہو تو میں اس کے لئے بالکل تیار ہوں۔ بصورت دیگر ہم اس وقت تک لڑیں گے جب تک اسلام غالب آجائے یا ہماری گردنیں سروں سے جدا ہو جائیں۔ غرض مقام حدیبیہ پر پہنچ کر بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ بدیں ابن ورقہ پہلے آئے۔ انہوں نے گفتگو کی اس کے بعد عروہ بن مسعود ثقفی رجوا بھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، کفار مکہ کے نمائندہ کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دوران گفتگو یہ جملہ کہا کہ :

”اگر کفار تم پر غالب آگئے تو یاد رکھو میں تمہارے ساتھ اشراف کی جماعت نہیں دیکھتا۔ یہ اطراف کے کم ظرف لوگ تمہارے ساتھ ہیں۔ مصیبت پڑنے پر سب بھاگ جائیں گے۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ سنا تو غصہ سے بے تاب ہو گئے اور انتہائی سخت لہجہ میں جواب دیا۔ عروہ جواب الجواب کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتوں میں مشغول ہو گیا اور عرب کے دستور کے مطابق گفتگو میں بطور خوشامد اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف لے جاتا تھا۔ صحابہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ اسی عروہ کے بیٹھے حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ ہتھیار لگائے پاس کھڑے تھے انہوں نے تلوار کا قبضہ زور سے عروہ کے ہاتھ پر مارتے ہوئے کہا :

”ہاتھ پرے رکھو یہ کیا بد تہذیبی ہے۔“

عروہ جھنجھلا گیا اور گفتگو سے فارغ ہو کر جب واپس ہوا تو کفار سے کہا :

”میں بڑے بڑے بادشاہوں کے یہاں گیا ہوں۔ قیصر و کسریٰ جیسے  
 سلاطین کے جاہ و حشم کے مناظر میں نے دیکھے ہیں لیکن عقیدت و احترام  
 تعظیم و تکریم کی جو کیفیت میں نے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی  
 ہے وہ کہیں نظر سے نہیں گزری لوگ ان کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے  
 دیتے ان کے سامنے بولتے ہیں تو نرم اور مودب لہجہ میں۔ ان کے سامنے  
 بیٹھتے ہیں تو نگاہ نیچے کئے ہوئے ان کی داڑھی کا کوئی بال مل جائے  
 تو اس کو جان سے عزیز تبرک سمجھ کر سینت رکھتے ہیں۔ غرض ایسی جماعت  
 جو اپنے آقا سے اس شان اور انداز کی محبت رکھتی ہو میں نے نہیں  
 دیکھی۔“ (صحیح بخاری)

اسی موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نمائندہ  
 بنا کر قریش کے پاس بھیجا۔ اسی دوران جب یہ افواہ اڑی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ  
 کو مکہ معظمہ میں شہید کر دیا گیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم  
 سے موت کے لئے بیعت لی سب نے بصد مسرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست  
 مبارک پر بیعت کی۔ اُدھر کفار کو جب اس بیعت کا علم ہوا تو گھبرا گئے اور فوراً حضرت  
 عثمان رضی اللہ عنہ کو رہا کر دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ تعلق بالرسول بھی قابل دید ہے  
 کہ جب کفار مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

سے کہا کہ تم آتے ہو تو خانہ کعبہ کا طواف کرتے جاؤ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ  
 نے جواب دیا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روک دیا جائے اور میں تنہا  
 طواف کروں۔

ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ!  
 مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اپنے جان۔ مال اور اولاد سب سے زیادہ عزیز  
 ہے۔ میں جب گھر پر ہوتا ہوں اور آپ کا خیال آجاتا ہے تو اس وقت تک صبر  
 نہیں ہوتا جب تک حاضر ہو کر زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی نہ کر لوں۔ مجھے رہ رہ کے  
 یہ خیال شاتا ہے کہ موت جو سب کے لئے مقدر ہے وہ ایک روز بہر صورت آئی

ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم برگزیدہ پیغمبر ہیں آپ کا مرتبہ حق تعالیٰ کے یہاں بلند ہے آپ بہشت میں بلند درجات پر فائز ہوں گے اور مجھے وہ درجہ نہ ملے گا اس لئے جنت میں آپ کے دیدار سے محرومی ہوگی۔“ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت سنائی:

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَ الرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَ حَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ۗ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَ كَفَىٰ بِاللَّهِ عِلْمًا ۝ (النساء - ۶۹ - ۷۰)

ترجمہ: ”اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا۔ یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت صحابی رضی اللہ عنہ کو سنا دی تب انہیں اطمینان ہوا۔ اسی طرح یہ اشکال دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیش آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی یہ آیت سنا کر مطمئن و مسرور فرمایا۔

غزوہ اُحد میں کفار کی شدید یورش کے نتیجے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رخسار مبارک زخمی ہو گیا۔ خود کی کڑیا چہرہ مبارک میں گڑ گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہولہان ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس جگرگداز منظر کو دیکھ کر دوڑے دوسری طرف سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے با آواز بلند قسم دے کر فرمایا:

”تمہیں خدا کی قسم اس سعادت کا موقع مجھے دینا۔“

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دانتوں سے خود کے حلقے کھینچے جس سے اُن کا ایک دانت ٹوٹ گیا اس کے بعد دوسرا حلقہ نکالا جس سے دوسرا دانت ٹوٹ گیا لیکن حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے



چہرہ مبارک سے خون بہنے لگا تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے منہ لگا کر تمام خون چوس لیا اور ایک قطرہ خون بھی زمین تک نہیں آنے دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

”جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔“

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ زمانہ عجاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جا رہے تھے راستہ میں ان کے قافلہ کو قبیلہ بنو قیس نے لوٹ لیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مکہ کے بازار میں بیچا گیا۔ حکیم ابن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جب ام المومنین بنیں تو آپ نے حضرت زید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور مہر یہ پیش کر دیا ان کے والد کو ان کے گم ہو جانے کا نہایت صدمہ تھا وہ شب و روز ان کے فراق میں بے چین اور پریشان رہتے تھے جب انہوں نے سنا کہ زید رضی اللہ عنہ مکہ میں ہیں تو وہ زرفدیہ لے کر مکہ معظمہ پہنچے اور دریافت کرتے کرتے دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ ”آپ عالی نسب اور حرم کے رہنے والے ہیں آپ قیدیوں کو رہا کرتے اور بھوکوں کو کھانا دیتے ہیں ہم اپنے بیٹے کے لئے حاضر ہوئے ہیں ہم پر رحم فرمائیے اور زرفدیہ قبول فرما کر زید کو ہمارے سپرد فرما دیجئے۔“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”زید کو بلا کر پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ کے لے جا سکتے ہو۔“ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلا لیا گیا انہوں نے اپنے والد اور چچا کو پہچان لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”یہ تمہارے والد اور چچا ہیں۔ جانا چاہو تو بخوشی جا سکتے ہو۔ اگر میرے پاس رہنا چاہو تو میرا حال تم پر عیاں ہے۔“ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ”میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ آپ میرے باپ بھی ہیں اور چچا بھی۔“ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد اور چچا نے ان کو سمجھایا۔ ”غلامی کو آزادی کے مقابلہ پر پسند کرتے ہو۔“ لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کھلم کھلا انکار کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غایت شفقت و محبت سے حضرت

زید رضی اللہ عنہ کو گود میں لے لیا اور اپنا بیٹا بنا لیا۔

مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مدینہ منورہ سے اس لئے باہر چلے گئے کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دینے نہیں دے گی۔ اس لئے حجاز تشریف لے گئے۔ ایک مرتبہ رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں!

”بلال یہ کیا ظلم ہے کہ ہمارے پاس کبھی نہیں آتے۔“

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فوراً مدینہ میں حاضر ہوئے یہاں پہنچے تو حضرت حسنین شریفین رضی اللہ عنہم نے آذان کی فرمائش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کی فرمائش ایسی نہ تھی کہ ٹالی جاسکتی۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آذان پڑھی۔ آذان کا سُنا تھا۔ مدینہ بھر میں کہرام مچ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی آذان جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے کانوں میں پڑی تو سب تڑپ اُٹھے اور روتے ہوئے نکل پڑے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما پر قیامت ٹوٹ گئی۔ جس اندوہ ناک حالت اور کیفیت سے صحابہ کرام کو دوچار ہونا پڑا اس کی ترجمانی الفاظ میں ممکن نہیں۔ حد ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا جبری اور جگر دار انسان اس حادثہ سبب سے یکسر نڈھال ہو گیا۔ فرط الم میں تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ:

”خبردار کوئی شخص یہ نہ کہنے پائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو

گیا ہے ورنہ اس کی گردن اڑا دوں گا۔“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسے سکتے میں آگئے کہ اگلے روز تک قطعاً کچھ نہیں بولے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے بے حس و حرکت ہو کر بیٹھ گئے کہ جیسے شدتِ غم کا تحمل نہ کر سکیں گے۔ عام صحابہ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ ہر شخص اپنے طور پر غم و الم کی وہ کیفیت محسوس کر رہا تھا جس کا احاطہ الفاظ و معانی سے نہیں ہو سکتا اس قیامت خیز حادثہ میں

صرف ایک شخصیت تھی جو صبر و تحمل کے ساتھ صورت واقعہ کی تہ تک پہنچ رہی تھی وہ گرامی مراتب اور مجمع مکارم ذات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی۔ جنہوں نے اس سرایمگی کے عالم میں جو اس قابو میں رکھتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو اصل حقیقت سے آشنا فرمایا۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے مجمع میں تشریف لاکر قرآن حکیم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَمَا مَكَّمَدُ إِلَّا رَسُولٌ جَدَخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

الرُّسُلُ ط الخ (آل عمران - ۱۴۴)

ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔“  
حق تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی سُن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سنبھلے اور صحیح صورت حال کے تحمل کے لئے بادلِ نخواستہ اپنے آپ کو تیار کیا اور زندگی بھر جس صدمہ کا احساس تک کبھی دل سے نہ گزرا تھا حکمِ خداوندی کی تعمیل میں بالآخر اس کو برداشت کر لیا۔ واقعات کا احاطہ مقصود نہیں ہے سچ تو یہ ہے کہ صحابہ کرام کی پوری زندگی ہی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محور پر گھومتی ہوئی ملتی ہے بدر و جنین کی معرکہ گاہوں میں جن خوش نصیبوں نے علمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت وادِ شجاعت دی تھی اُن میں سے اکثر وہ تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب شخصیت سے متاثر ہو کر آپ کے پیغام پر ایمان لائے تھے سابقون الاولون میں سے ایک مرد بھی ایسا نہ تھا جس نے دینِ حق کی تمام جزئیات میں جانے کی ضرورت محسوس کی ہو ان کے لئے اس چشمہ صدق و صفا کا دعویٰ ہی کافی تھا۔ معراج کا واقعہ عقلِ انسانی کے احاطہ سے باہر نہیں تھا بلکہ عقل کی عین ضد تھی لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایسی چیز تھی جس نے اُنہیں اس واقعہ کی صداقت کا یقین دلایا اور یہ وہ جذبہ محبت تھا جو اُن کے دل میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے وابستہ تھا۔

اہلِ عرب کا خیال تھا کہ اگر کسی کے پاؤں سُن ہو جائیں تو اپنے محبوب کو یاد کرنے سے یہ کیفیت دُور ہو جاتی ہے ایک مرتبہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

کے پاؤں سُن ہو گئے تو انہوں نے پکارا یا محمد! تو اُن کی تکلیف دور ہو گئی تمام دُنیا کی تاریخ میں صدیق، عمر، عثمان، علی، خالد، ابو ذر اور بلال رضی اللہ عنہم ایسی ہستیاں کسی ملک اور کسی زمانے میں نظر نہیں آتیں۔ یہ انسانیت کے مکمل ترین نمونے تھے ان میں عالم تھے۔ فقیہ تھے سیاست دان تھے اور فاجح تھے لیکن وہ اس سے بھی زیادہ کچھ تھے وہ شمع رسالت پر پروانہ وار اپنی جانیں نچھاور کرنے کے متوالے تھے اُن میں سے ہر ایک کا سینہ حُب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی سے منور تھا یہ محبت ہی ان کی زندگی کی سب سے بڑی رہنما قوت تھی اس محبت کا کرشمہ تھا کہ ان کے اندر ایک خاص جاذبیت تھی ان کی شخصیتوں میں ایک خاص کشش تھی اور ان کی طبیعتوں میں وہ ناقابل اظہار چیز جھلکتی تھی جسے سوز یا روحانیت سے تعبیر کیا جاتا ہے خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بے پناہ محبت کا اعجاز تھا کہ وہ لوگ جو خطبہ نبوی سُن کر زار و قطار روپا کرتے تھے انہوں نے شام اور روم کی سلطنتوں کو زیر و بالا کر ڈالا تھا وہی آوازیں جو ”صوت النبی“ سے بلند ہونے کی حرارت نہیں رکھتی تھیں دُنیا کی فضا میں اُن کے نعرے بے تکیہ سے گونج رہے تھے اور کفر کی سلطنتیں اُن کے نعروں سے تھر تھرا رہی تھیں اور جب تک مسلمانوں کے دل میں عشق کی چنگاریاں سلگتی رہیں وہ ہر میدان میں کامیاب و ظفریاب رہے۔

عہد صحابہ کے بعد مسلمانوں میں انحطاط رونما ہوا۔ اس کے متعدد اسباب میں سے بڑا سبب یہی تھا کہ ہمارے ایمان میں وہ حرارت نہ رہی جو خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ وابستگی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں اسلامی شعائر کی پابندی بھی کی جاتی تھی۔ مساجد بھی بارونق تھیں۔ حج و زکوٰۃ کا سلسلہ بھی جاری تھا لیکن پھر بھی دُنیا سے اسلام ایک لاش تھی جس کے اندر سے روح پرواز کر گئی تھی۔ ایک گھن تھا جو اندر اُسے کھوکھلا کر رہا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے دین حق کی شرطِ اول کو بھلا دیا تھا۔ آج انسانیت کے اس محسنِ اعظم کی محبت اور پیروی ہی ہمیں سوزِ یقین اور کمالِ جنوں کی لازوال دولت بخش سکتی

ہے جس کی دنیا کو تلاش ہے۔

قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے محبوب کو اپنے عشق و شینفتگی کا مرکز بنایا۔ پاک و مسطر ہیں وہ زبانیں جو سرکارِ دو جہاں، باعثِ تخلیقِ انس و جان کی مدح و ثنا اور پیروی میں مصروف رہتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں کٹنے والی گھڑیاں انسانیت کا حاصل ہیں اور آپ کی محبت میں بلند ہونے والی آپس دل کی طہارت اور نگاہ کی پاکیزگی ہیں۔ اگر انسان کے پاس اس کی روح سے زیادہ پائیدار شے ہے تو وہ بھی نذرانہٴ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ناکافی ہے۔ بقول

مولوی ظفر علی خان سے

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی  
مگر میں باوجود اہل کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر  
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا



اصحابِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہم  
اصلی اللہ علیہ وسلم

فصل فی



## اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شخصیتِ عظمیٰ کا عظیم ترین پہلو یہ ہے کہ وہ شخصیت ساز بھی ہو۔ یہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا معجز نما پہلو ہے کہ آپ نے جو انسان تیار کئے وہ تاریخ کا مثالی سرمایہ ہیں اس لئے ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ناگزیر ہے خود خدا نے اسی اہمیت کے پیش نظر ارشاد فرمایا:

(الفتح - ۲۹)

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ

قرآن کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی کہا ہے وہ ساتھی بھی ایسے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تمام دنیا کی آسائشوں کو نظر انداز کر دیا۔ گھر بار چھوڑا۔ یگانوں اور بیگانوں سے جنگ مول لی ہے

اذیّت، مصیبت، ملامت، بلائیں تیرے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ کیا

یہ وابستگانِ دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تھے کہ انہوں نے کسی مقام پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ سفر و حضر، اور غار و بدر میں ساتھ رہے۔ حتیٰ کہ قبر میں بھی ساتھ ہیں۔ گویا ان حضرات کی زندگیاں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی حیاتِ طیبہ کے اجزاء ہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مکمل نہ ہوتی اگر قرآن حکیم میں صحابہ کے حالات بھی بالتفصیل نہ ملتے۔ اسی مناسبت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ جمیل کے سلسلہ میں زیرِ نظر باب کو ذکرِ صحابہ کے لئے مخصوص کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔

قرآن حکیم نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا منصب رسالت یہ بھی بتایا ہے کہ

”يُرِيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ“ وہ اپنے رفقاء کو کتاب و

حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اُن کی تربیت نفس کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی جو جماعت تیار کی۔ اس جماعت کو قرآن مجید نے ”وَالَّذِينَ مَعَهُ“ کہہ کر پکارا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور ان کی بنیادی خصوصیت یہ بتائی ہے کہ ”أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ“ وہ مخالفین کے مقابلہ میں چٹان کی طرح سخت تھے اور باہمدگر نہایت ہمدرد۔ ان ہی کو صحابہ کبار کہا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب تیرہ سال تک مکہ میں رہ کر نہایت پختہ ایمان والے مسلمانوں کی نہایت معقول جماعت تیار کر دی تھی اس جماعت کو قبولِ اسلام کی وجہ سے جو مصیبتیں اٹھانی پڑیں اُن کی تفصیل کے لئے یہ مقالہ کافی نہیں بس اتنا سمجھئے کہ لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا معمولی قسم کے دلیر کا کام نہ تھا۔ یہ کلمہ وہی شخص زبان سے ادا کر سکتا تھا جس کو ماں باپ سے، بھائی سے بیٹے سے، بی بی سے، پورے قبیلے سے کٹ جانے کی جرأت ہوتی۔ مال و متاع سے محروم ہونے کی ہمت ہوتی، موت قبول کرنا عرب کے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا لیکن طرح طرح کی اذیتوں اور ذلتوں کو سہنے کے لئے تیار ہو کر ایک شخص یہ کلمہ زبان پر لاسکتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی جو جماعت تیار کی قرآن کریم میں اُن کی تعریف ان لفظوں میں آئی ہے :

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

(التوبة - ۱۱۷)

ترجمہ: بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اُن غائب کی خبریں بتانے والے اور اُن مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں اُن کا ساتھ دیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو جنہوں نے بھی ساتھ دیا انہیں قرآن کریم نے مہاجرین کہہ کر پکارا ہے اور مہاجرین میں سے بھی ”سابقون الاولون“ کا مقام بلند ہے۔ مدینہ کی جماعت کے افراد نے ان مہاجرین

کو دل و جان سے خوش آمد کہا اور (قرآن کے الفاظ میں) انہیں خود اپنے پر تزییح دے کر انہیں مدینے میں بسایا۔ اُن کی اس نصرت اور حمایت کی بنا پر قرآن مجید نے انہیں انصار کے لفظ سے سرفراز فرمایا۔ ہجرت کا سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رہا اور قرآن مجید نے ان مہاجرین کو متبعین باحسان (خلوص و صداقت سے اتباع کرنے والے) کہہ کر پکارا جن کا درجہ ہنے کہ نہ صرف وہ بلکہ اُن کی پیروی کرنے والے بھی ایسے تھے جنہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہم (اللہ اُن سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں) کہا گیا۔ دُنیا کا کوئی بڑے سے بڑا بزرگ کیسا ہی عابد و زاہد کیوں نہ ہو ان "سابقون الاولون" (مہاجرین و انصار) کی پیروی کے بغیر اللہ کی رضا مندی کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔ یہی اگلے مہاجرین و انصار اور پھر ان کے بعد جو لوگ ایمان لا کر صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں شامل ہونے لگے یہ سب بغیر کسی باہمی اختلاف عقائد و عبادت کے ایک ہی طریقے، ایک ہی راستہ پر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ اسی راستے اور روش کا نام صراط مستقیم بتایا گیا ہے اور اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنتی فرمایا اور اسی کو قرآن کریم نے سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ کہا اور صاف کھل کر کہہ دیا:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ (النسار - ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

اللہ کی کتاب اور مَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ - یہی تین ذریعے ہیں۔ ہدایت کے یہ تینوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے اور نہ کوئی ان تینوں میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ کر راہِ ہدایت پاسکتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی سیرت تاریخ کی کتابوں میں نہ دیکھیے۔ یعنی ان کے متعلق تاریخی روایات پر اتنا تکیہ نہ کیجئے کیونکہ مؤرخین نے اپنے فرقہ وارانہ جذبات کے تحت بہت سی تہمتیں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر لگائی ہیں۔ صحابہ کی سیرت آپ قرآن کریم میں دیکھیے۔

خلفائے راشدین کے عہد سعادت مہد میں اسلام کا آفتاب صداقت نصف النہار پر پہنچ کر شباب نورانیت کی جولانیاں دکھانے لگا اور سپاہ اسلام کی ظفر مندیاں حدود تغور سے ماوراء ہونے لگیں تو دشمنان اسلام سمجھ گئے کہ اب مسلمانوں کا براہ راست مقابلہ ممکن نہیں۔ ان کے لئے واحد چارہ کار یہی تھا کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں گھس جائیں اور مسلمانوں کی قوت کو اندر سے سبوتاژ کرنے کے لئے ان کی صفوں میں افتراق اور انشقاق اور انتشار و خلفشار پیدا کریں اور اس طرح ان کا فولادی اتحاد پارہ پارہ کر دیں یہی وہ ناپاک سازش تھی جس کے تحت یمن میں صنعاء کے ایک بہت بڑے یہودی عالم عبداللہ بن سبائے منافقانہ طور پر اسلام قبول کر لیا اور اسلامی قوت کو تار پیڑ و کرنے کے لئے اپنے عوام مشوّمہ کو ہمکنار عمل کرنے کا کام شروع کیا یہ شخص براہ راست رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانہ دیدہ دہنی نہیں بنا سکتا تھا اُس نے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے خلاف غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈہ شروع کیا۔ اُس کی معاملہ فہمی نے اُسے سمجھا دیا تھا کہ اس کی ناپاک کوششوں سے اگر حضور کے اولین تربیت یافتہ اور صحبت یافتگان کا کردار لوگوں کو داغدار نظر آنے لگا تو اس مہتاب کی نورانیت بالواسطہ ظلمت آلود نظر آئے گی جس سے یہ نجوم متیر ہو رہے تھے لوگوں کے ذہن خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ جس داعی کے اولین تربیت یافتگان ایسی سیرت کے حامل ہوں اُس کی اپنی ذات کیسے کردار کی حامل ہوگی۔ اس طرح اُس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف مہم شروع کی اور بلاشبہ اُس نے بہت سے لوگوں کو درغلا لیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی الم انگیر شہادت اسی مہم کا نتیجہ ہے۔ جمل، صفین اور نہروان کی جنگیں ان ہی فتنہ پردازوں کے شاخسانے ہیں اور یہ

فتنہ ایک تحریک بن کر آج تک رواں ہے جو لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں وہ اسی یہودی فتنہ گر کی صدائے بازگشت ہیں۔  
 خدائے علیم وخبیر کو پہلے سے ہی علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پر عظمت جاں نثاروں کی سیرت کو داغ دار ثابت کرنے کی ذلیل مہم شروع ہو جائے گی اور اس طرح اعدائے نبوت درپردہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو بھیانک کر دکھانے میں اپنی تمام تر سعی بروئے کار لائیں گے یہی وجہ تھی کہ خدائے قدوس نے صحابہ کے ایمان اور اعمال مطہرہ کی شہادت قرآن حکیم کے اوراق میں محفوظ کر دینا ضروری سمجھا۔ غور کیجئے کہ ان کی طہارت قلب و نظر اور پاکیزگی فکر و عمل کی شہادت نہیں بلکہ قرآن مجید کی شہادت ہے۔ خود خدائے علام الغیوب کی شہادت ہے اور دنیا میں اس سے بڑی شہادت اور کوئی نہیں۔ تاریخ پر استناد و استشاد کی ثقاہت کے کتنے ہی پردے تانے جائیں اگر وہ قرآن کے خلاف سے تو اُسے دشمنان اسلام کی دقیق ترین سازش سے زیادہ وقعت نہیں دی جاسکتی۔ اس طرح عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا انکار نص قرآنی کا انکار ہوگا۔

آئیے دیکھیں کہ قرآن کریم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت کو کس رنگ میں پیش کیا ہے۔

کیا ہے قرآن کریم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہترین مخلوق کہا ہے:

ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ ہ جزاؤہم عند ربہم جنت عدن تجری من تحتہا الانہار خلدین فیہا ابدًا ط رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ط ذلک لمن خشی ربہ ہ (البینۃ ۷-۸)

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق

میں بہتر ہیں۔ اُن کا صلہ اُن کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں ہیں۔ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔ اللہ اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی۔ یہ اُس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔ اس آیت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو تمام مخلوق پر علی الاطلاق فضیلت دینے کے علاوہ، جنت اور رضائے الہی کی بشارت دی گئی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان کی متعدد مقامات پر مدح کی گئی ہے۔ سورہ بقرہ میں ہے:

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

(البقرة - ۲۵۷)

ترجمہ: اللہ والی ہے مسلمانوں کا۔ انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

دوسرے مقام پر وارد ہوا ہے:

اَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا اُنزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ  
كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ قَدْ  
لَا نَفْرَقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ قَدْ  
وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرٰنَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ  
الْمَصِيْرُ ۝ (البقرة - ۲۸۵)

ترجمہ: رسول ایمان لایا اُس پر جو اُس کے رب کے پاس سے اُس پر اُترا۔ اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اُس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا۔ تیری معافی ہوا ہے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرتا ہے۔

سورہ احزاب میں ہے !

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ

(الاحزاب - ۲۷)

فَضْلًا كَبِيرًا ۝

ترجمہ : اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

سورہ فتح میں ہے !

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ

(الفتح - ۲۷)

لِيَزِدَّادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ ۝

ترجمہ : وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے۔

سورہ حجرات میں ہے !

وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ

وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۝ أُولَٰئِكَ

هُمُ الرُّشِدُونَ ۝ فَضَلُّوا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَ اللَّهُ

(الحجرات - ۷ - ۸)

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

ترجمہ : لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے

تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا۔ اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں

ناگوار کر دی۔ ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔ اللہ کا فضل اور احسان۔ اور اللہ

علم و حکمت والا ہے۔

سورہ تحریم میں ہے :

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ

يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقْوَأُونَ

رَبَّنَا أَتَمِّمْنَا نُورَنَا وَاعْفِرْ لَنَا جِ انَّا

ترجمہ: توجو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کے لئے بخشش ہے اور  
عزت کی روزی -

سورہ محمد میں ہے -

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ  
عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ  
سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ (محمد - ۲)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے  
جو محمد پر اتارا گیا اور وہی اُن کے رب کے پاس سے حق ہے۔ اللہ نے  
اُن کی بُرائیاں اُتار دیں اور اُن کی حالتیں سنوار دیں۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے جانی اور مالی جہاد کی قدر کرتے ہوئے فرمایا ہے!

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُنَافِقِينَ غَيْرُ أُولِي  
الضَّرْرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ  
فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ  
دَرَجَةً ط وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ  
عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً  
وَرَحْمَةً ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ (النساء - ۹۵-۹۶)

ترجمہ: برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ

راہِ خُدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اللہ نے اپنے

مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا

کیا۔ اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ نے جہاد والوں

کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔ اُس کی طرف

سے درجے اور بخشش اور رحمت۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سورہ توبہ میں ہے!



عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (التحریم - ۸)

ترجمہ: جس دن اللہ سوانہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو۔ اُن کا نور دوڑنا ہوگا اُن کے داہنے۔ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے۔ بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال صالحہ کا جا بجا اعتراف کیا ہے۔ سورہ بقرہ میں ہے:

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأتوا بِهَا مُمْتَسَبِينَ ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَنْزَالٌ مُطَهَّرٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۖ

(البقرہ - ۲۵)

ترجمہ: اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں۔ جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا (صورت دیکھ کر) کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا اور وہ (صورت میں) ملتا جلتا نہیں دیا گیا۔ اور اُن کے لئے ان باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں اور وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔

دوسرے مقام پر ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۖ

(البقرہ - ۸۲)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت والے ہیں۔ انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

ایک اور جگہ ہے۔

بَلَاةٌ مِّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرٌ عِنْدَ رَبِّهِ ۖ

وَأَوْخَافٌ عَلَيْهِمْ وَلَا يُخِزُّونَ ه (البقرة - ۱۱۲)  
 ترجمہ: ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لئے اور وہ نکوکار ہے  
 تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ  
 کچھ غم۔

ایک اور مقام میں وارد ہوا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ  
 لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ  
 (البقرة - ۲۷۷)

ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور  
 زکوٰۃ دی ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور  
 نہ کچھ غم۔

سورۃ النساء میں ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي  
 مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا  
 وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ه (النساء - ۱۲۲)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کچھ دیر جاتی ہے کہ ہم انہیں باغوں  
 میں لے جائیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں۔ اللہ  
 کا سچا وعدہ اور اللہ سے زیادہ کسی کی بات سچی۔

اس آیت میں جنت الخلد کا وعدہ کیا گیا ہے اور بعد کے فقرہ سے اس کی تاکید  
 کر دی ہے۔

سورۃ الحج میں ہے!

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَرْزَاقٌ  
 كَرِيمٌ ه (الحج - ۵۰)

لَكِنَّ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ  
وَأَنْفُسِهِمْ ط وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ  
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ه اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا  
الْأَنْهَارُ حَالِدِينَ فِيهَا ط ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ه

(التوبة - ۸۸ - ۸۹)

ترجمہ: لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے  
مالوں اور جانوں سے جہاد کیا۔ اور انہیں کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی  
مراد کو پہنچے اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں۔ جن کے  
نیچے نہریں رواں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہی بڑی مراد ملنی ہے۔  
اسی سورہ توبہ میں ہے:-

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ  
لَهُمُ الْجَنَّةُ ط يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ  
وَعَدًّا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ط  
وَمَنْ أَقْرَبُ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا ببيعكم الذي  
بِأَيْفَتُمْ بِهِ ط وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ه التَّائِبُونَ  
الْعَبْدُونَ الْحَمِيدُونَ السَّاجِدُونَ الرَّاكِعُونَ السَّجِدُونَ  
الْأَمْرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ  
لِحُدُودِ اللَّهِ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ه (التوبة - ۱۱۱ - ۱۱۲)

ترجمہ: بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید  
لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑیں  
تو ماریں اور مریں۔ اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ توریت اور انجیل اور  
قرآن میں اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون۔ تو خوشیاں مناؤ اپنے  
سودے کی جو تم نے اُس سے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

توبہ والے - عبادت والے - سراہنے والے - روزے والے - رکوع والے - سجدہ والے - بھلائی کے بنانے والے اور بُرائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ میں رکھنے والے اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔

اس میں جنت کے اجر کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے چند اخلاق بھی بیان کئے گئے ہیں مثلاً وہ خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں - عبادت گزار ہیں - سیاحت کرتے ہیں - رکوع کرتے ہیں - سجدہ کرتے ہیں اچھی چیزوں کا حکم دیتے ہیں - برائیوں سے روکتے ہیں - خدا کے حدود کی حفاظت کرتے ہیں - صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عبادت اور خشوع و خضوع کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔

سورہ انعام میں سے :-

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ  
يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمِمَّا مِنْ  
حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَطَرَدَهُمْ فَتَكُونُ  
مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (الانعام - ۵۲)

ترجمہ: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اُس کی رضا چاہتے تم پر اُن کے حساب سے کچھ نہیں اور اُن پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں۔ پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔  
سورہ کہف میں ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ  
وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَقْدُ عَيْنُکَ عَنْهُمْ  
تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا  
قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ (الکہف - ۲۸)

ترجمہ: اور اپنی جان اُن سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اُس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔

کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے۔ اور اُس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے  
اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اُس کا کام حد  
سے گزر گیا۔

سورہ مومنوں میں سے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ  
فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأُفْرِهِمْ وَجِبِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَى  
أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝  
فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝  
وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ  
هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝  
الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (المؤمنون - آتا ۱۱)

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑ گڑاتے ہیں اور وہ  
جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔ اور زکوٰۃ دینے کا کام کرتے  
ہیں۔ اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیبیوں یا شرعی  
باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو  
کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے  
عہد کی رعایت کرتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ  
وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس میں خشوع کے علاوہ لغو سے اعراض کرنا، زکوٰۃ دینا، عقیف ہونا، امین ہونا، معاہدہ  
کی پابندی کرنا، نمازوں کی نگہداشت کرنا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف بیان  
کئے گئے ہیں۔

سورہ احزاب میں ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوا  
 بُكْرَةً وَأَصِيلًا هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ  
 مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ه  
 تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا  
 كَرِيمًا ه (الاعزاب - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اُس کی پاکی بولو۔ وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اُس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔ اُن کے لئے طے وقت کی دعا سلام ہے اور اُن کے لئے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے۔  
 سورہ فتح میں ہے:-

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ  
 عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا  
 يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ  
 مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ج ص و  
 مَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ قَفَا كَذُرْعَ أَخْرَجَ شَطَاةَ فَازَرَهُ  
 فَاسْتَفَلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سَوْقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ  
 بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
 الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ه (الفتح - ۲۹)

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے۔ سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ اُن کی علامت اُن کے چہروں میں سے سجدوں کے نشان سے۔ یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور انکی صفت انجیل میں۔ جیسے ایک کھیتی اُس نے اپنا پٹھان نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر

پھر بیڑ ہونی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی۔ کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔ اس میں صحابہ کی کفار پر شدت، باہم نرمی اور خدا کی رضا جوئی کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

سورہ آل عمران میں صحابہ کے تقویٰ کا شاندار الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے :-  
 قُلْ أَوْ نَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذَلِكُمْ ۖ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ ۙ بِالْعِبَادَةِ ۗ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا أَمْنَا فَأَغْرُبْنَا ذُنُوبَنَا وَفِنَا عَذَابَ النَّارِ ۗ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ۗ (آل عمران - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷)

تس جملہ :- تم فرماؤ۔ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں۔ پرہیزگاروں کے لئے۔ ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور تمہری بیبیاں اور اللہ کی خوشنودی۔ اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ صبر والے۔ اور سچے اور ادب والے اور راہِ خدا میں خرچ کرنے والے۔ اور پچھلے پھر سے معافی مانگنے والے۔

اس میں علاوہ تقویٰ کے صبر، صداقت، تقویٰ، اتقاق اور استغفار کے اوصاف بھی بیان کئے گئے ہیں اور جنت کے علاوہ رضاء الہی کا بھی مشورہ سنایا گیا ہے۔ سورہ حج میں ہے:

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۗ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ

وَالصَّبْرُ بَيْنَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ  
يُنْفِقُونَ ۝ (الحج - ۳۳ - ۳۵)

ترجمہ :- اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ  
کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو اُنہیں پڑے اُس کے  
سہنے والے اور نماز برپا رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ  
کرتے ہیں۔

اس میں صبر، اقامت نماز اور اتفاق کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی استقامت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے :-  
إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ  
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ  
الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيُّكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا  
وَفِي الْآخِرَةِ جَوْكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ  
فِيهَا مَا تَشَاءُونَ ۝ نَزَّلْنَا مِنْ عَفْوٍ رَحِيمٍ ۝ وَمَنْ  
أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي  
مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ (حج السجدة - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳)

ترجمہ :- بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر  
قائم رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش  
ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں  
دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا  
جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو۔ مہمانی بخشنے والے مہربان  
کی طرف سے اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے  
اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔

اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر نزول ملائکہ، بشارت جنت اور ولایت الہی کا تذکرہ



کیا گیا ہے۔

سورہ احقاف میں ہے :  
 اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ  
 وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ه اُوْلٰٓئِكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ  
 فِيْهَا جَزَاۗءٌۭ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ه (الاحقاف- ۱۳-۱۴)  
 ترجمہ : بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت  
 قدم رہے نہ اُن پر خوف نہ اُن کو غم۔ وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں  
 رہیں گے۔ اُن کے اعمال کا انعام۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان توکل کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے فرمایا ہے :-  
 الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ  
 الْفُرْحُۃُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌۭ عَظِيْمٌ ه  
 الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْتَفَوْا  
 هُمْ فَاذَاهُمْ اِيْمَانًاۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ه فَاَنْقَلَبُوْا  
 بِنِعْمَةِ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمَسَّهْمُ سُوْءٌ وَّاَتَّبَعُوْا  
 رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٌ ه (آل عمران- ۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴)  
 ترجمہ : وہ جو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے کہ  
 انہیں زخم پہنچ چکا تھا۔ اُن کے نیکو کاروں اور پرہیزگاروں کے لئے بڑا ثواب  
 ہے وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے جتھا جوڑا تو اُن سے  
 ڈرو تو اُن کا ایمان اور زاہد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز۔  
 تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے کہ انہیں کوئی بُرائی نہ پہنچی اور اللہ کی  
 خوشی پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اس میں دعوتِ الہی کی اجابت، احسان، تقویٰ، زیادتی ایمان اور نعمتِ خداوندی  
 سے مالا مال ہونے کا بیان ہے۔

سورہ شوریٰ میں ہے :

وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ  
يَتَوَكَّلُونَ ۝ (الشوریٰ - ۳۶)

ترجمہ : اور وہ جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے  
والا ان کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔  
صحابہ کے خصائص میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شمار کیا ہے اور یہی ان  
کی علی الاطلاق فضیلت کی وجہ قرار دی ہے۔

سورہ آل عمران میں ہے !

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ  
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۝ (آل عمران - ۱۱۰)

ترجمہ : تم بہتر ہون سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی  
کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

سورہ توبہ میں ہے :

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ  
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ  
وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۝ أُولَٰئِكَ  
سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۝ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ وَعَدَّ اللَّهُ  
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ  
خَالِدِينَ فِيهَا وَسُكُنَ فِيهَا مِنْ طَيْبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عِدْنٍ ۝ وَرِضْوَانٌ  
مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ۝ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

(التوبة - ۷۱ - ۷۲)

ترجمہ : اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے  
رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں

اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔ یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا۔ بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی۔ یہی ہے بڑی مراد پانی۔ صحابہ کی نصرت و اعانت کو کافی سمجھا ہے اور اس کو تائید الہی کہا ہے۔

سورۃ انفال میں ہے :

هُوَ الَّذِي آتَىٰكَ بِنَصْرِهِ ۖ وَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۗ وَ أَلْفَ بَيْنٍ  
 قُلُوا بِهِمْ ۖ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلْفَتْ بَيْنَ  
 قُلُوا بِهِمْ ۖ وَ لَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۗ  
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ ۖ وَ مَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۗ

(الانفال - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴)

ترجمہ : وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔ اور اُن کے دلوں میں میل کر دیا۔ اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے۔ لیکن اللہ نے اُن کے دل ملا دیئے۔ بے شک وہی ہے غالب حکمت والا۔ اے نبیؐ کی خبریں بتانے والے (نبیؐ) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے وفاء و عہد کا اقرار کیا ہے۔

سورۃ احزاب میں ہے :

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ  
 فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ ۖ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوا  
 تَبَدُّلًا ۗ (الاحزاب - ۲۳)

ترجمہ : مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے

کیا تھا۔ تو اُن میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بد لے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی سلامت رومی کی تعریف کی ہے۔

سورہ فتح میں ہے:

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةَ  
فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
وَالزَّمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا  
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ه (الفتح - ۲۶)

ترجمہ: جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں اڑ رکھی۔ وہی زمانہ جاہلیت کی اڑ۔ تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا۔ اور پرہیزگاری کا کلمہ اُن پر لازم فرمایا اور وہ اُس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جانتے ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو صاحب بصیرت قرار دیا ہے۔  
سورہ یوسف میں ہے:

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ قَفِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ  
اتَّبَعَنِي ط (يوسف - ۱۰۸)

ترجمہ: تم فرماؤ۔ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں۔  
صحابہ رضی اللہ عنہم کو برگزیدہ بنایا گیا ہے:-

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ  
عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مَلَّةَ أَيْكُمُ الْبُرْهَانُ  
هُوَ سَمُّكُمْ الْمُسْلِمِينَ ه مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ  
الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ج

فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ  
هُوَ مَوْلَاكُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝ (الحج-۷۸)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔ اُس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین۔ اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ ہو۔ اور تم اور لوگوں پر گواہی دو۔ تو نماز برپا رکھو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو۔ وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی

اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی بیعت کو نہایت اہم اور عظیم الشان تصور کیا ہے۔

سورہ فتح میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ  
أَيْدِيهِمْ ج (الفتح-۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی مذہبی حیثیت کی تعریف کی ہے:

لَوْ تَجَدَّ قَوْمًا يُّؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ  
مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ  
أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي  
قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ  
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِيدِينَ فِيهَا طَرْضَىٰ اللَّهُ  
عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ط أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ط أَلَا إِنَّ  
حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (المجادلة- ۲۲)

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ

دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد کی۔ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کا میاب ہے۔

اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان، روح الہی سے تائید، بشارت جنت، رضا خداوندی اور حزب اللہ کی شمولیت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور فلاح کی خبر دی گئی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو دوسرے ثواب کا مشرودہ سنایا گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (الحديد - ۲۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس میں نور اور مغفرت کی بشارت بھی سنائی گئی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے دنیا کی کامیابی اور تسلط کا وعدہ کیا گیا ہے:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (آل عمران - ۱۷۹)

ترجمہ: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو۔ جب تک جُدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پر خدا نے انعام کیا اور اپنی نعمت تمام کی ہے:

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ  
مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ

أُولَئِكَ رَفِيقًا ۝ (النساء - ۶۹)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ  
ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا۔ یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ  
یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

سورہ مائدہ میں ہے!

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ

رَضِيتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ۝ (المائدة - ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت  
پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو فوز و فلاح کی امید دلائی گئی ہے!

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُ فَتْنَةً

مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ

بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ

الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ

وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَ

عَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ

مَعَهُ ۚ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (الاعراف - ۱۵۷)

ترجمہ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے

والے کی جسے لکھا ہوا پائیس گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔ وہ انہیں بھلائی

کا حکم دے گا اور بُرائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں اُن کے لئے حلال

فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ اور

گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا۔ وہی بہراد ہوئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اور احادیث | رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعدد فضائل بیان فرمائے

ہیں اس قسم کی حدیثیں اگر صحاح سے یجھا کی جائیں تو ایک مستقل کتاب تیار ہو سکتی ہے لیکن ہم بخوفِ طوالت صرف چند احادیث نقل کریں گے۔

اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت کو یہ حکم ہے!

۱۔ اَكْرِمُوا اصْحَابِي (نسائی)

ترجمہ: تم میرے اصحاب کی عزت و حرمت کرو۔

۲۔ اَوْصِيكُمْ بِاصْحَابِي (ترمذی)

ترجمہ: میں اپنے اصحاب کی عزت و حرمت کی تم کو وصیت کرتا ہوں۔

۳۔ اصْحَابِي اَمْنَةٌ لِّاُمَّتِي (مسلم)

ترجمہ: میرے اصحاب (شرف و فتن سے بچانے کے لئے) میری اُمت کے پشت و پناہ ہیں۔

۴۔ لَا تَسُبُّوا اصْحَابِي (صحیحین)

ترجمہ: میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو۔

۵۔ لَا تَسُبُّوا اَحَدًا مِّنْ اصْحَابِي (مسلم)

ترجمہ: میرے اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کی بھی بدگویی نہ کرو۔

۶۔ مَنْ أَحَبَّهُمْ فَحَبِيْبِيْ اَحَبُّهُمْ وَ مَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِئْضِيْ أَبْغَضَهُمْ (ترمذی)

ترجمہ: جو صحابہ کو دوست رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے دوست رکھتا

ہے اور جو صحابہ سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے بغض رکھتا ہے۔



۷۔ اِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ اَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّكُمْ  
(ترمذی)

ترجمہ: جب تم دیکھو کہ لوگ میرے اصحاب کو برا کہتے ہیں تو یہ کہو کہ تمہاری اس شرارت پر خدا کی پھسکار ہو۔

مہاجرین اور قرآن

مہاجرین وہ لوگ ہیں جو اسلام کے لئے اپنا گھر بار، اہل و عیال و متاع سب کچھ چھوڑ کر مدینہ منورہ چلے آئے اور دامن نبوت سے وابستہ ہو گئے۔ چونکہ یہ سب سے بڑا ایثار تھا اس لئے یہ گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تمام گروہوں پر علی الاطلاق فضیلت رکھتا ہے اور قرآن کریم میں جس قدر اس گروہ کے مناقب بیان کئے گئے ہیں، کسی کے نہیں بیان کئے گئے۔ افضل الامت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہجرت کا جو شرف حاصل ہوا اس کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

اَلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذَا اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا  
ثَانِيْ اَثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ  
اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا جَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَتْهُ بِيَدِيْهِ  
تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا السُّفْلٰى وَكَلِمَةَ اللّٰهِ  
هِيَ الْعُلْيٰى وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (التوبة - ۴۰)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی۔ جب کافروں کی شرارت سے اُنہیں باہر تشریف لے جانا ہوا۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب اپنے پار سے فرماتے تھے غم نہ کھا۔ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سیکنہ اتارا۔ اور اُن فوجوں سے اُس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔ اور کافروں کی بات نیچے ڈالی۔ اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

قرآن کریم نے ہجرت کو ایمان کا معیار قرار دیا ہے چنانچہ منافقین کے متعلق سورہ نساء میں ارشاد ہوا ہے!

فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ

اللَّهِ (النساء - ۸۹)

ترجمہ: تو ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک وہ اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ولایت اور چارہ سازی تمام تر ہجرت پر موقوف رکھی ہے۔ چنانچہ سورہ انفال میں ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا وَمَا لَكُمْ مِنْهُنَّ وَمَنْ لَا يَتَّبِعِهِمْ

مِنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا (الانفال - ۷۲)

ترجمہ: اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر مہاجرین کو اعلانیہ فضیلت دی ہے۔ چنانچہ سورہ توبہ میں ارشاد ہوا ہے!

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ

وَأَنْفُسِهِمْ لَأَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

الْفَائِزُونَ هُ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ رِضْوَانٍ

وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (التوبة - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲)

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ

کی راہ میں لڑے۔ اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔

ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں

کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے بے شک

اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و رافت کو خاص طور پر مہاجرین سے وابستہ کیا ہے۔

سورہ توبہ میں وارد ہوا ہے۔!

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ  
اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ  
قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ

رَحِيمٌ ۝ (التوبة - ۱۱۷)

ترجمہ: بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اُن غیب کی خبریں بتانے  
والے اور اُن مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں اُن کا  
ساتھ دیا۔ بعد اس کے قریب تھا کہ اُن میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں۔ پھر  
اُن پر رحمت سے متوجہ ہوا۔ بے شک وہ اُن پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔  
ایمان، خوف و رجاء کے بین بین ہوتا ہے۔ لیکن مہاجرین پر رجاء غالب تھی۔  
اور اُن کو اللہ کے فضل اور رحمت پر بھروسا تھا۔

سورہ بقرہ میں ہے!

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ  
رَّحِيمٌ ۝ (البقرة - ۲۱۸)

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے  
اور اللہ کی راہ میں لڑے وہ رحمت الہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا  
مہربان ہے۔

مہاجرین صادق الایمان تھے!

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ  
يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَ

رَسُوْلَهُ ط اُو لَيْلِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ه (الحشر- ۱۸)  
 ترجمہ : ان فقیر، ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے  
 نکالے گئے اللہ کا فضل اور اُس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے۔  
 وہی سچے ہیں۔

مہاجرین کے اعمال صالحہ کیا تھے ؟ ان کو اس طرح بیان کیا گیا ہے !  
 اٰذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقْتَلُوْنَ بِاَنفُسِهِمْ ظَلَمُوْا اَوْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ  
 لَقَدْ يٰسُرٌ هَلٰ اِنَّ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ  
 اِلَّا اَنْ يَّتَوَدَّوْا رَبَّنَا اللّٰهُ ط وَ كَرِهَ لَا دَفْعَ لِلّٰهِ النَّاسُ  
 بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ لَّهْدَمَتْ صَوَاعِقُ مَعُ وَ يَبِيعُ وَ صَلَوَاتٌ  
 وَ مَسْجِدٌ يُذَكَّرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ط وَ لِيَنْصُرَنَّ  
 اللّٰهُ مَن يَّصُرْ ه ط اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ه الَّذِيْنَ اِنْ  
 مَّكَّنْتُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَوَّاتُ الزَّكٰوةَ  
 وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَ لِلّٰهِ عٰقِبَةُ  
 الْاُمُوْرِ ه (الحج - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱)

ترجمہ : پروانگی عطا ہوئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں۔ اس بناء پر کہ ان  
 پر ظلم ہوا۔ اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔ وہ جو اپنے  
 گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اتنی بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب  
 اللہ ہے اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور  
 ڈھادی جاتیں خالق ہیں اور گر جا اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت  
 نام لیا جاتا ہے اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اُس کی جو اُس کے  
 دین کی مدد کرے گا۔ بے شک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے اور وہ  
 لوگ کہ اگر ہم زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور  
 بھلائی کا حکم کریں اور بُرائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام۔

اس میں آخری آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تمام جماعت میں صرف مہاجرین ہی وہ لوگ تھے جن میں حکومت و خلافت کی صلاحیت موجود تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور جماعتوں کے متعلق قرآن کریم میں یہ فقرے استعمال نہیں کئے گئے ہیں۔ مہاجرین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت کو جس بلند معیار پر قائم کیا وہ اس آیت کا عملی ثبوت تھا۔

متعدد سورتوں میں مہاجرین کو جنت اور اجر عظیم کی بشارت سنائی ہے اور مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

سورہ آل عمران میں ہے!

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَآؤُاْ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَآؤُاْ فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا أُولَٰئِكَ كَفَرْنَا عَنْهُمْ سِيَئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ج ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ه (آل عمران - ۱۹۵)

ترجمہ: تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے۔ اور لڑے اور مارے گئے۔ میں ضرور ان کے سب گناہ اُتار دوں گا۔ اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔

سورہ حج میں ہے!

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قَاتَلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ه لَيُدْخِلَنَّهُمْ مَّدِينًا يَرْضَوْنَهَا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ه (الحج - ۵۸-۵۹)

ترجمہ: اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے پھر مارے گئے یا مر گئے تو اللہ ضرور انہیں اچھی روزی دے گا اور بے شک

اللہ کی روزی سب سے بہتر ہے۔ ضرور انہیں ایسی جگہ لے جائے گا جسے وہ پسند کریں گے اور بے شک اللہ علم اور علم والا ہے۔

اجر کا وعدہ سورہ نساء میں ہے!

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ  
ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ط

وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (النساء - ۱۰۰)

ترجمہ: اور وہ جو اپنے گھر سے نکلا اور رسول کی طرف ہجرت کرتا۔ پھر اُسے موت نے آیا تو اُس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا اور اللہ بخشنے والا

مہربان ہے

سورہ نحل میں مغفرت کا اعلان کیا گیا!

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا أَنْتُمْ  
جَاهِدُوا وَأَوْصَبُوا وَلَا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا

لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (النحل - ۱۱۰)

ترجمہ: پھر بے شک تمہارا رب اُن کے لئے جنہوں نے اپنے گھر چھوڑے بعد اس کے کہ ستائے گئے پھر انہوں نے جہاد کیا اور صابر رہے۔ بے شک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا ہے مہربان۔

لیکن یہ اجر، یہ رحمت، یہ مغفرت عالم عقیبی کے ساتھ مخصوص ہے دنیا میں ان کو جو اجر عطا کیا گیا اُس کو بھی اسی سورہ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے!

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا النَّبِيَّ سَبَّحُوا  
فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ط وَالْآخِرَةُ أَكْبَرُ  
لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَى

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (النحل - ۴۱-۴۲)

تس جہہ : اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے۔ کسی طرح لوگ جانتے۔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

یہ دنیا کا عمدہ ٹھکانا کیا تھا، یہ خلافت، یہ اور سورہ حج کی آیت دونوں سے مہاجرین کی خلافت منصوص ہوتی ہے۔

**مہاجرین اولین** | مہاجرین میں بھی دو طبقے تھے۔ اُن میں جو مہاجرین اولین تھے اُن کے فضائل و مناقب قرآن کریم میں بطور خاص بیان کئے گئے ہیں کیونکہ وہ رتبہ میں عام مہاجرین سے افضل تھے۔ چنانچہ سورہ انفال میں دونوں طبقوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر آیا ہے!

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ هَاجَرُوا وَ جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
وَالَّذِينَ آؤا وَ نَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا  
لَهُمْ مَغْضَرَةٌ وَ رِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ (الانفال - ۷۴)

تس جہہ : اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں اُن کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

ان مہاجرین کی حقانیت ایمانی کو بیان کرنے کے بعد دوسرے طبقہ کا ذکر اس طرح ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدِ وَ هَاجَرُوا وَ جَاهَدُوا مَعَكُمْ  
فَأُولَئِكَ مِنْكُمْ ۝ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ  
فِي كِتَابِ اللَّهِ ۝ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (الانفال - ۷۵)

تس جہہ : اور جو بعد کو ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور اور رشتے والے ایک دوسرے سے زیادہ

نزدیک ہیں۔ اللہ کی کتاب میں۔ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔  
 اس آیت میں اُن بزرگانِ دین کو قابلِ تقلید نمونہٴ عمل کی حیثیت سے پیش کیا  
 گیا ہے اور اُن کے اتباع کرنے والوں کو رضاء و خوشنودی کی بشارت دی گئی ہے۔  
**مقامِ مہاجرین حضرت علیؑ کی نظر میں** | قرآن حکیم کی مندرجہ بالا آیات کی بناءً  
 پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے

ایک مکتوب میں اپنی خلافت کو مہاجرین و انصار کی بیعت کے حوالے سے برحق ثابت کیا ہے  
 اور فرمایا ہے کہ مہاجرین و انصار کا منتخب کیا ہوا امام خدا کا پسندیدہ ہے۔ مہاجرین  
 انصار کے منتخب کردہ خلیفہ کی اطاعت کرنا سب مسلمانوں پر واجب ہے جو انکار کرے  
 اُس کے خلاف جنگ کرنی واجب ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا متذکرہ مکتوب  
 ربنا م حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ذیل میں نقل کیا جاتا ہے :-

”مجھ سے اُنہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابو بکر، عمر، عثمان  
 رضی اللہ عنہم سے بیعت کی تھی۔ لہذا نہ تو حاضر کے لئے حق باقی رہ گیا ہے کہ  
 بیعت میں اختیار سے کام لے اور نہ غیر حاضر کو حق ہے کہ بیعت سے روگردانی  
 کرے۔ شوریٰ تو صرف مہاجرین و انصار کے لئے ہے۔ اگر انہوں نے کسی آدمی  
 کے انتخاب پر اتفاق کر لیا اور اُسے امام قرار دے دیا تو یہ اللہ کی اور پوری  
 اُمت کی رضا مندی کے لئے کافی ہے اب اگر اُمت کے اس اتفاق سے  
 کوئی شخص اعتراض یا بدعت کی بناءً پر خروج کرتا ہے تو مسلمان اُسے حق  
 کی طرف لوٹادیں گے جس سے وہ خارج ہوا ہے۔ انکار کرے گا تو اُس سے  
 جنگ کی جائے گی کیونکہ اُس نے مومنوں کی راہ سے کٹ کر الگ راہ اختیار کی ہے  
 اور خدا اُسے اُس کی گمراہی کے حوالے کر دے گا۔“

خلاصہ کلام آنکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں اور اسلام کے روشن مینار ہیں۔  
 صحابہ رضی اللہ عنہم کی مہر تصدیق کے ساتھ جو اسلام ہم تک پہنچا ہے وہی اسلام ہے اس مہر کے بغیر  
 ہم کسی بات کو اسلام نہیں مانتے۔

لے ہیج البلاغہ جلد دوم ترجمہ عبدالرزاق یلیح آبادی مطبوعہ لاہور صفحہ ۴۰



## ماخذ

مصنف یا مؤلف

نام کتاب

اللہ جل شانہ	القرآن الحکیم	۱
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	۲
ابو عبد اللہ محمد ابن اسمعیل البخاری	صحیح بخاری	۳
ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری	صحیح مسلم	۴
محمد بن عیسیٰ ترمذی	سنن ترمذی	۵
ابو داؤد سلیمان بن اشعث البجستانی	سنن ابی داؤد	۶
ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی	سنن نسائی	۷
ابو عبد اللہ محمد بن یزید الفزوی	سنن ابن ماجہ	۸
ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	سنن بیہقی	۹
امام مالک	موطأ	۱۰
شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب عمری	مشکوٰۃ المصابیح	۱۱
ابن ہشام	سیرت ابن ہشام	۱۲
عباس بن موسیٰ القاضی	الشفاء	۱۳
احمد بن محمد القسطلانی	مواہب الدینہ	۱۴
جلال الدین سیوطی	خصائص الکبریٰ	۱۵
شیخ عبد الحق محدث دہلوی	مدارج النبوة	۱۶
ملا معین کاشفی	معارج النبوة	۱۷
علامہ ابوالوفا غلام رسول سعیدی	توضیح البیان الخزان العرفان	۱۸
علامہ حاجی فضل احمد	انوار الہدیٰ فی سیرت المصطفیٰ	۱۹
علامہ نور بخش توکلی	سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰

تِلْخِ وَفَضَائِلِ شَهْرِ نَبِيِّهِ

# فَضَائِلُ مَدِينَةِ مَنُورٍ

مُصَنَّفٌ

دَاكٲرِ خَلِيلِ اِبْرَاهِيْمِ مَلَاخَاظِر

مُتَرْجِمِيْنٌ

مَوْلَانَا مَلِكُ مُحَمَّدِ لَوِيْشْتَااِنِ ● مَوْلَانَا سَيِّدُ مُحَمَّدِ وِقَالِ مَنِيْ

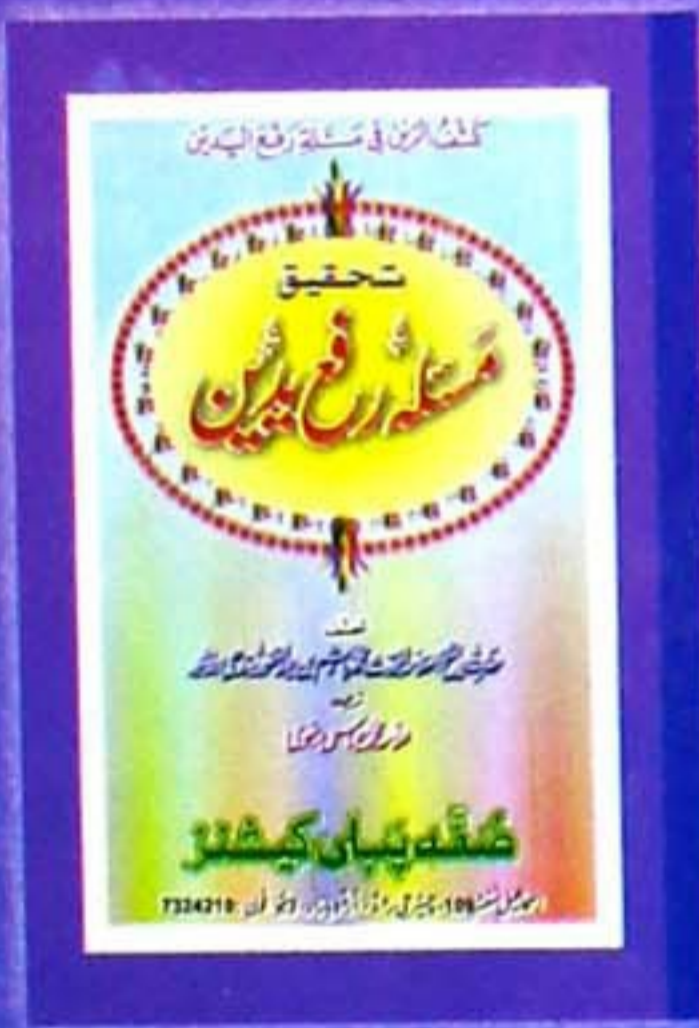
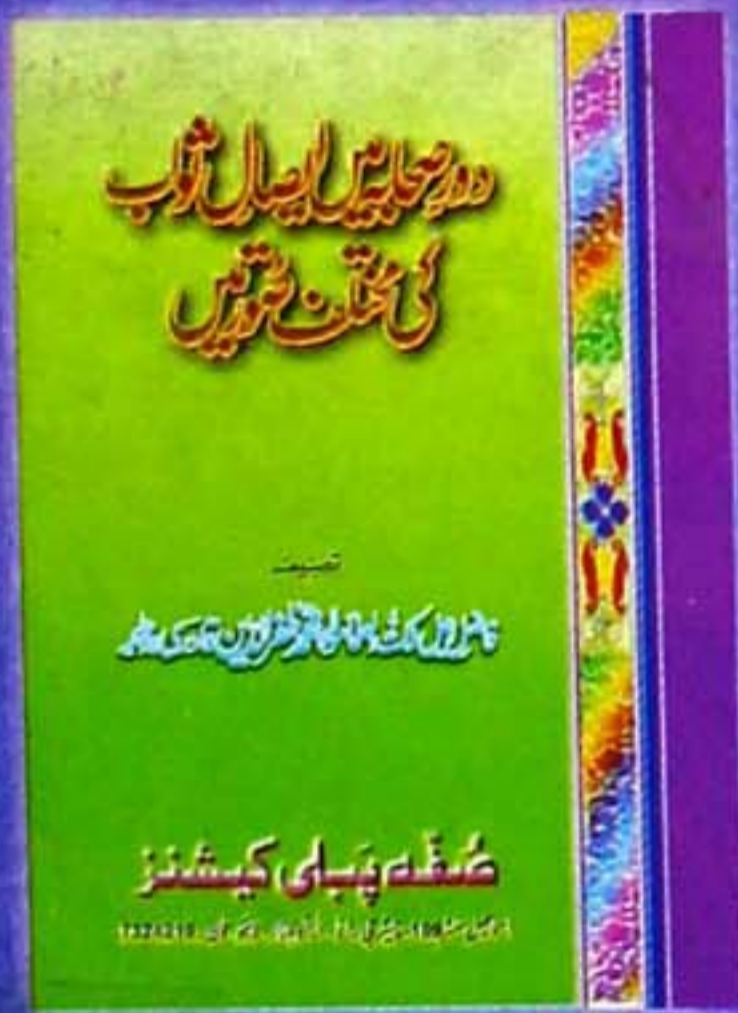
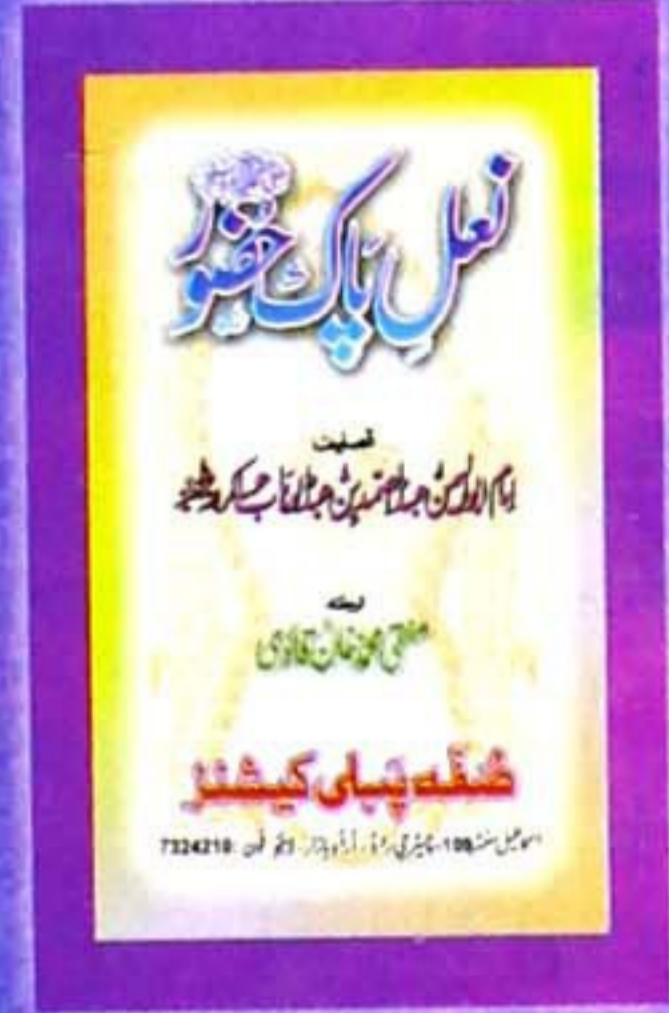
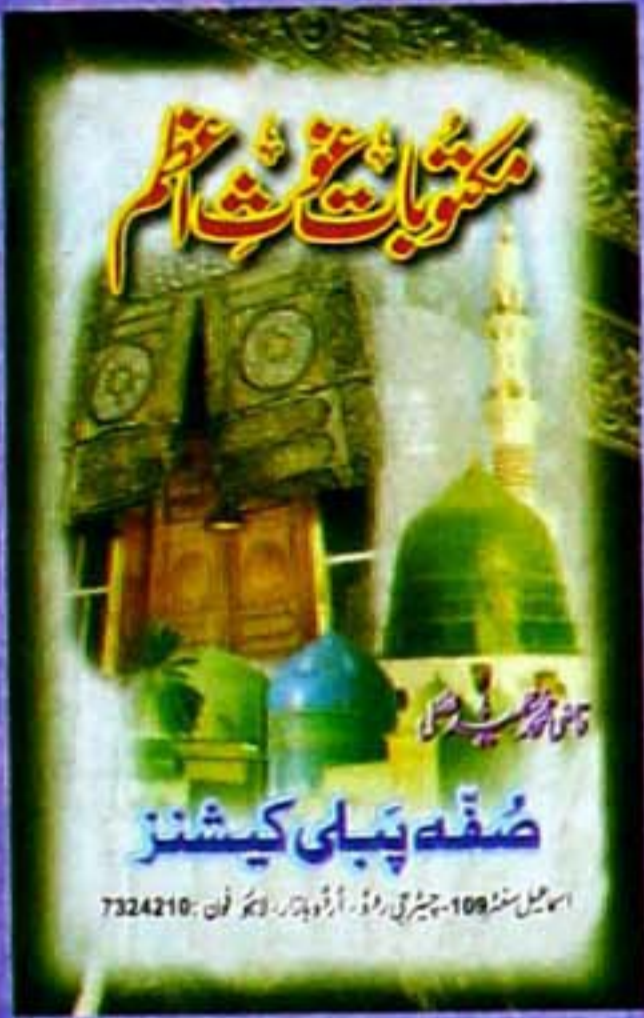
مَوْلَانَا مُحَمَّدُ اَلْوَرْمُكْهَالَوِي

صُفْهٓ پَيَايِ كِيْشَنَز

اسماعیل سنٹر 109- چیٹرجی روڈ - اُردو بازار - لاہور فون: 7324210



# عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے بہترین کتب



## صوفیہ پبلی کیشنز

اسما عیمل سنٹر 109-چیمبرجی روڈ-اُردو بازار-لاہور فون: 7324210